# انوارِ سیال

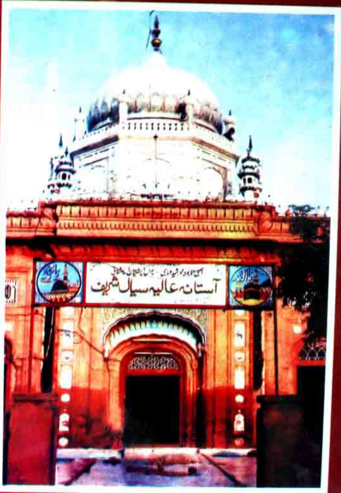


تحقیق و تحریر
حاجی محمد مرید احمد چشتی

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (القرآن)

# انوارِ سیال

تالیفِ لطیف

حاجی محمد مرید احمد چشتی

باھتمام

جامعہ ضیاء المصطفےٰ للبنات طور (جہلم)

ناشر

مکتبۂ وارثیہ سنگھونی، جہلم۔ پاکستان

marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

| | |
|---|---|
| نام کتاب | انوارِسیال |
| مؤلف | حاجی محمد مُریداحمد چشتی |
| کمپوزنگ | ساجد علی |
| پروف ریڈنگ | محمد کاشف رضا چشتی |
| نظرثانی | راشدعزیزوارثی |
| خصوصی تعاون | چوہدری شہزاداحمد ساہی |
| سرِورق | زیراہتمام، بک کارنرشورُوم جہلم |
| تاریخِ طباعت | محرم الحرام ۱۴۲۹ھ۔جنوری ۲۰۰۸ء |
| ہدیہ | ۱۵۰/-روپےصرف |
| مطبع | بک کارنرشورُوم |
| | بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ جہلم |
| باہتمام | جامعہ ضیاء المصطفےٰ للبنات طور، جہلم |
| ناشر | مکتبۂ وارثیہ سنگھوئی، جہلم |

(کتاب ھذا کی تمام ترآمدن جامعہ ضیاء المصطفےٰ للبنات طور، جہلم کے نام وقف ہے)

marfat.com

# فہرس



| نمبر شمار | شخصیات | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| ۱ | حرفِ آغاز | ۵ |
| ۲ | انتساب | ۱۰ |
| ۳ | گذارشِ مؤلف | ۱۱ |
| ۴ | حضرت مولوی حافظ احمد الدین دھر پالوی | ۱۴ |
| ۵ | حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری | ۲۷ |
| ۶ | حضرت مولوی عبدالروف شاہ اورنگ آبادی | ۲۹ |
| ۷ | حضرت مولوی غلام رسول سدوالی | ۳۷ |
| ۸ | حضرت مولوی سید رسول سدوالی | ۳۸ |
| ۹ | حضرت مولوی محمد نور سدوالی | ۴۱ |
| ۱۰ | حضرت مولوی محمد رمضان کلوروی | ۴۳ |
| ۱۱ | حضرت خواجہ حافظ سید نور احمد شاہ گردیزی | ۵۴ |
| ۱۲ | حضرت مولوی غلام فرید چشتی | ۵۹ |
| ۱۳ | حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری | ۶۴ |
| ۱۴ | حضرت خان حیات اللہ خان افغان | ۶۹ |
| ۱۵ | حضرت ملک فتح شیر خان ٹوانہ | ۷۲ |
| ۱۶ | حضرت ملک شیر محمد خان ٹوانہ | ۷۵ |
| ۱۷ | حضرت سردار ملک جہان خان گھیبہ | ۷۷ |
| ۱۸ | حضرت سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ | ۷۹ |
| ۱۹ | حضرت راجہ عبداللہ خان داراپوری | ۸۱ |



marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ۲۰ | حضرت ملک شیر خان بندیال | ۸۶ |
| ۲۱ | سرداران ڈلہہ چکوال | ۸۷ |
| ۲۲ | حضرت میاں محمد قریشی صابووال | ۸۹ |
| ۲۳ | حضرت خواجہ سید محمد الف شاہ ہمدانی | ۹۴ |
| ۲۴ | حضرت میاں شہاب الدین فیروز پوری | ۹۹ |
| ۲۵ | حضرت خواجہ سیّد محمد فضل شاہ جلال پوری | ۱۰۹ |
| ۲۶ | حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ جلالپوری | ۱۳۳ |
| ۲۷ | حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدری | ۱۴۲ |
| ۲۸ | حضرت مولانا غلام محی الدین طوروئی | ۱۶۰ |
| ۲۹ | حضرت حکیم علی محمد خان دہلوی | ۱۶۲ |
| ۳۰ | حضرت مولوی خان محمد مردوالوی | ۱۷۴ |
| ۳۱ | حضرت مولوی فیض احمد بہاول پوری | ۱۷۶ |
| ۳۲ | حضرت مولوی شمس الدین بہاول پوری | ۱۸۱ |
| ۳۳ | حضرت مولوی حافظ فضل کریم رتوی | ۱۸۲ |
| ۳۴ | حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمیؒ | ۱۸۹ |
| ۳۵ | حضرت حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی | ۲۰۲ |
| ۳۶ | حضرت مولوی عثمان غنی چاولی | ۲۰۶ |
| ۳۷ | حضرت مولانا روشن دین چھاچھی | ۲۰۹ |
| ۳۸ | حضرت قاری غلام نبی للہی | ۲۱۱ |
| ۳۹ | حضرت خواجہ سید غلام حبیب شاہ گیلانی | ۲۲۱ |
| ۴۰ | حضرت مولانا ضیاء الدین چکوالی | ۲۲۴ |
| ۴۱ | حضرت خواجہ سید قمر الدین شاہ دھرکنوی | ۲۳۵ |
| ۴۲ | حضرت مولانا محمد امام الدین کندوالی | ۲۴۲ |

marfat.com

# حرفِ آغاز

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشادِ ربانی ہے کہ "اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو اس میں چراغ ہو وہ چراغ شیشہ (کے ایک فانوس) میں ہو۔ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے جو روشن کیا گیا ہے برکت والے زیتون کے درخت سے جو شرقی ہے نہ غربی ہے۔ قریب ہے اس کا تیل از خود روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے۔ (یہ) نور علیٰ نور ہے۔ پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مثالیں لوگوں (کی ہدایت) کیلئے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔" (سورۂ نور)

نور کیا ہے؟ مفسرین کرام اور محققین عظام عموماً چار قسم کے اقوال اس ضمن میں پیش کرتے ہیں:۔

۱۔ علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس مثال سے مراد ذات خداوندی ہے کہ وہی زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے۔

۲۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ مثال اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان فرمائی ہے۔

۳۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ مومن کے بارے میں مثال دی گئی ہے۔

۴۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے مراد قرآن ہے۔

ویسے تو تمام صاحبان نے اپنی اپنی ذہنی، علمی اور روحانی سطح کے مطابق اپنی اپنی جگہ بہترین تفسیر فرمائی ہے لیکن اگر ہم ان سچے موتیوں جیسی تمام تشریحات کو ایک لڑی میں پرو کر دیکھیں تو سبحان اللہ ایک بہترین خوبصورت و دلکش مرواریدی مالا تیار ہو جاتی ہے۔ آیت مبارکہ کے اسرار و رموز بھی سمجھ آتے ہیں اور کلامِ الٰہی کی فصاحت و بلاغت اور امثلہ کے حسن و جمال سے آگاہی بھی ہوتی ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ رب کریم خود بھی نور ہے اور اس کائنات کے چلانے کیلئے جو

marfat.com

دستور العمل دیا ہے اسے بھی نور قرار دیا اور جس مقدس و مطہر ہستی کی وساطت سے یہ ضابطہ حیات عطا فرمایا اسے بھی نور کہا اور جن نفوسِ قدسیہ کو اس نظامِ حیات کو نافذ کرنے کی ذمہ داری سونپی ان کو بھی اسی نور کی لڑی میں پرو دیا۔ گویا یہ ایک ایسا حلقہ ہے کہ جو بھی اس میں شامل ہوا وہ نورٌ علیٰ نور ہو گیا۔ پانی کا قطرہ اگر دودھ کے گلاس میں شامل کر دیا جائے تو اسے پانی کون کہے گا وہ دودھ ہی کہلائے گا۔

اللہ رب العزت نے سب سے پہلے اپنے نور سے نورِ محمدی ﷺ کو تخلیق فرمایا۔ پھر اس نور سے ساری کائنات تخلیق فرمائی۔ پھر اس کائنات میں اپنے پسندیدہ دین اسلام کو دستورِ حیات کے طور پر اپنے چنیدہ بندوں، رسولوں اور پیغمبروں کے ذریعے ارسال فرمایا اور بالآخر اس کی تکمیل کرنے کیلئے اپنی تخلیقِ اول اپنے محبوب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو جامۂ بشریت میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے رب کریم کے پیغام کو رب تعالیٰ کے حکم کے مطابق حکمت و موعظت کے ساتھ اہلِ عالم تک پہنچایا۔ اسی حکمت و موعظت کے طرزِ عمل اور اندازِ تبلیغ و اصلاح کو جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنایا تو وہ احسان کہلایا اور بعد کے ادوار میں جب اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اختیار فرمایا تو تصوف و طریقت اور روحانیت و حقیقت کے ناموں سے جانا پہچانا جانے لگا۔ نام الگ الگ ہیں لیکن کام اور مقصد ہمیشہ ایک ہی رہا۔

تصوف کے لغوی معنیٰ پر علمائے فرہنگ اور اہلِ لغت کا اختلاف اپنی جگہ، اس کے لفظی معنیٰ خواہ کچھ بھی ہوں لیکن اس کے اصطلاحی معانی اور اس کے مقاصد پر کسی کو اختلاف نہیں۔ سب کی رائے تقریباً ایک ہی جیسی ہے کہ تصوف کا مقصد تقربِ الٰہی کے حصول کیلئے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس ہے۔ تصوف سفر الی اللہ کی منزلوں کا سراغ دیتا ہے۔ اس سفر کیلئے ذوق و شوق پیدا کرتا ہے اور زادِ راہ کا تعین کرتا ہے۔ دین کے تمام شعبوں عقائد، عبادات اور معاملات میں بطریقِ احسن رہنمائی مہیا کرتا ہے اور سلاسلِ طریقت میں تربیت کا انداز اس طرح کا ہے کہ طالب رمرید کو شریعت و طریقت کی جملہ صفاتِ عالیہ یقین و ایمان، تسلیم و رضا، صبر و شکر، ذکر و فکر اور استقامت و استغناء سے مزین کر دیا جائے۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ دنیا بھر میں جہاں جہاں بھی اسلام کی روشنی پھیلی اس نورانی چراغ کو روشن کرنے کا سہرا اولیاء الرحمٰن کے سر ہی سجا۔ برصغیر پاک و ہند میں کفر و شرک کے گھٹا

marfat.com

ٹوپ اندھیروں میں نورِ حق کا چراغ روشن کرنے اور اس کی کرنوں کو شہر شہر قریہ قریہ پہنچانے کا فریضہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دیا۔ اور سلاسلِ تصوف میں سب سے بڑھ کر خواجگانِ چشت اہلِ بہشت نے اس سلسلے میں اہم اور عظیم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اس ارشادِ ربانی کہ ''اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔'' (سورۃ المزمل) پر اس انداز سے عمل کیا کہ باقی سب کچھ بھول کر فقط اور فقط اپنے رب کے ہو کر رہ گئے۔ شب و روز کا ہر ہر لحہ اس کیلئے وقف کر دیا۔ اور اپنے کردار کو ان صلوٰتی ونسکی و محییٰ و مماتی للہ رب العالمین کی مجسم تصویر بنا کر پیش کر دیا۔ اسی کی یاد میں جینا اسی کی یاد میں مرنا حاصلِ زندگی بنالیا اور اسی کی رضا و خوشنودی کا حصول مقصدِ زیست قرار دے دیا۔ محبوبِ حقیقی کی خاطر کفن سر پہ باندھا اور جان ہتھیلی پہ رکھی تب جا کر نسلِ انسانی کے سینوں میں چراغِ مصطفوی ﷺ روشن کر سکے۔

سبحان اللہ میں نے شمس العارفین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ العزیز کی بارگاہِ اقدس میں حاضری دی تو مرشد کی تربیت کے اثرات اور مرید کی چاہت کے انداز کے حوالے سے یہ یادگار واقعہ بے ساختہ یاد آ گیا۔ ملاحظہ فرمایئے کہ پیر ہو تو ایسا لجپال اور مرید ہو تو ایسا عاشقِ جانباز............ ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمس العارفین اپنے مرشدِ کریم حضرت پیر پٹھان شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک نورانی پیکر بزرگ محفل میں تشریف لائے اور حضرت کے پاس بیٹھ گئے کچھ باتیں کیں اور پھر تھوڑی دیر بعد رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام تھے، جو شخص آپ کی زیارت کرنا چاہے وہ فوراً جائے، زیارت کرے اور مرادیں پائے۔ تمام اہلِ محفل اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے پیچھے بھاگنے لگے مگر حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ وہیں تشریف فرما رہے۔ حضرت پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا شوق نہیں رکھتے؟ تو آپ نے عرض کیا کہ ''میں تو اس کی زیارت کروں گا جس کی زیارت کیلئے خضر علیہ السلام آتا ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل اشعار میں اسی قسم کے خیالات کی بڑے خوبصورت پیرائے میں عکاسی کی ہے:۔

میڈا عشق وی توں ، میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں ، ایمان وی توں

marfat.com

میںڈا مرشد ہادی پیر طریقت
شیخ حقائق دان وی توں
میںڈا زہد عبادت طاعت تقویٰ
علم وی توں عرفان وی توں
میںڈا حسن تے بھاگ سہاگ وی توں
میںڈا بخت تے نام و نشان وی توں
جے یار فرید قبول کریں
سرکار وی توں سلطان وی توں

حضرت پیر پٹھانؒ آپ کی اس بات سے انتہائی خوش ہوئے اور دعا فرمائی کہ "اللہ سائیں میرے سیال کوں رنگ لائیں"۔ (اللہ پاک میرے سیالوی مرید کو خوشحال رکھنا) اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر پٹھانؒ کی زبان سے نکلی ہوئی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا اور پھر اہلِ عالم نے دیکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیالوی سرکار کو کس قدر رنگ لگائے۔ یہی وہ مقام تھا کہ جہاں خواجہ شمس العارفین نے اپنی ذات کی نفی کر کے اپنے آپ کو مرشدِ کریم کی ذاتِ عالی صفات میں فنا کر دیا اور فنافی الشیخ کے مرتبے کو پالیا اور شیخ کامل نے فنافی الرسول اور فنافی اللہ بقاباللہ کی منازل طے کرا کے اس مقام بلند پر فائز فرما دیا کہ جس کے در کی غلامی پر پیر مہر علی شاہ گولڑوی، پیر غلام حیدر علی شاہ جلالپوری، خواجہ معظم الدین معظم آبادی، پیر امیر شاہ بھیروی، مولانا نور عالم کڑی والے، سائیں سہیلی سرکار، اور حافظ رکن عالم جہلمی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسی بلند پایہ نابغہ روزگار اور صاحبِ مقام ہستیاں بھی فخر کرتی ہیں۔

آپ کے درِ اقدس سے کس قدر مخلوقِ خدا فیضیاب ہوئی اس کا اندازہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ خواجہ خواجگان پیر سیال لجپال کے احوال و آثار پر کام تو کافی ہو چکا تھا لیکن ابھی تحقیقِ مزید کی گنجائش موجود تھی۔ لیکن یہ کام ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔ یہ خدمت صرف وہی کر سکتے ہیں جنہیں مالک اس کام کیلئے منتخب فرمائے۔ حضرت پیر سیال لجپال کے وصال کے تقریباً ایک صدی بعد اس خدمت کی سعادت پنڈی سید پور (تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم) کے جناب حاجی محمد مُرید احمد چشتی کو ملی۔ اگرچہ انہوں نے مقالات اور کتابیں تو اور بھی کافی اور کئی موضوعات پر لکھیں

marfat.com

لیکن ان کا اصل کارنامہ اپنے مرشد خانے کی تاریخ مرتب کرنا ہے۔ انوارِ سیال، برکاتِ سیال اور انوارِ قمر کے علاوہ سب سے اہم، تاریخی حیثیت اور حوالہ جاتی نوعیت کا کام ''فوز المقال فی خلفائے پیر سیال'' ہے۔ اس بے سروسامانی کے عالم میں اس سفید پوش نے اس قدر اہم، بھاری اور اتنا مستند کام کیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ میں اکثر سوچتا تھا کہ چشتی صاحب نے اس فقیرانہ اور درویشانہ عالم میں یہ سب کچھ کیسے کر ڈالا۔ حالانکہ بڑے بڑے صاحبِ ثروت اور انتہائی پڑھے لکھے صاحبان سیال شریف کے آستانہ عالیہ سے وابستہ ہیں لیکن یہ سعادت ملی تو ایک فقیرِ بے نوا دیہاتی کو۔ یہ سب کیا ہے، ان کا انتخاب کیسے ہوا یہ فقط اک نگاہ کی بات ہے۔ میں نے سنی آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ چشتی صاحب فرماتے ہیں:۔

''خاکسار کو ۱۹۶۸ء میں حضور شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف بہ بیعت ہونے کے بعد چار یوم سیال شریف قیام کا موقع ملا اور جب واپسی کا ارادہ ہوا تو آپ کی خدمتِ معلیٰ میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی تو ارشاد ہوا

''یہیں ٹھہرو............''

۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ کو سیال شریف حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی مرتبہ کتاب ''خیابانِ رضا'' حضور امیر شریعت سیالوی مدظلہ العالی (سجادہ نشین) کی خدمتِ معلیٰ میں پیش کی تو آپ نے ارشاد فرمایا

''آپ کی بیعت کہاں ہے؟''

عرض کرنے پر حضور نے نظرِ کرم سے دیکھا............ بس پھر اپنے مشائخ پر کام کرنے کا والہانہ جذبہ پیدا ہو گیا۔

مردِ قلندر محرمِ اسرار و رموزِ حقیقت حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے سچ فرمایا

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے!

خاکِ درِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
راشد عزیز وارثی
(سنگھوئی، جہلم۔ پاکستان)

marfat.com

# انتساب

حافظ قاضی رکن عالم چشتی جہلمی علیہ الرحمۃ بن حافظ قاضی محمد حسن علیہ الرحمۃ

(قاضی القضاۃ علاقہ ننگھوئی) خلیفۂ مجاز

خواجۂ خواجگان شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ العزیز

کے نام

کہ جن کو یہ سعادت حاصل تھی کہ اپنے مرشدِ کریم کو قرآنِ حکیم سناتے تھے

اور

حضرت قاضی احمد حسن المعروف قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدری علیہ الرحمۃ

بن قاضی غلام محی الدین علیہ الرحمۃ مقبول بارگاہِ غوثیہ رضی اللہ عنہ

خلیفۂ مجاز محبوبِ سبحانی حضرت سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ العزیز

کے نام

کہ جن کے متعلق حضرت محبوبِ سبحانی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا

کہ یہ شخص دلیر اور صاحبِ اعتقاد ہے اور امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی طرح اپنے پیر کے نام پر

عاشق ہے اور صاحبِ مروت ہے۔

خاکسار

حاجی محمد مرید احمد چشتی

پنڈی سید پور۔ جہلم

marfat.com

# گذارشِ مؤلف

فیضانِ محبت عام تو ہے عرفانِ محبت عام نہیں
اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں

الحمد للہ ثم الحمد للہ آج یہ مرحلہ بھی آسان ہوا کہ حضور سرورِ کائنات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ کرم سے مرشدِ کریم خواجہ خواجگان شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ سے فیضیاب ہونے والے مشاہیر کے تذکرہ کا ایک حصہ پایۂ تکمیل تک پہنچا اور اب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

میں یہ خوبصورت گلدستہ آپ تک پہنچانے کیلئے جناب راشد عزیز وارثی، جناب حافظ عبدالرحمان جامی اور چوہدری شہزاد احمد ساہی کا تہِ دل سے مشکور و ممنون ہوں کہ جنہوں نے خصوصی دلچسپی اور بھرپور تعاون فرمایا اور اس کتاب کی اشاعت و طباعت کا مکمل انتظام کیا۔ اللہ کریم اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ان سب پر اپنا خصوصی فضل اور کرم فرمائے اور ان کو دو عالم کی بیش از بیش خوشیوں، فضیلتوں، نعمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ اپنے شیخ کی خدمت، محبت اور عقیدت میں کامل کرے۔ قلبی و روحی سکون سے نوازے۔ اور انہیں مزید کارِ خیر کی توفیق عطا فرمائے۔
وما توفیقی الا باللہ۔

خاکسار
حاجی محمد مرید احمد چشتی
پنڈی سید پور۔ جہلم

marfat.com

# حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی

## خاندان اور ولادت

حضرت مولانا حافظ خدا بخش بن مراد بخش بن محمد سلیم بن شہاب الدین بن محمد عزیز بن قادر بخش بن نظام دین بن عبد الجلیل بن نجم الدین بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم، دھریالہ جالپ تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم (پنجاب) کے باشندے تھے۔ آپ قطب شاہی اعوان خاندان سے متعلق تھے۔ شجرۂ نسب ۳۵ واسطوں سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت مولانا حافظ خدا بخش دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بھائی اور بھی تھے۔

۱ مولوی غلام علی مرحوم

۲ مولوی امام بخش مرحوم

حضرت مولانا حافظ خدا بخش دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے مولوی عطا محمد بن مولوی غلام علی (برادر حافظ خدا بخش دھریالوی) کے تلمیذ رشید حضرت مولوی عبدالکریم ساکن جیتی پور ضلع جہلم (مرید حضرت فقیر عبداللہ میروی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے استادِ گرامی حضرت مولوی عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے مولف کو بتایا کہ حضرت مولانا حافظ خدا بخش دھریالوی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت مولوی عطا محمد دھریالوی نے دھریالہ جالپ میں سلسلۂ درس و تدریس جاری رکھا ہوا تھا۔ ان کی بیعت حضرت خواجہ اللہ بخش کریم تونسوی قدس سرہٗ سے تھی۔ مولوی عطا محمد دراز قامت، جسم نحیف و نزار لیکن بلا کے قوی اور طاقتور تھے۔ چادر، کرتا اور پگڑی پہناوا تھا۔ ۷۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔ انکے ایک فرزند عبدالغفور نامی کی سکونت لاہور میں ہے۔ یہ انسپکٹر ایکسائز (کھیوڑہ) کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ تادمِ تحریر بقید حیات ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم آف جیتی پور نے حضرت مولانا عطا محمد سے فارسی نظم، فقہ، منطق اور مشکوٰۃ شریف پڑھیں۔ حضرت مولانا عطا محمد کے چند تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

marfat.com

۱ مولوی نجم الدین ساکن آدووال تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم

۲ پروفیسر غلام جیلانی مخدوم ساکن اعظم پور......................

۳ مولوی منشی محمد بخش ساکن ساوؤال......................

۴ حافظ رحیم بخش ساکن کھوتیاں......................

۵ مولوی عبدالکریم ساکن جیتی پور......................

۶ حافظ سلطان احمد، منہاس راجپوت ساکن دھریالہ جالپ

مولف نے حافظ سلطان احمد مرحوم کو دیکھا ہوا ہے، مولف نے میٹرک کا امتحان ۱۹۶۸ء (سائنس گروپ) میں ہائی سکول دھریالہ جالپ سے پاس کیا۔ حافظ صاحب مرحوم سوشل ورکر آدمی تھے۔ ایک پنجابی شعر پڑھا کرتے تھے

مولانا عطا محمد اسم شریف جہاندا
وچ دھریالہ دولت خانہ مَیں تمیز جہاندا

حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ خدا بخش دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ پیر بھائی تھے۔ اکثر سیال شریف اکٹھے جایا کرتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ حافظ صاحب اپنی مسجد میں صبح درس قرآن میں مشغول ہوتے تو اچانک اٹھ کھڑے ہوتے، احباب پوچھتے تو فرماتے: پیر حیدر شاہ تشریف لا رہے ہیں لہٰذا میں ان کے استقبال کے لئے جا رہا ہوں۔

حضرت محبوب سبحانی جلالپوری بجائے سڑک کے شمال کی طرف سے آیا کرتے کہ مبادا کسی سفید چڑی والے (انگریز) پر نظر نہ پڑے۔ دونوں احباب میں برادر طریقت کے علاوہ بھی تعلقات تھے۔ حضرت مولانا حافظ خدا بخش سیال شریف نظر آتے ہی پاؤں سے جوتے اتار دیتے تھے۔ برہنہ پا حاضری دیا کرتے تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔

ایک دفعہ مرشد پاک کے حکم کی تعمیل میں کہیں جا رہے تھے ایک گاؤں سے گزرے۔ لوگوں نے از راہ تمسخر کہا کہ آپ ایک بزرگ ولی اللہ کے خاص مرید ہیں، ہمارا ایک

marfat.com

آدمی فوت ہوگیا ہے، جنازہ پڑھا کر جائیں۔ آپ نے معذرت چاہی لیکن ان کے اصرار پر راضی ہو گئے۔ ان لوگوں نے ایک زندہ آدمی کو چارپائی پر لٹا رکھا تھا۔ جنازہ پڑھایا اور فرمایا: بھئی اس کی قبر بھی تو تیار کرنی تھی اور فوراً وہاں سے چلے گئے۔ لوگوں نے بعدہٗ دیکھا کہ وہ شخص واقعی مردہ پڑا تھا، حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ تخمیناً ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء کو دھریالہ جالپ تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں حضرت مولانا حافظ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔

## حصولِ علم

آپ نے والد ماجد کے مدرسہ میں قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد دیگر علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ اس کے علاوہ کہاں اور کن اساتذہ سے علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی، معلوم نہ ہوسکا۔

## درس وتدریس

بعد از تحصیل علم آپ نے ایک انجمن ''انجمن اسلامیہ علاقہ جالپ'' کے نام سے قائم کی اور اس انجمن کے تحت ''مدرسہ اسلامیہ'' کی بنیاد رکھی۔ مدرسہ اسلامیہ میں باقاعدگی سے ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء کو تعلیم وتدریس کا آغاز ہوگیا۔ مدرسہ اسلامیہ میں درس نظامی کا مکمل نصاب پڑھایا جاتا تھا۔ مدرسہ اسلامیہ دھریالہ جالپ میں حضرت قاضی محمد رضا کالسی بھی مدرس رہے۔

## تلامذہ

آپ کے بے شمار تلامذہ میں سے جن کا علم ہوسکا، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ مولوی نور محمد، جھنگ

۲ مولوی نور محمد☆، چک مجاہد شالی تحصیل پنڈ دادن خان، جہلم، مبلغ حزب اللہ، جلال پور شریف

۳ مولوی محمد عالم دارا پوری، دارا پور تحصیل وضلع جہلم

۴ مولوی محمد رفیق، جھاوریاں ضلع سرگودھا

marfat.com

۵ مولوی عبدالحیٔ ..........................

۶ مولوی محمد عالم مخدوم، چک مجاہد جنوبی تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم

مخدوم مولوی محمد عالم نے منتہی تعلیم آپ سے حاصل کی۔ مولوی صاحب مرحوم کو مولوی محمد ابراہیم گجراتی سے خرقۂ خلافت حاصل تھا۔

۷ پروفیسر مولوی نجم الدین دھریالوی (پسر)

۸ مولوی محمد امین دھریالوی (پسر)

۹ مولوی بدرالدین (پسر)، انسپکٹر ڈاک خانہ جات

۱۰ مخدوم مولانا محمد امین مرحوم ساکن چک مجاہد جنوبی، پنڈ دادنخان، ضلع جہلم

۱۱ مخدوم مولوی محمد نور عالم ساکن چک مجاہد جنوبی (والد ماجد حضرت مخدوم مولانا محمد عالم و مخدوم مولانا محمد امین)

۱۲ حافظ محمد الدین (پسر)

۱۳ حضرت قاضی محمد عالم چشتی مدفون سویہ شریف ضلع گجرات

---

☆ حضرت مولوی نور محمد بن مولوی غلام محی الدین بن مولوی عبدالحکیم کے آباؤ اجداد موضع گھنیاں (پھالیہ) سے نقل مکانی کر کے چک مجاہد شمالی تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم (علاقہ جالپ) میں آباد ہوئے۔

مولوی نور محمد مرحوم جٹ تارڑ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء کو چک مجاہد شمالی میں پیدا ہوئے۔ علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل مدرسہ اسلامیہ دھریالہ جالپ میں حضرت مولوی احمد الدین چشتی دھریالوی اور حضرت قاضی محمد رضا کالسی سے کی۔

حضرت محبوب سبحانی جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھی۔ بعد از فراغت تعلیم چک مجاہد شمالی کی مسجد میں امامت اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ امیر حزب اللہ حضرت پیر سید محمد فضل شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے تبلیغی دوروں میں ان کے ہمراہ رہے۔ آپ جماعت حزب اللہ کے مبلغ تھے۔ وعظ بڑا پر تاثیر اور مسحور کن ہوتا تھا۔ آپ کا قد دراز، خوبصورت ریش مبارک اور بڑے پاکباز اور رحمدل انسان تھے۔ آپ کا کتب خانہ معیاری اور نادر کتب پر مشتمل تھا۔

ایک بار آپ مفلوج ہو گئے۔ ایک ماہ کے بعد خواب میں اپنے مرشد کریم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پوچھا کہاں فالج ہے۔ آپ نے دائیں بازو کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت محبوب سبحانی جلال پوری نے بازو پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ یہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ صبح بیدار ہونے پر دیکھا تو فالج کا نام و نشان تک نہ تھا۔

حضرت مولوی نور محمد نے ۹ ر جمادی الاولی ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۰ ر مارچ ۱۹۴۹ء بروز پنجشنبہ وصال فرمایا اور اپنی مسجد چک مجاہد شمالی کے ایک

marfat.com

حجرہ میں مدفون ہیں۔

حضرت مولوی ڈاکٹر محمد حسین للہی نے فارسی میں مرثیہ قلمبند کیا لیکن دستیاب نہ ہوسکا۔ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ نے تعزیتی نوٹ شائع کیا۔

''دلی رنج کے ساتھ محترم مولانا نور محمد صاحب ساکن چک مجاہد ضلع جہلم کی وفات حسرت آیات کی اطلاع درج کی جاتی ہے۔ محترم مرحوم برضاء الٰہی مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۶۸ھ بروز جمعرات اس دارفانی سے دارالبقا کو انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔ عالم باعمل، صالح متقی و پرہیزگار، خوش خلق، شب بیدار ہونے کے علاوہ اچھے واعظ تھے۔''

(بقیہ ☆) آپ کی اولاد میں تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

| | |
|---|---|
| ۱ مولوی غلام محمد مرحوم | ۲ عبدالرحمٰن مرحوم |
| ۳ لطیفہ بیگم | ۴ مشتاق احمد مرحوم |

موخرالذکر سالٹ مائن کھیوڑہ میں ملازم رہے۔

## ماخذ


۱ انٹرویو صوفی مشتاق احمد ساکن چک مجاہد شالی ضلع جہلم مورخہ ۳ مارچ ۱۹۸۷ء

۲ امیر حزب اللہ مطبوعہ نقوش پریس لاہور ۱۹۶۵ء

۳ غلام حسین (ایڈیٹر) ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، اپریل ۱۹۳۹ء، جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ صفحہ ۲۰


## انجمن اسلامیہ کے اجلاس

جیسا کہ تحریر کیا جاچکا ہے کہ حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی نے بعد از فراغ تعلیم دھریالہ جالپ میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور بعد ازاں انجمن اسلامیہ علاقہ جالپ کی ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں بنیاد رکھ کر مدرسہ اسلامیہ کو وسعت دی اور دور دراز علاقہ جات سے تشنگان علم اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے کھچا کھچ چلے آتے تھے۔

انجمن اسلامیہ علاقہ جالپ کو حضرت امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلالپوری، سجادہ نشین اور حضرت قاضی احمد الدین چکوالی خلیفہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی بھرپور معاونت حاصل تھی۔ ان دونوں بزرگوں سے مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

کے نہایت اچھے اور گہرے تعلقات استوار تھے۔

انجمن کے سالانہ جلسوں میں دونوں بزرگ تشریف لاتے تھے۔امیر حزب اللہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے دلپذیر خطاب میں بہت زیادہ مالی مدد ہوتی تھی۔ایک بار مولانا احمد الدین دھریالوی نے برملا فرمایا:

''لوگو! دیکھو، صاحبزادہ صاحب کی کرامت کہ آپ کے خطاب میں روپوں کی بارش ہو رہی ہے''۔

امیر حزب اللہ جلالپوری اور قاضی احمد الدین چکوالی کے علاوہ دیگر علماء وفضلا اور واعظین انجمن اسلامیہ کے سالانہ جلسوں میں شرکت کرتے تھے اور اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو مستفید کرتے تھے۔

مدرسہ اسلامیہ کے طلباء کو مفت دینی تعلیم دی جاتی تھی۔ان سے کسی قسم کی فیس وغیرہ نہیں لی جاتی تھی بلکہ اپنی مدد آپ کے تحت ان کے مصارف برداشت کئے جاتے تھے۔

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے لائق اور قابل فرزند مولوی نجم الدین پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور نے مدرسہ کا سنگ بنیاد ۱۶ رجمادی الثانی ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۲ رجنوری ۱۹۲۵ء کو امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلال پوری سجادہ نشین سے رکھوایا۔سنگ بنیاد کی تحریر ملاحظہ فرمائیں جو آج بھی گورنمنٹ ہائی سکول دھریالہ جالپ کی عمارت میں نصب ہے۔

۷۸۶

(حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل)

مدرسہ اسلامیہ انجمن اسلامیہ علاقہ جالپ — بعہد جناب مولوی خورشید احمد صاحب انسپکٹر مدارس

سکول ہذا کی بنیاد حضرت مولانا مولوی حافظ احمد الدین صاحب

مرحوم نے ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں رکھی اور سنگِ بنیاد ۱۶ رجمادی الثانیہ

marfat.com

۱۳۴۳ھ مطابق ۱۲ رجنوری ۱۹۲۵ء کو جناب صاحبزادہ حاجی محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلالپوری نے اپنے ہاتھ مبارک سے بعہد ڈبلیو۔ آر ولسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع جہلم زیر اہتمام جناب مولانا مولوی نجم الدین صاحب پروفیسر اورنٹیل کالج و منیجر سکول ہذا رکھا۔

غلام علی ہیڈ ماسٹر

یکم رجب ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۷ رجنوری ۱۹۲۵ء

۱۹۳۱ء میں سکول ہذا ڈسٹرکٹ بورڈ جہلم کی تحویل میں چلا گیا۔

پروفیسر مولوی محمد نور الحق مرحوم (م ۱۹۵۱ء) برادر اکبر ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم دھریالہ جالپ میں چند سال پڑھاتے رہے۔ عربی ادب، تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، اسلام کی سیاسی و ثقافتی تاریخ پر ماہرانہ و محققانہ نظر رکھتے تھے۔ عربی زبان اسی روانی سے لکھتے اور بولتے جیسے اردو۔ دھریالہ جالپ میں چند سال پڑھایا اور ۱۹۲۷ء میں اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر مقرر ہو گئے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق اور پروفیسر غلام ربانی عزیز نے بھی کچھ مدت دھریالہ جالپ میں پڑھا۔ مولوی نور احمد نے بھی پروفیسر نور الحق مرحوم سے پڑھا۔

## سلسلۂ بیعت

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت غوث الاغیاث شمس الاقطاب شمس العارفین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔ سال میں دو تین مرتبہ سیال شریف کی حاضری معمول تھا۔ اپنے شیخ سے بڑی عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ سیالوی بھی آپ پر انتہائی مہربان تھے۔

## امامت و خطابت

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ مرکزی جامع مسجد دھریالہ جالپ میں درس و تدریس کے علاوہ امامت اور خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے اور بے نیازی اور بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ اس خدمت کا کوئی معاوضہ وصول نہیں کرتے تھے۔

marfat.com

بقول حاجی حبیب اللہ مرحوم مرید خاص حضرت ثانی خواجہ سید مظفر علی شاہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ آپ نے پچاس سال خطبہ جمعہ دیا۔ فرض نمازوں کے بعد کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ بعد از فرض نماز تین بار دعا کرتے تھے۔ جمعۃ المبارک پر کثیر مجمع ہوتا تھا اور بڑی رونق ہوتی تھی۔

## لباس

آپ کا لباس نیلے رنگ کی چادر، سفید کرتا تھا اور سر پر پگڑی ہوتی تھی۔ اکثر چہرے پر نقاب رکھتے تھے۔

## اخلاق واطوار

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی ولایت کے درجہ پر فائز تھے۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔ جید عالم، کامیاب مدرس اور بے مثل خطیب تھے۔ جنات بھی آپ سے قرآن وحدیث کا درس لیتے تھے۔ حقہ سے نفرت تھی جہاں کہیں حقہ دیکھتے، اسے دیوار سے پٹک کر توڑ دیتے۔ علاقہ بھر میں قابل احترام ہستی تھے۔ مسلم قوم کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ علم کی روشنی پھیلانے میں عمر بھر ساعی رہے۔ انتہائی بے باک، نڈر اور جری تھے۔ اوراد ووظائف کے پابند تھے۔ نہایت عابد وزاہد اور مرتاض تھے۔ خوش اخلاق، باکردار اور مخلص انسان تھے۔ حق گوئی اور راست بازی شعار تھا۔ ریاکاری اور نمود ونمائش سے نفرت تھی۔ سادگی پسند اور صوفی منش بزرگ تھے۔ شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔ حیاداری کا پیکر تھے۔ ہر طبقہ میں قابل احترام اور معزز ہستی تھے۔

## کرامات

آپ مستجاب الدعوات اور صاحب کشف وکرامت تھے۔ چند کرامات ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں۔

☆ دھریالہ جالپ کے ایک زمیندار محمد دین کو اچھے مویشی رکھنے کا شوق تھا۔ ایک

marfat.com

دفعہ ایک بیل خریدلایا۔ جامع مسجد کے پاس سے گزررہاتھا۔دیکھا کہ حضرت مولانا حافظ احمدالدین مسجد میں داخل ہورہے ہیں۔آگے بڑھ کرعرض کیا کہ بیل خریدلایا ہوں،اس پر ہاتھ پھیردیں۔آپ نے بیل کی پیٹھ پردستِ مبارک پھیرا۔محمددین کہتا ہے جب تک وہ بیل رہا ہمیشہ بیلوں کی دوڑ میں اول آتا رہا۔یہ تھی آپ کے دستِ مبارک کی برکت۔

☆ ایک دفعہ سخت قحط کے آثارنمودار ہوئے،بارش بالکل نہیں ہورہی تھی۔اہل دیہہ اورمعززین علاقہ نے آپ سے درخواست کی کہ نوافل پڑھائیں اوربارش کے لئے دعافرمائیں۔گاؤں کے مغرب میں واقع چٹیل میدان میں نوافل ادا کئے۔دعا کرنے کے فورأبعدفرمایا کہ اپنے اپنے گھروں کوجاناِ بادل آیا،موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔تالاب وغیرہ بھرگئے۔پانی نشیبی گھروں میں داخل ہوگیا۔ایک بوڑھے موچی کاپکارنا کہ وہ نفل پڑھنے والے تواپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ہماری حالت زاربھی دیکھوکہ گھرمیں پانی داخل ہوگیا ہے۔

لوگ آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضرہوکرملتجی ہوئے توآپ نے بارگاہ ایزدی میں دست بدعاعرض کیا۔فوراًبادل منتشر ہوگئے اوربارش تھم گئی۔

☆ آپ کادم اورتعویذبھی مجرب تھا۔ایک بارحاجی حبیب اللہ مرحوم آرائیں ساکن دھریالہ جالپ کوسخت بخارہوا۔کوئی علاج کارگرنہ ہواتوآپ کی خدمت معلی میں حاضرہوئے۔آپ نے دم کیاتوبخارفوراًاترگیااورحاجی حبیب اللہ مرحوم صحت یاب ہوگئے۔

☆ ایک مرتبہ آپ کہیں سفرپرتشریف لے گئے۔محمددین آپ کے ہمراہ تھا۔اس کی بیعت حضرت محبوب سبحانی خواجہ سیدغلام حیدرعلی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ سے تھی۔آپ اپنے ہمراہی کے ساتھ نمازِ ظہرکی ادائیگی میں مشغول تھے اورگاڑی بھی پلیٹ فارم پرپہنچ چکی تھی،اورگاڑی کے چلنے کاوقت بھی ہوگیاتھا۔آپ نے اطمینان سے نمازادافرمائی،وظائف پڑھےاورپھرجاکرگاڑی میں بیٹھے ہی تھے کہ گاڑی نے وسل دی اورروانہ ہوگئی۔

## رہائشی مکان

مرکزی جامع مسجددھریالہ جالپ کے متصل شمالی سمت میں آپ کے رہائشی مکانات

marfat.com

تھے۔ پختہ اینٹوں سے بنے ہوئے یہ مکان اس دور کے لحاظ سے بہت عالیشان تھے۔ چوبارہ بھی تھا اور چاروں جانب فصیل بنی ہوئی تھی۔ مکانات کا صحن بڑا کشادہ اور خوبصورت تھا۔ پردے کا خاص انتظام تھا۔ اب بھی یہ مکانات مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار کے طور پر باقی ہیں۔ ان کے پوتے، پڑپوتے آرمی اور دیگر سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں اعلیٰ مناصب پر فائز ہیں۔ البتہ مولانا موصوف کے مسلک سے روگردانی کر چکے ہیں۔

## شادی اور اولاد

آپ نے دو عقد کئے پہلی زوجہ کے بطن سے تین لڑکے اور ایک لڑکی تولد ہوئی جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ پروفیسر مولوی نجم الدین مرحوم

۲ مولوی بدر الدین مرحوم، انسپکٹر ڈاک خانہ جات

۳ مولوی محمد دین مرحوم، اجل حافظ القرآن

۴ ہدایت بی بی مرحومہ

دوسری شادی کھیوڑہ تحصیل پنڈ دادنخان میں ایک دیندار اور معزز خاندان میں ہوئی۔ ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام مولوی محمد امین مرحوم ہے۔ پروفیسر مولوی نجم الدین دھریالوی غالباً ۱۲۸۶ھ کو دھریالہ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد سے تعلیم کا آغاز کیا۔ بھرت ضلع سرگودھا میں بغرض تعلیم مقیم رہے بعد ازاں دیوبند سے دستار فضیلت حاصل کی۔

منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے پاس کئے۔ اپریل ۱۹۱۹ء تا ۱۹۳۵ء اورنٹیل کالج لاہور میں ہیڈ مولوی (مولوی اول) تدریسی خدمات انجام دیں۔ جامع مسجد دھریالہ جالپ خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا نجم الدین تفسیر، حدیث، عربی ادب، منطق، معقول اور دیگر اصناف علم

marfat.com

میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ برسوں اپنے گاؤں ڈریالہ میں درس دیتے رہے۔ ڈریالہ کا سکول جو بعد میں گورنمنٹ نے لے لیا تھا، آپ ہی کی مساعی سے قائم ہوا تھا۔ آپ کویت میں بھی درس دیتے رہے۔ عربی زبان پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ بے حد خوش اخلاق، مہمان نواز اور قناعت شعار تھے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن، علامہ سید انور شاہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی جیسے اکابر سے فیض حاصل کیا تھا۔ آپ کی وفات ۱۶ر جولائی ۱۹۴۳ء کو جالندھر میں وفات ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ امثال القرآن نامی کتابچہ یادگار تالیف ہے۔

آپ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد امین مولوی فاضل بھی جید عالم تھے۔ ایک مکتب میں میرے ہم سبق رہے اور ہوشیار پور میں جہاں وہ سرکاری ہائی سکول میں عربی کے معلم تھے، میرے ہمسایہ بھی۔ آپ کی وفات ۲۱ر دسمبر ۱۹۵۲ء کو ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالغنی مرحوم اپنی تالیف ''امیر حزب اللہ'' کے صفحہ ۵۲۹ پر رقمطراز ہیں۔

امیر حزب اللہ ثانی سید برکات احمد شاہ جلال پوری، سجادہ نشین کے گریجوایٹ بننے کے بعد جلال پور شریف میں آپ کی دینی تعلیم کا انتظام ہوا۔ مولوی نجم الدین مرحوم پروفیسر دینیات یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور آپ کے اتالیق مقرر ہوئے اور آپ نے فقہ، تفسیر، حدیث منطق، صرف ونحو اور عربی ادب میں نصابِ نظامی کی تکمیل کی۔

محمد بخش مرحوم دارو گر ساکن دھریالہ جالپ کا بیان ہے کہ مولوی نجم الدین مرحوم صبح کی نماز کے بعد قبرستان میں اپنے والدین کی قبروں کی زیارت اور فاتحہ خوانی سے فراغت کے بعد تانگے پر سوار ہو کر جلال پور شریف پہنچتے اور امیر حزب اللہ ثانی حضرت پیر سید برکات احمد شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ سابق سینیٹر کی تدریس کے بعد واپس دھریالہ جالپ آجاتے تھے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ ہوتا تھا۔

حضرت مولانا نجم الدین مرحوم مدرسہ حمیدیہ لاہور میں منطق ومعقول پڑھاتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ مرحوم، پروفیسر غلام ربانی عزیزؔ اور سید حسن جعفری نے مدرسہ حمیدیہ میں ان سے پڑھا۔ مولانا مرحوم کے حضرت قاضی ضیاء الدین چکوالی ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی سے بہت گہرے برادرانہ تعلقات تھے۔ قاضی ضیاء الدین مرحوم حضرت قاضی

marfat.com

احمد الدین چکوالی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے فرزند تھے۔

## وصال شریف

اس زمانہ میں طاعون کی بیماری اس علاقہ میں پھیل گئی۔ روزانہ کافی تعداد میں اموات واقع ہوتیں۔ جنازے پر جنازہ ہوتا۔ آپ بھی اسی بیماری میں مبتلا ہوئے۔ فرمایا کرتے کہ میں اس بیماری سے مرنے والا آخری شخص ہوں گا۔ میرے بعد کوئی آدمی اس بیماری سے نہیں مرے گا اور یہ بیماری بھی نہیں رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۲۳ء بروز جمعۃ المبارک بوقت اذان فجر وصال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

## جنازہ

آپ کے فرزند کلاں حضرت مولوی نجم الدین مرحوم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں کثیر مجمع تھا۔

## مدفن

دھریالہ جالپ نزد لاری اڈا بجانب شمال مشرق تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کے قبرستان میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مدفون ہوئے۔ مولف نے مزارات پر حاضری دی ہے البتہ مزارات پختہ نہیں ہیں۔ اہل شہر آپ کے مرقد پر عقیدت سے حاضر ہوتے ہیں۔

## قطعۂ تاریخ وصال

بندۂ مولف کی فرمائش پر حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہٗ ایم۔اے نے درج ذیل قطعۂ تاریخ وفات کہا ہے

حضرت قاضی مولانا احمد الدین چشتی دھریالوی مدفون قبرستان در دھریالہ جالپ برلب

marfat.com

روڈ، تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم

امیر العلماء مولانا حافظ احمد دین دھریالوی

۱۹۲۳ء

حسرتا احمد دینؒ حافظ حق نشاں
رفت درماہ رمضاں بخلدِ جناں
جست فیض الامیں چوں سنِ رحلتش
گفت ہاتف بگو "افتخار جہاں"

۱۳۴۱ھ

## مریدین ومعتقدین

آپ کے ارادت مند اور مرید علاقہ بھر میں موجود تھے۔ رؤساء اور امراء آپ کا بیحد احترام کرتے تھے۔ چوہدری لعل خان ساکن [illegible] نواحی دھریالہ جالپ اور راجا سوہندہ خان ساکن باغانوالہ نواحی دھریالہ جالپ آپ کے انتہائی معتقد اور جانثار تھے۔

## معاصرین

آپ کے اپنے ہمعصر علماء ومشائخ سے بڑے اچھے اور دوستانہ تعلقات تھے۔ خصوصاً غوث زماں حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت قاضی احمد الدین چکوالی خلیفہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ، امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلالپوری، حضرت مولانا عطا محمد دھریالوی (عم زادہ) مرید حضرت خواجہ اللہ بخش کریم تونسوی، حضرت مولانا عبدالرحیم ساکن جیتی پور (والد ماجد حضرت مولوی عبدالکریم) مرید حضرت ثانی احمد خان میردی سے بڑے گہرے مراسم تھے۔

حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ جب ایک مرتبہ سائیں بخت جمال سگھر پوری مرحوم کی دعوت پر سگھر پور تشریف لائے تو ہرن پور اسٹیشن سے تانگے میں سوار ہو کر جب دھریالہ جالپ پہنچے تو حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی آپ کے استقبال کیلئے

marfat.com

پہلے سے موجود تھے۔ حضرت گولڑوی نے کچھ وقت آپ کے مکان پر قیام فرمایا علمی اور روحانی گفتگو ہوتی رہی بعد ازاں عازم سکھر پور ہوگئے۔

مہر منیر کے فاضل مولف تحریر فرماتے ہیں۔

موضع پنڈی سید پور تھانہ جلال پور شریف ضلع جہلم کا ایک ہندو جوگی ،لدھارام نامی، سکھر پور کے مقام پر حاضر خدمت ہوا اور قوالی سنتا رہا پھر سوال کیا کہ یہ سب تو رنگ ہے، بے رنگ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا، تم نے عقل مندی کی بات کہی ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ رنگ، بے رنگ کیا ہے؟ پھر آپ نے ہندی زبان کا یہ کبت پڑھا

حد ٹپے تے اولیاء ، بے حد ٹپے تو پیر
حد ، بے حد دوہیں لنگھے ، اس کا نام فقیر

جوگی یہ پراسرار کلام سن کر پہلے رو پڑا پھر کہنے لگا، حد، بیحد دونوں پھلانگ جائے تو حضرت محمد ﷺ کا غلام ہو جائے اور کچھ عرصہ بعد اپنے کئی چیلوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے اسے قبول اسلام کے بعد درود شریف کا وظیفہ بتلایا۔

مخدوم مولانا غلام محی الدین ساکن چک مجاہد جنوبی سے بھی برادرانہ تعلق تھا۔

## ماخذ و مراجع


۱ محمد مرید احمد چشتی: فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء ۱۴۱۰ھ
۲ ڈاکٹر عبدالغنی: امیر حزب اللہ مطبوعہ نقوش پریس لاہور ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء
۳ ڈاکٹر غلام جیلانی برق: میری داستانِ حیات مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۸۲ء
۴ انٹرویو جناب حاجی بشیر احمد علوی ایڈووکیٹ در دھریالہ جالپ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۸۷ء
۵ انٹرویو مولوی عبدالکریم بوساطت حاجی بشیر احمد علوی ایڈووکیٹ در جیتی پور مورخہ ۴ مارچ ۱۹۸۷ء


marfat.com

۶ انٹرویو حاجی حبیب اللہ مرحوم در دھریالہ جالپ مورخہ ۴/ مارچ ۱۹۸۶ء، افسوس حاجی صاحب مرحوم ومغفورہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۷ء کو وصال فرما گئے۔ حاجی صاحب بڑے نیک، پارسا اور تہجد گزار انسان تھے۔ ان کی موت ایک سچے مسلمان کی مانند ہوئی۔ حاجی حبیب اللہ مرحوم کوٹ جنوبی داخلی دھریالہ جالپ کے باشندے تھے۔ آرائیں خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ ولادت ۱۹۰۵ء کو ہوئی۔

۷ انٹرویو ماسٹر محمد یٰسین مرحوم، کتب فروش دھریالہ جالپ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ء

نوٹ: جناب حاجی بشیر احمد علوی ایڈووکیٹ حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے معزز فرد ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین عیدگاہ شریف، راولپنڈی کے مرید ہیں۔ مولف کے احباب میں سے ہیں۔ ایڈووکیٹ صاحب کا شجرہ نسب مراد بخش سے اس طرح ملتا ہے۔

حاجی بشیر احمد علوی بن نعیم الدین بن قادر دین بن حسن دین بن روشن دین برادر مراد بخش مرحوم۔ علوی صاحب شعر وشاعری سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ بڑے مخلص اور مہمان نواز ہیں۔ خوش خلقی سے بھی وافر حصہ ملا ہے۔

مولانا عبدالکریم مرحوم عالم وفاضل اور فقیر آدمی تھے۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہو چکے تھے۔ ۱۳ فروری ۱۹۹۸ء بروز شنبہ واصل بحق ہوئے۔ ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ مولانا عبدالکریم بن مولانا عبدالرحیم بن محمد دین بن شمس الدین بن امام بخش بن مراد بخش مرحوم

۸ مولانا فیض احمد: مہر منیر مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، لاہور ۱۹۷۳ء

۹ انٹرویو مخدوم ظہور الحق (ریٹائرڈ ٹیچر) پسر مخدوم مولانا محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ در چک مجاہد جنوبی مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۸۸ء

marfat.com

# حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری

آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل اور ولی کامل تھے۔ آپ کی ولادت ستمبر ۱۸۶۰ء موافق ربیع الاول ۱۲۷۷ھ (اول عشرہ) میں شکریلہ شریف ضلع جہلم میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور مسافرت کی صعوبتیں برداشت کر کے علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل کی۔

مولوی حافظ رحم علی ساکن دندی ضلع گجرات فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو عربی و فارسی پر عبور تھا اور تفسیر و حدیث کے ماہر تھے۔

حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو والد ماجد نے حضرت ثانی خواجہ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرا دیا تھا۔ البتہ خلافت و اجازت خود عطا فرمائی۔ آپ کو حضرت ثالث غریب نواز سیالوی سے بھی خلافت و اجازت عطا ہوئی۔

حضرت خواجہ سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کی سچی تصویر تھے جو وظائف و اوراد آپ کے تھے، وہی ان کے تھے۔ شریعتِ مطہرہ کے سخت پابند تھے۔ گاؤں کی امامت اور درس قرآن کا فریضہ باحسن طریقہ انجام دیتے تھے۔ شکل و شباہت میں والد ماجد کا پرتو تھے۔ لباس سادہ استعمال کرتے اکثر قمیض اور شلوار پہنتے بعض اوقات تہبند بھی باندھتے تھے اور سر پر دستار ہوتی پاؤں میں چمڑے کا جوتا استعمال کرتے۔ حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری حرکت قلب بند ہونے سے ۱۹۲۶ء کو فوت ہوئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہیں۔

آپ سے لاتعداد خوارق و کرامات ظہور میں آئیں جن میں سے ایک تحریر کی جاتی ہے۔

لنگر شریف کا خادم مستی پیر بخش مرحوم جو آپ کا ہمعصر تھا اور حضرت خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری کا منظورِ نظر تھا، نے لنگر کے نئے بیل خریدے۔ ہل جوتنے کے لئے جب چلا تو حویلی کے باہر آپ سو رہے تھے چونکہ شب بیدار تھے لہٰذا نماز فجر کے بعد آرام فرماتے تھے۔ پیر بخش نے آپ کا پاؤں پکڑ کر ہلایا اور عرض کیا۔ دعا کرنا کہ بیل اچھے چلیں۔ فرمایا، جاؤ بیٹھ جائیں گے۔ واقعی

marfat.com

ایسے ہی ہوا۔ دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں آیا اور پاؤں ہلا کر عرض کیا وہ تو بیٹھ گئے ۔غصہ میں فرمایا جاؤ بھئی وہ اٹھ جائیں گے۔ پیر بخش یوں ہی بیلوں کے پاس پہنچا تو بیل اٹھ کھڑے ہوئے۔

آپ نے سری نگر (جموں) میں سورۃ یٰسین شریف کا چلہ کاٹا ہوا تھا، آپ جس چیز پر توجہ ڈالتے وہ آپ کے قدموں میں آجاتی ۔سری نگر کا ایک جاگیردار رلجہ آپ کے کمالات دیکھ کر وہاں بیعت سے مشرف ہوا اور ایک نہایت خوبصورت تسبیح ، پشمینے کا قیمتی دُھسہ اور کئی صد روپے نذرانہ پیش کیا۔

مرزا اللہ دتہ ولد مرزا باز خان ساکن ھطار جو کہ اکثر آپ کے مزار شریف پر حاضری دیا کرتا تھا، نے بیان کیا کہ والد ماجد بتایا کرتے تھے کہ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ بہتیرا علاج معالجہ کرایا لیکن بے سود۔ ایک دفعہ آپ کی زیارت کو حاضر ہوا اور اپنا مدعا عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اسی سال آپ کو ایک فرزند عطا کرے گا اور اس کا نام اللہ دتہ رکھنا۔

چنانچہ اسی سال تم پیدا ہوئے۔

مرزا اللہ دتہ نے بیان کیا کہ جب میں عالم شعور کو پہنچا تو حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری کا وصال ہو چکا تھا لہٰذا والد ماجد نے آپ کے مزار اقدس پر ہر جمعرات کو حاضری کا حکم فرمایا۔

## ماخذ و مراجع


۱ قاری نور حسین للہی، مولانا: حیاتِ قلندر مطبوعہ ایس ایم پرنٹرز لاہور ۱۹۹۲ء

۲ مکتوب حضرت صاحبزادہ سید دلشاد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین بنام مولف مورخہ ۳۱ رجون ۱۹۹۵ء از خانقاہ معلیٰ شکریلہ شریف (جہلم)

۳ فوز المقال فی خلفاء پیر سیال مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء




marfat.com

# حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ اورنگ آبادی

## ولادت

حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ المعروف جناب شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ پیر گلاب شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند تھے۔ ولادت باسعادت اورنگ آباد شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں تخمیناً ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء کو ہوئی۔ اورنگ آباد، راولپنڈی سے کوہاٹ روڈ پر رنگلی اڈا سے جانب جنوب ۶ کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔

## تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کر کے میکی ڈھوک چلے گئے۔ یہاں مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ مولوی حسین احمد مدنی آپ کے استاد تھے۔

## بیعت

دوران تعلیم والد ماجد نے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت کرا دیا تھا۔

غلام ربانی عزیز ایم۔ اے اپنے مکتوب میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

جب ہم سیال شریف پہنچے تھے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ عوام کے لئے حجرے تھے جن کے فرش پر خشک گھاس بچھی ہوئی تھی۔ میں بھی عوام میں تھا، حضرت صاحب اوران کے صاحبزادے مولانا عبدالرؤف شاہ خواص میں تھے۔ وہ ادھر چلے گئے تھے۔ بقول ملک فیض رساں اورنگ آبادی سیال شریف آمد ورفت مرتے دم تک رہی۔ اپنے مرشد خانہ سے بہت انس اور عقیدت تھی۔ دوران گفتگو پیر سیال کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے۔ اورنگ آباد میں بھی ایک عرس ہوتا تھا۔

marfat.com

## درس وتدریس

سند فراغت کے حصول کے بعد آپ نے اورنگ آباد شریف میں درس وتدریس کی مسند سنبھالی۔ آپ کی تدریس کی شہرت سن کر پنجاب، چترال، سوات، سرحد، افغانستان، بخارا تک کے طلباء آپ کے پاس تحصیل علم کے لئے آتے تھے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم لکھتے ہیں۔

آپ حضرت گلاب شاہ کے فرزند تھے۔ فقہ، منطق، معقول، حدیث اور تفسیر میں بڑی مہارت اور شہرت کے مالک تھے۔ ملک کے دور دراز علاقوں نیز افغانستان اور بخارا تک کے طلبہ آپ سے فیض حاصل کرنے کیلئے آتے تھے۔ میں نے ان سے منطق کی چند کتابیں مثلاً ایسا غوجی، میر ایسا غوجی، قال اقول اور قطبی پڑھی تھیں۔ ہم اورنگ آباد میں ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۷ء تک رہے اور پھر دیگر مدارس ومکاتب میں چلے گئے بقول غلام ربانی عزیز ایم۔ اے طریقہ تدریس سادہ تھا۔ مسئلہ ذہن نشین کردیتے۔ ذریعہ تعلیم پنجابی، عربی اور پشتو تھا۔ آپ کے شاگرد رشید اور منشی ملک فیض رساں اعوان لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرؤف المعروف جناب شاہ صاحب کے تدریس کا کوئی معاون نہ تھا۔ ان کے پاس صوبہ سرحد اور کابل کے طالب علم حدیث واصول فقہ کی تدریسن کے لئے آتے تھے اکثر پختون طلبہ ہوتے تھے۔ چالیس سال سے زیادہ عرصہ طلباء کو درس دیا۔ بہت زیادہ طالب علم ہوتے تھے۔ مسجد سے ملحقہ دو بڑے کمرے رہائش اور تدریس کے لئے بنائے ہوئے تھے۔ کھانا آبادی کے تعاون سے ان کو ملتا تھا کوئی خاص علیحدہ لنگر کا انتظام نہ تھا۔ صبح کے نوافل سے فارغ ہوکر تین چار گھنٹے پڑھاتے اور ظہر کے بعد عصر تک اور پھر عشاء کے بعد گھنٹہ دو گھنٹے پڑھاتے

ایک دوسرے مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

حضرت جناب شاہ بہت بڑے عالم گزرے ہیں۔ سینکڑوں طالب علم صوبہ سرحد کے ان کے ہاں اورنگ آباد میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ پشتو بہت اچھی بولتے تھے۔ پشتو میں طلبہ کو پڑھاتے تھے۔

marfat.com

## تلامذہ

☆ حضرت ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم ساکن بسال شریف ضلع اٹک

☆ حضرت پروفیسر مولانا غلام ربانی عزیز ایم۔اے (اٹک)

☆ حضرت مولانا حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی (برادر)

☆ حضرت قاضی صدرالدین مرحوم ساکن درویش، ہری پور، ہزارہ

☆ حضرت ملک فیض رساں اعوان، اورنگ آباد ضلع اٹک

☆ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ شاہ اورنگ آبادی (بھتیجا)

☆ حضرت مولانا عبدالحئی شاہ اورنگ آبادی (بھتیجا)

☆ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن ساکن غورزیاں تحصیل کوہاٹ

☆ حضرت مولانا عبدالقیوم.............................

☆ حضرت مولانا عبدالصمد خان پٹھان ساکن ناکبند ضلع کوہاٹ

☆ حضرت غرزئی مُلا صاحب ضلع کوہاٹ

☆ حضرت مولانا اکرم شاہ چترالی علاقہ چترال، انھوں نے دس سال اورنگ آباد میں فرائض امامت ادا کئے۔فوت ہو چکے ہیں۔

☆ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن بنیری علاقہ سوات حال مقیم اورنگ آباد شریف

## معمولات

معمولات زندگی درس وتدریس تک محدود تھے اردگرد کے گاؤں میں کوئی مرجاتا اور جنازے میں شرکت کی دعوت ملتی تو شامل ہو جاتے تھے۔نماز تہجد اپنے حجرے میں ادا فرماتے تھے۔اوراد و وظائف کے پابند تھے۔شریعت کے فیصلے کثرت سے آتے تھے اور زیادہ ضعف کی وجہ سے لکھ پڑھ نہ سکتے تھے۔ملک فیض رساں اورنگ آبادی ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۵ء تک منشی رہے فتویٰ پر دستخط فیض رساں

marfat.com

بامر مولوی عبدالرؤف عرف جناب شاہ چلتے تھے۔ آپ کا ہر فیصلہ کتب کے حوالے سے ہوتا تھا اور اکثر فتاویٰ شامی، درمختار، قاضی خان اور عالمگیری سے لکھواتے تھے۔ دور دراز اضلاع کے لوگ اور علمائے دین بھی بطور ثالث ان سے فیصلے طلب کرتے تھے۔ اشراق، چاشت، اوابین اور حفظ الایمان با قاعدہ ادا کرتے تھے۔ دم دعا کے لئے بھی لوگ آتے تھے۔

## حلیہ

حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ آپ کے شاگرد پروفیسر غلام ربانی عزیز ایم۔اے اس طرح بیان کرتے ہیں۔ مولانا عبدالرؤف شاہ صاحب خوش قامت، خوش چہرہ اور دوہرے جسم کے آدمی تھے۔ داڑھی کو کلف لگاتے تھے اور یہ ڈیوٹی میں سرانجام دیتا تھا۔ منہ میں نسوار ڈالتے تھے۔ دانت بھی ہلتے محسوس ہوتے تھے۔ جسم ماشاء اللہ بالکل تندرست مضبوط اور چہرہ نورانی تھا۔ ملک فیض رساں اعوان کا بیان ہے۔ آپ کا قد میانہ پونے چھ فٹ، بدن بھاری رنگ گندمی اور داڑھی مبارک سفید تھی۔

## لباس وخوراک

لباس میں سفید کھادی کا کرتا اور شلوار تھا۔ بقول غلام ربانی عزیز لباس سفید ہوتا ململ کی پگڑی، کرتہ اور تہ بند لٹھے کا ہوتا۔ کھانا گھر پر کھاتے تھے۔ خوراک سادہ ہوتی۔

## اخلاق

حضرت ملک فیض رساں اعوان اور نگ آبادی کا بیان ہے۔ آپ نہایت خوش اخلاق اور سخی تھے۔ دینی علوم بے لوث پڑھاتے تھے۔ درسی کتب زبانی یاد تھیں۔ جس کتاب سے کوئی مسئلہ تلاش کرنا ہوتا، اس کا صفحہ سطر زبانی بتا دیتے تھے۔ فقہی مسائل پر گہری اور عمیق نظر تھی۔ علاقہ بھر کے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ چہرہ نہایت نورانی اور روشن تھا۔ بڑے دبدبہ کے مالک تھے۔ سادگی اور شرافت کا مجسمہ تھے۔ طلبہ کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے۔ طلبہ پر نہایت شفقت و مہربانی فرماتے تھے۔ امامت خود کراتے تھے، بڑے بے باک اور نڈر انسان تھے۔ شرعی مسائل تصدیق کے لئے آتے تھے۔ بہت

marfat.com

بڑے نادر کتب خانہ کے مالک تھے۔اردو،فارسی،عربی اور پشتو پر یکساں مہارت تھی۔میلاد شریف منعقد کرتے تھے۔

مولوی خلیل الرحمٰن بنیری حال مقیم اورنگ آباد کا بیان ہے۔حضرت مولانا جناب شاہ رحمۃ اللہ علیہ مضبوط اور قوی اعضاء،سادہ مزاج،بارعب،کم گو،سخی،مفتی زماں،اجل عالم،درسی کتب زبانی یاد اور چہرہ انور نورانی تھا۔گفتگو عالمانہ ہوتی تھی۔طلبہ پر شفیق اور مہربان تھے۔خاموش طبع،متواضع اور منکسر المزاج انسان تھے۔

## معاصرین

حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ آپکو بھتیجا کہتے تھے۔مناظرہ واں بھچراں (میانوالی) میں آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔حضرت خواجہ میر احمد چشتی بسالوی رحمۃ اللہ علیہ دوران علالت آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تھے۔چورہ شریف کے بزرگان سے برادرانہ تعلقات استوار تھے۔بعض صاحبزادگان چورہ شریف آپ سے پڑھتے رہے ہیں۔میرہ شریف کے بزرگوں سے گہرے مراسم تھے۔اٹک کے ایک وکیل میر احمد شاہ مرحوم جو اچھے وکیل اور نیک آدمی تھے،ان سے اچھے تعلقات تھے۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم لکھتے ہیں۔جب میں گورنمنٹ کالج کیمبلپور میں فرائض تدریس سرانجام دے رہا تھا تو ایک دن مجھے کسی نے بتایا کہ حضرت قبلہ مولانا عبدالرؤف صاحب یہاں کے ایک مشہور وکیل سید حضرت شاہ کے مکان پر آئے ہوئے ہیں۔میں نے وہاں جا کر شرف قدم بوسی حاصل کیا۔انہیں اپنے گھر لے آیا،بیوی بچوں کے لئے ان سے دعا کرائی اور آپ نے سب کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ان کے اس ناگہانی ورود سے مجھے زبردست روحانی خوشی حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ اورنگ آبادی تھوڑی بہت حکمت بھی جانتے تھے۔۲۱رذی الحجہ ۱۳۳۰ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت ثانی خواجہ احمد خان میروی رحمۃ اللہ علیہ کو پھنسی انگشت سبابہ اور وسطی کے درمیان نکلی۔مولوی عبدالرؤف صاحب اورنگ آبادی نے ادویہ سفیدہ سے پھنسی کا علاج معالجہ کیا حتیٰ کہ پھنسی وغیرہ کا درد جاتا رہا اور وہ اچھی ہوگئی۔بقول حضرت غلام

marfat.com

ربانی عزیز مولانا میراشریف بھی حاضری دیتے تھے۔ یہ مذہبی اجتماع بالکل بے مصرف نہ تھے۔علماء کے وعظ تو ہوتے ہی تھے۔ بزرگانِ دین کی زیارت کا موقع بھی ملتا اور جو لوگ ان کے خصوصی حلقوں میں شامل ہوتے، وہ ضرور فائدہ اٹھاتے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؂

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

یہ ایک طرح کی روحانی تفریح شمار ہوتی تھی۔

بقول ملک فیض رساں اورنگ آبادی آپ کی مولوی اشرف علی تھانوی سے بھی باہمی مراسلت تھی۔

## دستخط

بندہ مولف (محمد مرید احمد چشتی) نے اپنی آنکھوں سے آپ کی ایک قلمی کاپی دیکھی ہے جس پر تین چار مقامات پر آپ کے دستخط اس طرح ثبت تھے۔

غلامِ غلامانِ چشتیاں احقر العباد محمد جناب شاہ، فقیر محمد جناب شاہ عفی عنہٗ

نیز ایک کاپی پر عربی، فارسی اور اردو مولود شریف اور نعتیہ قصائد حضرت جناب شاہ کے قلم سے تحریر کئے ہوئے دیکھے، یہ قلمی ذخیرہ محمد خلیفۃ اللہ اورنگ آبادی کے ہاں دیکھا۔ ان کے پاس محفوظ ہے۔

## وصال شریف

آپ کے شاگرد دو منشی حضرت مولانا فیض رساں اعوان کا بیان ہے۔ حضرت مولانا جناب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے لحد میں اتارا۔ بہت پیاری اور انوکھی خوشبو قبر میں پائی جس سے مشامِ جاں معطر ہو گئے۔ نمازِ جنازہ حضرت مولانا حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (برادرِ خورد) نے پڑھائی۔ بہت بڑا اجتماع تھا۔ آپ کا وصال شریف ۲۳ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۶ء بروز یکشنبہ اورنگ آباد شریف میں ہوا۔ ایک پختہ چار دیواری میں والد ماجد کے مشرقی سمت میں دفن ہوئے۔ قبر شریف پختہ ہے۔ بندہ مولف دو بار حاضر ہو چکا ہے۔

marfat.com

## قطعہ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی ایم۔اے نے بندہ مولف کی درخواست پر تاریخ وفات کہی ہے

"پاکیزہ رُخ مولانا عبدالرؤف شہ اورنگ آبادیؒ"

۱۹۵۶ء

زبدۂ اہل وفا عبدالرؤف پاک باطن خوش لقا عبدالرؤف

صاحب اخلاص ودانش باکمال پیکرِ زہد وتقا عبدالرؤف

بست وسہ اولیٰ ربیع یک شنبہ روز شد سوئے دار الجزا عبدالرؤف

ابرِ رحمت یاخدا بر مرقدش بد محب مصطفیٰ ﷺ عبدالرؤف

جست چوں فیض الامیں سال از خرد

گفت "مخلص بے ریا عبدالرؤف"

۱۳۷۶ھ

### اولاد

آپ کے دو فرزند ہیں۔

۱ محمد ثناءاللہ، آرمی میں امام ہیں۔علم دین سے واقف ہیں۔

۲ محمد خلیفۃ اللہ، ایک سکول میں مدرس ہیں اور اپنی آبائی مسجد میں امامت کراتے ہیں۔جماعت اسلامی سے وابستہ ہیں۔

## ماخذ و مراجع

۱ غلام جیلانی برق، ڈاکٹر: میری داستانِ حیات مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۸۲ء

۲ محمد مرید احمد چشتی، حاجی: فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء ۱۴۱۰ھ

marfat.com

۳ سید کرم حسین شاہ، مولانا: ذکرِ ولی مطبوعہ رفیق عام پریس لاہور

۴ انٹرویو حضرت مولانا ملک فیض رساں اعوان اورنگ آبادی مورخہ ۶ راگست ۱۹۹۲ء بروز پنجشنبہ دراورنگ آباد شریف ضلع اٹک

۵ انٹرویو مولانا خلیل الرحمٰن بونیری حال مقیم اورنگ آباد شریف مورخہ ۲۶ ردسمبر ۱۹۹۲ء برمکان اورنگ آباد شریف ضلع اٹک

۶ مکتوب ملک فیض رسان اعوان بنام مولف مورخہ ۲۱ رمئی ۱۹۸۹ء از اورنگ آباد شریف ضلع اٹک (پنجاب)

۷ ایضاً، مورخہ ۱۷ رمارچ ۱۹۸۸ء از اورنگ آباد شریف

۸ ایضاً، مورخہ ۷ رذی الحجہ ۱۴۰۸/۲۲ رجولائی ۱۹۸۸ء

۹ مکاتیب پروفیسر غلام ربانی عزیز بنام مولف مورخہ ۲۳ رجون ۱۹۹۱ء از ایبٹ آباد، ۱۵ رجون ۱۹۹۱ء از ایبٹ آباد، ۶ رجولائی ۱۹۹۱ء ایبٹ آباد، یکم جون ۱۹۹۱ء از اٹک، یکم مئی ۱۹۹۱ء از اٹک شہر

۱۰ مکتوب حضرت صاحبزادہ محمد عطاء اللہ شاہ اورنگ آبادی بنام مولف مورخہ ۳ رجون ۱۹۸۹ء از خانقاہ معلی اورنگ آباد شریف

۱۱ سید محمد امیر شاہ قادری: تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد دوم مطبوعہ نثار آرٹ پریس، لاہور ۱۹۷۲ء

marfat.com

# حضرت مولانا غلام رسول سدوالی

حضرت مولانا غلام رسول سدوالی رحمۃ اللہ علیہ موضع سدوال ضلع چکوال میں ۱۲۶۶ھ موافق ۱۸۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ قرآن مجید اور دیگر علوم متداولہ کی تحصیل والد ماجد حضرت مولانا سلطان محمود سدوالی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے کی۔

آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی سے تھی۔ سدوال میں درس قرآن پڑھایا۔ گاؤں کے جملہ مرد و عورت نے ان سے قرآن مجید پڑھا۔ جید عالم، متشرع، صابر اور گوشہ نشین تھے۔ اوراد و وظائف اور نوافل کے پابند تھے۔ صوم و صلوٰۃ اور تہجد کے پابند تھے۔ ولی کامل اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپ کی کئی کرامات مشہور ہیں۔ لوگوں میں یہ بھی مشہور ہے کہ آپ کو پکی پکائی روٹی غیب سے ملا کرتی تھی۔

زیادہ وقت سیال شریف بسر کیا۔ سیال شریف سے بہت الفت اور محبت تھی۔ صاحب اخلاق، ملنسار اور سادگی پسند تھے۔ ہمہ وقت عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

آپ کا وصال مبارک ۵ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ مطابق یکم اگست ۱۹۳۰ء بروز پنجشنبہ سدوال میں ہوا اور قبر شریف سدوال کے قبرستان میں چار دیواری کے اندر مرجع خلائق ہے۔ حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی ایم۔ اے نے تاریخ کہی ہے ؎

"عالی نسب مولانا غلام رسول صاحب سدوالیؒ"

۱۹۳۰ء

خسرو اصفیا غلامِ رسول گلشن چشت کا وہ دلکش تھا پھول
اس کی خوشبو سے تھا معطر جہاں اس کی فرقت میں ہے ہر اک پر ملول
روز پنجشنبہ پانچ اولیٰ ربیع جامِ رحلت کیا خوشی سے قبول
مرقد اس کی رہے سدا عنبریں اس کو ہو قربِ حق میں راحتِ وصول
سال رحلت کہویں فیض الامیں

marfat.com

"فخر اہل وفا محب رسول ﷺ"

۱۳۴۹ھ

# حضرت مولانا سیّد رسول سدوالی

حضرت مولانا سید رسول سدوالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سلطان محمود سدوالی قدس سرہٗ کے دوسرے فرزند تھے۔سدوال میں ولادت ہوئی۔والد ماجد نے سیال شریف حضرت اعلیٰ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرادیا۔اکثر سیال شریف رہا کرتے تھے۔آپ کی زبان میں لکنت تھی اور سادہ مزاج تھے۔حضرت خواجہ عبدالعزیز چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ انھیں حکم دیتے کہ ناچ اور بھنگڑا ڈالو تو اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے ناچ شروع کر دیتے جب کبھی ادھر حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ کی تشریف آوری ہوتی تو آپ حضرت چاچڑوی سے فرماتے کہ آپ انھیں کیوں نچاتے ہو؟ آپ کو علم نہیں کہ یہ حضرت مولوی سلطان محمود سدوالی کے فرزند ہیں۔

آپ غیر شادی شدہ تھے اور تجرد کی زندگی بسر کی۔بہت اللہ والے تھے۔مجذوب درویش تھے۔تارک الدنیا تھے۔عوام الناس سے میل جول بہت کم تھا۔اپنے حال میں مست رہتے تھے۔

حضرت مولوی ممتاز علی ایم۔اے اپنی قلمی یادداشتوں میں لکھتے ہیں۔

مولوی غلام محمد سدوالی (برادر مولوی سید رسول) مرحوم ومغفور کو میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ فاضل دیوبند تھے۔تمام عمر پرائمری مدرسہ سدوال کے اول مدرس رہے اور اپنی جامع مسجد کے امام و خطیب تھے۔مولانا سید رسول مرحوم ومغفور بڑے قد آور اور ڈبل ڈول والے انسان تھے۔قلندر صاحب کے بڑے مخلص محب تھے جب بھی قلندر صاحب دھنی کے دورہ پر تشریف لاتے تو مولوی صاحب حاضر خدمت ہو جاتے،ہکلا کر بات کرتے۔قوال مار کہ انھیں بہت چھیڑتا اور تنگ کرتا وہ ان کو بہت گالیاں دیتے اور ہاتھ بھی چلاتے جس پر قلندر صاحب خوشی کا اظہار کرتے۔قوال انھیں لیموں اور مرچیں کثیر تعداد و مقدار میں کھانے کے لئے مجبور کرتے تو ان کو وہ محض خوش کرنے کے لئے نگل جاتے بھاری جسم کے آدمی تھے۔سیاہ وسفید گھنی داڑھی رکھتے تھے اور ہر آدمی کے دوست دیار تھے ع

marfat.com

## خدا مغفرت کرے خوب آدمی تھے

حضرت مولوی سید رسول حضرت قلندر صاحب کی طبیعت محزون و مغموم میں ایک قسم کی شگفتگی کا سامان مہیا کرتے جب تک آپ دھنی کے علاقے میں رہتے مولوی صاحب بھی با قاعدہ ان کی خدمتِ اقدس میں اپنی ڈیوٹی ادا کرتے رہتے۔البتہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ عرس کے موقع پر کبھی ان کو چاچڑ شریف دیکھا ہو۔

اس علماء خاندان کے ایک مولوی محمد شریف صاحب تھے خدا جانے زندہ ہیں یا نہیں، جے۔وی مدرس تھے لیکن نہایت فقیر دوست اور خدمت گزار تھے۔حضرت قلندر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔نہایت متشرع اور نیک آدمی تھے۔قلندر صاحب کی کم وبیش خدمت کرتے رہتے تھے،ان کی بیعت کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔گولڑہ شریف ،سیال شریف یا تونسہ شریف میں تھی۔اس نیک اور متدین خاندان کا تعلق ان تینوں مقامات مقدسہ سے ہے۔

ایک دفعہ ایک نوجوان کو ان کے لواحقین میں سے کوئی آدمی قلندر صاحب کی خدمت میں لے آیا۔اس وقت اس نوجوان کی حالت غیر تھی۔کچھ مخبوط الحواسی کا اثر نمایاں تھا۔اس کی بیعت تونسہ شریف تھی لیکن کوئی ایسا چلہ یا وظیفہ بلا اجازت پڑھا تھا جس سے اس کی حالت غیر ہوگئی تھی۔تندور کی آگ میں جل جانا چاہتا تھا۔

قلندر صاحب کے قیام سدوال کے دوران جہاں آپ کا ڈیرہ تھا وہاں پڑوس میں ایک ہندو گھرانہ تھا۔اس خاندان کی ایک نوجوان شادی شدہ عورت رات کو قلندر صاحب کی مجلس میں خفیہ طور پر حاضری دیا کرتی۔اس صحبت میں اس کی یہ حالت ہوگئی کہ حضرت قلندر صاحب کے تیرِ نگاہ کا شکار ہوگئی۔خدا جانے وہ کس حالت میں دنیا سے رخصت ہوئی۔غالب نے سچ کہا ہے

دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی
دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

حضرت حافظ عماد الدین سدوالی کا بیان ہے۔

حضرت مولانا سید رسول سدوالی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو مائی بخت بانو مرحومہ

marfat.com

مغفورہ موجود تھی۔ مولوی صاحب کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ انھوں نے اپنے ہاتھ نماز کی طرح اپنے پیٹ پر رکھے ہوئے تھے۔ ہر ممکن کوشش کی گئی کہ ہاتھ پیٹ سے علیحدہ ہوں لیکن بے سود۔ جب آپ کو غسل دینے کے لئے تختہ پر لٹایا گیا تو ہاتھ خود بخود اپنی جگہ پر آ گئے۔ جب بخت بانو کو بتایا گیا تو اس نے فرمایا کہ سید رسول جاتے وقت بھی اپنی کرامت ظاہر کر گئے ہیں۔ جب سدوال میں قیام ہوتا تو قبرستان میں شب و روز ڈیرہ رکھتے تھے۔ مستجاب الدعوات اور سیف زبان تھے۔ سنہ وصال معلوم نہ ہو سکا۔ سدوال میں اپنے بزرگوں کی چاردیواری میں مدفون ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

marfat.com

# حضرت مولانا محمد نور سدوالی

حضرت مولانا محمد نور سدوالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سلطان محمود سدوالی کے تیسرے فرزند تھے۔ ولادت باسعادت سدوال میں ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء کو ہوئی۔ والد ماجد سے جملہ علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل کی۔ فارسی ادب اور فقہ میں انتہائی مہارت تھی۔ گلستان، بوستان اور مثنوی شریف تک کتابیں پڑھاتے تھے۔ طریقہ تدریس بہت عمدہ اور نرالا تھا۔ عالم باعمل اور متقی انسان تھے۔ اکثر مسجد میں قیام کرتے تھے۔ اشراق، چاشت، اوابین، حفظ الایمان، تہجد اور صلوٰۃ التسبیح کے انتہائی پابند تھے۔ نماز باجماعت کے پابند تھے۔ اوراد و وظائف اور ختم خواجگان کی پابندی کرتے تھے۔ نفلی روزے رکھتے تھے۔ تعویذات کبھی کبھار دیتے تھے۔ تلی کا دم کرتے تھے اور مریض تیسرے ہفتہ میں تندرست اور شفایاب ہو جاتا تھا۔ زندگی میں کوئی نماز قضا نہ ہوئی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے مرید تھے۔ صاحب اخلاق، عاجزی وانکساری کا پیکر اور متشرع بزرگ تھے۔ آپ کی وفات ۲۲ رشوال المعظم ۱۳۸۹ھ مطابق کیم جنوری ۱۹۷۰ء بروز آدینہ ہوئی۔ اپنے بزرگوں کی چار دیواری میں مدفون ہیں۔ ان کے ایک صاحبزادے غلام حسن مرحوم عالم و فاضل اور درویش کامل تھے۔ حضرت غوث زمان خواجہ سید محمد غوث شاہ ہمدانی کے مخلص مرید تھے۔

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی ایم۔اے نے تاریخ وفات کہی ہے

"ہادی فضیلت مآب مولانا محمد نور سدوائی"

۱۹۷۰ء

آں محمد نور بدرِ کاملاں — مردِ عارف زبدہ اہل زماں

پاک باطن نیک سیرت خوش خصال — صاحب جود وسخا عظمت نشاں

در طریقت شیخ اوچہ باکمال — خواجہ شمس الدین شمسِ عارفاں

بست ودو شوال بد آدینہ روز — زیں جہاں شد جانب دارالجناں

مرقدش راکن فروزاں یاخدا — دہ مکانش در جوارِ قد سیاں

مادۂ ترحیل او فیض الامیں

marfat.com

"فضل سبحانی محمد نور" دال

۱۳۸۹ھ

## ماخذ و مراجع


۱ فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء

۱۴۱۰

۲ مکتوب مولوی ممتاز علی ایم۔اے بنام مولف مورخہ ۱۲/اپریل ۱۹۹۸ء از چکوال شہر

۳ انٹرویو حضرت حافظ عماد الدین سدوالی مورخہ ۱۰/جنوری ۱۹۹۰ء در سدوال ضلع چکوال

۴ مکتوب حافظ عماد الدین سدوال بنام مولف مورخہ ۱۵/جون ۱۹۹۰ء از سدوال ضلع چکوال

۵ انٹرویو پروفیسر شفیق الرحمٰن سدوالی مورخہ ۱۰/جنوری ۱۹۹۰ء در سدوال ضلع چکوال


نوٹ: حضرت مولوی محمد شریف سدوالی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵/اگست ۱۹۸۳ء کو فوت ہوئے۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے تھے۔مولف

marfat.com

# حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی

## خاندان اور ولادت

زبدۃ السالکین حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کلیار خاندان سے متعلق ہیں۔آپ کے والد ماجد میاں محمد لقمان کلیار اور چچا جان میاں مہروان کلیار پیر پٹھان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام تھے اور لنگر شریف کی خدمت پر مامور تھے۔ایک دفعہ لنگر شریف میں دیگ اتارتے وقت پھسل کر آگ میں جا گرے۔حضرت خواجہ تونسوی کی خدمت میں کسی نے جا کر عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مہروان کو دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی،اس آگ کی کیا مجال؟ جب مہروان کو دیکھا تو اس کے بال کو بھی آنچ نہ آئی تھی۔سبحان اللہ،سبحان اللہ۔

آپ کا نسب نامہ درج ذیل ہے۔

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی بن میاں محمد لقمان بن میاں محمد سلیمان بن میاں محمد بن میاں فقیر محمد بن میاں رحمت داد بن میاں حبیب اللہ بن میاں کریم داد بن میاں سلطان محمود بن میاں اللہ دتہ بن میاں سمیع اللہ بن میاں فتح محمد (رحمہم اللہ تعالیٰ)

آپ کی ولادت کلور شریف میں ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو ہوئی۔

## تحصیل علم اور اساتذہ

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم مقامی اساتذہ قاضی خاندان کے بزرگوں اور حضرت خواجہ مولانا احمد الدین گانگوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔۱۹۰۲ء میں مکھڈ شریف جا کر علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل کی۔

آپ دوران تعلیم اساتذہ کی زجر و توبیخ سے محفوظ رہے۔رات کے مطالعہ میں بعض اوقات صبح کی اذان کے وقت معلوم ہوتا کہ رات بیت چکی ہے۔

marfat.com

## درس و تدریس

بعد از فراغت علوم متداولہ آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ کلور شریف کے علاوہ خانیوال میں بھی تدریس کا مشغلہ رکھا۔ تعلیم و تدریس میں خوب مہارت اور مشق تھی۔ کئی طلبہ آپ کی شہرت سن کر آپ کے درس میں شامل ہوئے۔

## تلامذہ

آپ کے تلامذہ میں درج ذیل علماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱ حضرت مولانا سید کمال الدین شاہ کاظمی، خواجہ آباد شریف
۲ حضرت مولانا محمد یعقوب پٹھان، باہی
۳ حضرت مولانا محمد سرور پٹھان، باہی
۴ میاں عطا محمد میانہ
۵ حضرت مولانا محمد شفیع قریشی
۶ مولوی خلیفہ میانہ ساکنان سلطان خیل ضلع میانوالی
۷ مولانا محمد مزمل شاہ قریشی
۸ مولانا گل محمد قریشی
۹ مولانا حافظ محمد سعد اللہ پٹھان، رشید خیل ساکنان ترگ شریف ضلع میانوالی
۱۰ مولانا قاضی نجیب اللہ قریشی
۱۱ مولانا حمید اللہ ساکنان عیسیٰ خیل ضلع میانوالی
۱۲ مولانا مفتی زین العابدین
۱۳ مولانا محمد صادق ساکنان داؤد خیل ضلع میانوالی
۱۴ مولانا سید امیر میانہ، میانہ والا ضلع میانوالی

marfat.com

۱۵ مولانا اقبال محمد قریشی ،کلور شریف تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی

ہجرت کے عرصہ کے دوران ر-10/21 خانیوال کے تلامذہ کے نام معلوم نہ ہوسکے۔

## بیعت

آپ کی بیعت ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء کو اشرف الاولیاء ثانی لا ثانی حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ سے ہوئی۔

## شیخ سے عقیدت

آپ کو اپنے شیخ طریقت سے بے پناہ عقیدت تھی۔ مرشد کریم کے حکم کی تعمیل باعث نجات دارین خیال کرتے تھے۔

کلور شریف میں ایک مسلمان عورت مرتد ہو کر کفار سے جا ملی۔ ۴؍ مارچ ۱۹۲۳ء میں مجاہد اعظم ضیاء العارفین ثالث غریب نواز حضرت خواجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا۔

"مولوی صاحب آپ کلور سے ہجرت کر جائیں"۔

فوراً تعمیل حکم ہوا۔ ترگ شریف آ گئے۔ اپنا مکان تعمیر کرایا۔ تین سال کا عرصہ ترگ شریف میں بسر کیا۔ مکرر ہجرت کا حکم ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء میں ہوا۔ لہٰذا ر-10/21 خانیوال تشریف لے گئے۔ تمام برادری، علاقہ و تعلقات چھوڑ کر مع اہل و عیال شیخ طریقت کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے دس سال تک ہجرت کا عرصہ گزارا۔

مشغلہ امامت و تدریس ہی رہا۔ ضلع میانوالی کے دو طالب علم حضرت مفتی زین العابدین اور مولانا محمد صادق آپ کی تدریسی شہرت سن کر خانیوال آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے۔

مرتدہ اور کافر ہر دو کے قتل ہونے کے بعد حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ العزیز کی اجازت و حکم سے ۲۶ دسمبر ۱۹۳۳ء میں کلور شریف مراجعت فرمائی اور حسب ارشاد تبلیغ وارشاد اور تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

marfat.com

اپنے مرشد کریم کی خدمت میں باوضو رہتے۔ سیال شریف کی سرزمین پر کبھی جوتا نہ پہنا اور نہ ہی چارپائی پر آرام فرمایا۔ کسی تکلیف یا بیماری کے موقع پر (حاضری سیال شریف کی منت) آستانہ مقدسہ کی حاضری باعث اطمینان وشفایابی۔ عرس شریف پر حاضری پاپیادہ بصورت قافلہ ہوتی۔ زادراہ میٹھی روٹی اور پنجیری وغیرہ تیار کراتے۔ دورانِ سفر اسباق کا سلسلہ جاری رہتا۔ اکثر چالیس نمازیں مکمل کر کے بعد از اجازت شیخ واپس کلور شریف آتے۔

آپ کے سیال شریف بیعت ہونے سے تقریباً پورے خاندان کو پیر سیال شریف کی غلامی کا شرف حاصل ہے۔ اکثر ایک روپیہ حضرت ثالث سیالوی قدس سرہٗ کی خدمت معلی میں بطور نذر پیش کرتے۔ حضرت ثالث سیالوی جب کلور شریف رونق افروز ہوئے تو آپ نے راستہ میں کپڑے کے تھان بچھا کر والہانہ استقبال کیا۔

## شیخ طریقت کی نوازشات

حضرت ثانی لاثانی سیالوی، حضرت ثالث سیالوی اور حضور شیخ الاسلام سیالوی کی نوازشات سے کسی وقت دامن خالی نہیں رہا۔ حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ سے ''مولوی صاحب کلور والے'' کا لقب عطا ہوا۔ آپ کے خانوادے کا ہر فرد ہر مقام پر ''مولوی صاحب'' کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت ثالث سیالوی کے ہمراہ مطالعہ کتب فرمایا۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی اپنے مصلی سے اٹھ کر گلے لگاتے۔ اجازت پر بڑی توجہ اور عنایت سے رخصت فرماتے اور ہمراہی طلبہ کو نقدی اور خصوصی کرم سے نوازتے۔

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی کی وفات پر حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ فاتحہ خوانی پر تشریف لے گئے۔ ان کی بیوہ سے تعزیت کی اور پانچ روپے فاتحہ خوانی عنایت فرمائی۔

## حلیہ

آپ کا قد پانچ فٹ آٹھ انچ تھا۔ رنگ گندمی، جسم دبلا پتلا، اعضا نرم و نازک، پیشانی کشادہ، چہرہ بارعب اور نورانی تھا۔

marfat.com

## لباس وخوراک

آپ نے ہمیشہ سفید لباس زیب تن فرمایا۔ سر پر دستار کے نیچے ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اوپر چادر اوڑھتے تھے۔

آپ ثرید اور پلاؤ شوق سے تناول فرماتے تھے۔ آپ کی غذا بہت سادہ تھی اور قوت ذائقہ قابل مثال تھی۔

## معمولات

اپنے شیخ طریقت کے عطا فرمودہ اوراد و وظائف اور درس وتدریس ان کی زندگی کا معمول رہا۔ شب زندہ دار تھے۔ صبح اشراق کے نوافل کے بعد مسجد سے تشریف لاتے۔ بعد ازاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔ دوپہر کو قیلولہ بعد از نماز ظہر وظائف کی تلاوت کرتے۔ بعد از نماز عصر گھریلو کام کاج انجام دیتے تھے۔ تہجد اور باجماعت نماز کے پابند تھے۔ حاجت مندوں کو تعویذ عطا کرتے اور دعائے خیر سے نوازتے تھے۔

## اخلاق

آپ انتہائی خوش خلق اور ملنسار تھے۔ اخلاق اعلیٰ کے ذریعے تربیت فرماتے تھے۔ سنتِ رسول مقبول ﷺ کے پابند تھے۔ خلاف سنت عمل دیکھ کر فوراً اصلاح فرماتے ۔ عابد وزاہد اور مرتاض تھے۔ درس نظامی کی کتب پر گرفت مضبوط تھی۔ طلباء پر شفقت ورحمت رکھتے تھے۔ انتہائی متقی، پرہیز گار اور پارسا بزرگ تھے۔

پردہ کے سخت پابند تھے۔ خواتین کا برقعہ اوڑھنے کا سلسلہ آپ نے شروع کرایا۔ پردہ کی اہمیت پر زور دیا۔

آپ بڑے باغیرت، نڈر اور بے باک انسان تھے۔ شرعی معاملات میں کسی کی رو رعایت نہیں کرتے تھے۔

marfat.com

## خوارق

آپ سے لاتعداد کرامات وقوع پذیر ہوئیں۔ چند خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

☆ رمضان شریف کے مہینہ میں بوقت غروب آفتاب کافی سیاہ بادل تھے۔ اندھیرا ہونے کے باعث مسجد میں موجود افراد نے باہمی مشورہ سے روزہ افطار کردیا جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو پتہ چلا کہ روزہ افطار کردیا گیا ہے۔ حاضرین مسجد نے پُر زور دلائل سے اپنا افطار صحیح کہا۔

مولوی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ سورج یقینی غروب نہیں ہوا اور کمال جلال میں انگشت کے اشارہ سے "اگر بادل پھٹ جاتے تو دکھا دیتا کہ سورج کھڑا ہے"۔

انگلی کے اشارے سے بادل پھٹ گئے اور سورج چمکتا نظر آیا۔ جملہ حاضرین نے بچشم خود دیکھا اور نادم ہوئے۔

☆ ایک دفعہ بوستان سعدی کے اسباق طلبہ کو پڑھائے جارہے تھے کہ ایک وجیہ شکل، سفید پوش بزرگ صف تلامذہ میں آکر بیٹھ گئے۔ حسب معمول تکمیل اسباق کے بعد آمدہ بزرگ کا تعارف دریافت فرمایا تو انھوں نے جواباً کہا۔ "سعدی شیرازی"۔

مولوی صاحب نے قدم بوسی فرمائی اور انتہائی عاجزانہ لہجہ میں تشریف آوری پر خوش آمدید کہا اور سبب آمد دریافت کیا۔

ارشاد ہوا۔ "آپ کے اسباق سننے آیا ہوں"۔ عرض کیا آیا اسباق صحیح پڑھائے ہیں؟ جواباً ارشاد ہوا۔ "ہاں میری عین منشاء کے مطابق، جس طرح چاہتا تھا"۔ اس کے ساتھ نظروں سے اوجھل ہوگئے۔

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح تشریح وتوضیح کی سند بنفس نفیس خود تشریف لاکر عنایت فرمائی۔

☆ مشکوٰۃ شریف کا سبق ایک برآمدہ میں پڑھایا جارہا تھا۔ شدید بارش شروع ہوگئی۔ برآمدہ میں شہتیر کے نیچے سے لکڑی کا ایک ستون اپنی جگہ سے سرک گیا۔ چھت

marfat.com

تقریباً دوفٹ نیچے جھک گئی۔ سرکی ہوئی تھی (ستون) دوبارہ چھت کا سہارا بنی۔ طلباء تکمیل سبق سے قبل نہ اٹھے۔ چھت نے بھی انتظار کیا۔ جونہی طلبہ اسباق سے فارغ ہوکر باہر نکلے۔ چھت دھڑام سے نیچے آگری۔

## شادی اور اولاد امجاد

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ۱۹۰۶ء میں اپنے ہی خاندان میں حاجی میاں علی محمد مرحوم ومغفور کی دختر نیک اختر مسماۃ غلام فاطمہ سے ہوئی۔ موصوفہ عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ حضرت میاں علی محمد خاندان میں پہلے بزرگ تھے۔ جنھیں پیدل حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوفرزند اور دودختر عنایت کیں۔

۱ حضرت مولانا میاں محمد عبدالعزیز الصدیقی

انھوں نے مدرسہ سہارن پور (بھارت) سے سندِ فضیلت حاصل کی۔

۲ حضرت مولانا میاں محمد عبدالجلیل سیالوی مدظلۂ العالی

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ آپ کے دونوں صاحبزادگان سے مستورات کی غالب تعداد نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔

## علالت اور کوائف وصال

آپ کو ۱۹؍مارچ ۱۹۵۷ء کو بخار ہوا۔ برائے علاج حکیم عبدالرحیم صاحب (میانوالی) کے پاس لے گئے۔ علاج معالجہ ہوا۔ تین دن کے بعد فرمایا۔ مجھے اپنے گھر لے چلو۔ ۲۹؍مارچ کو بخار زیادہ ہوا۔ استفسار فرمایا۔ آیا موسم صاف ہے؟ عرض کیا گیا۔ بادل ہیں۔ ’’سکرات الموت‘‘ کا لفظ سنا۔ آپ کے صاحبزادگان اور حاضرین گھبرا گئے۔ ارشاد فرمایا۔ میں پناہ مانگ رہا ہوں۔ آپ سب لوگ دعا مانگیں کہ کل مطلع صاف ہو۔ دعا مانگی گئی۔ بعدازاں فرمایا۔ مجھے دفن کرنے میں جلدی نہ کرنا، چاہے ظہر کا وقت ہی کیوں نہ ہو؟

marfat.com

اپنے لختِ جگر مولانا محمد عبدالجلیل صاحب کو بلا کر فرمایا۔

"بیٹا فرض نہ چھوڑنا باقی میں نے کافی کچھ کر دیا ہے"۔

یہ فرمان کسی بزرگ کا ارشاد نقل فرماتے ہوئے کہا۔ بروز وصال لنگر جلدی تیار کرایا اور سب کو کھلانے کا حکم فرمایا۔

## وصال شریف

آپ کا وصال شریف ۳۰ / مارچ ۱۹۵۷ء مطابق ۲۹ / شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ بروز شنبہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 1/30 بجے بوقتِ ظہر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حاضرین کو علم نہ ہو سکا کہ روح پرواز کر چکی ہے۔ وصیت کے مطابق رات کو گھر میں رکھا گیا۔

## جنازہ

آپ کا جنازہ آپ کے پسر کلاں حضرت مولانا میاں محمد عبدالعزیز الصدیقی نے مورخہ ۳۱ / مارچ بوقت دس بجے دن پڑھایا۔

جنازہ میں حضرت پیر وارث شاہ ساکن عیسیٰ خیل، حضرت محمد صدیق صاحب سجادہ نشین بھور شریف، حضرت مولانا قاضی نجیب اللہ ہاشمی ساکن عیسیٰ خیل، حضرت مولانا غلام حسن رشید خیل، ترگ شریف حضرت خواجہ سید کمال الدین شاہ کاظمی، خواجہ آباد شریف اور دیگر علماء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جنازہ کے بعد رسم حیلہ بھی ادا ہوئی۔

## مدفن

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے آبائی قبرستان میں جنازہ گاہ کی جنوبی سمت میں دفن کیا گیا۔ وصیت کے مطابق قبر شریف پر پتھر کی پڑیاں (سلیں) رکھی گئیں۔

قبر مبارک برطابق ہدایت و وصیت تیار کرائی گئی۔ صوفی غلام احمد کانجو مرحوم نے وصیت کی تھی کہ مجھے میرے استادگرامی حضرت مولانا میاں محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن کرنا لہٰذا کانجو کی وصیت کے مطابق قدموں میں دفن کیا گیا۔

marfat.com

## قطعۂ تاریخ وصال

بندۂ مولف کی فرمائش پر حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔اے نے قطعۂ تاریخ وصال رقم فرمایا ؎

''سرمایہ صاحب دلاں محمد رمضان کلورویؒ''

۱۹۵۷ء

صاحب عظمت محمد رمضانؒ پیر قلب او روشن بد از عشق مصطفیٰ ﷺ
روزِ شنبہ بست ونہ از شعبان بود از جہانِ بے بقا شد سوئے بقا
جست چوں فیض الامیںؔ سالِ رحلتش
''حسرتا ماہ سخا'' ہاتف زد ندا

۱۳۷۶ھ

## کوائف بعداز وصال

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مواقع پر بذریعہ خواب رہنمائی فرمائی۔ ایک دفعہ الیکشن کے موقع پر ووٹ دینے کا فیصلہ نہ ہو رہا تھا۔آپ نے امیدواران میں سے ایک کو ہار پہنا کر کامیابی کی مبارک باد دی اور اپنے پسران کو ووٹ دینے کا حکم بخشا۔الیکشن میں وہی امیدوار کامیاب ہوا۔سبحان اللہ

سیال شریف کی حاضری زیادہ سے زیادہ دینے کا حکم فرمایا۔اپنے پوتوں اور پوتیوں کے رشتوں کے متعلق رہنمائی اور تکمیل بھی فرمائی۔

حضرت امیر شریعت خواجہ حافظ الحاج محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی نے شیخ الاسلام کانفرنس بر مقام قمر منزل کلور شریف میں دوران خطاب ارشاد فرمایا۔

''میری اور آپ کی یہ حاضری قبول ہو۔فقیر کو یہاں آنے کا حکم ہوا ہے''۔

marfat.com

## فخر الاسلام حضرت خواجہ الحاج حافظ غلام فخر الدین سیالوی نور اللہ مرقدہٗ کی نظر میں

آپ نے حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔

مولوی محمد رمضان کلوروی مرحوم ومغفور مجھے یاد ہیں، جیسے کل کی بات ہے۔ سیال شریف جوتا نہیں پہنتے تھے۔ جید عالم دین تھے۔ خواجہ صاحب ۱۹ء میں کلور شریف تشریف لے گئے تو ان کے ملفوظات اور سیال شریف سے عقیدت اور محبت قابلِ مثال بیان فرمائی۔

## عرس

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ۲۹ رشعبان المعظم کو ہر سال کلور شریف میں حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عبد الجلیل سیالوی مدظلہٗ العالی سجادہ نشین کی زیر نگرانی منعقد ہوتا ہے۔

## جانشین

آپ کے وصال شریف کے بعد حضرت مولانا محمد عبد الجلیل سیالوی مدظلہٗ العالی سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت موصوف خوش اخلاق، کم گو اور شرافت ونجابت کا پیکر ہیں۔ عالم وفاضل اور متقی ہیں۔ مولف کو ان سے شرف نیاز حاصل ہے۔

ان کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ الحاج محمد منظور الحق کلیار سیالوی سلمہٗ ایم۔اے منیجر پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن، نوشہرہ ضلع خوشاب (پنجاب) بڑی خوبیوں کے حامل انسان ہیں۔ دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف کے فارغ التحصیل ہیں۔ بندۂ مولف سے پیار اور مہربانی کا برتاؤ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے آباؤ اجداد اور پیر سیال کے نقش قدم پر ثابت قدم رکھ کر شاد وآباد رکھے آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ

## ماخذ ومراجع


۱ انٹرویو حضرت مولانا محمد عبد الجلیل سیالوی مدظلہٗ العالی مورخہ ۲۳ راکتوبر ۱۹۹۸ء در آستان مقدس سیال شریف ضلع سرگودھا بوساطت حضرت صاحبزادہ حاجی


marfat.com

محمد منظور الحق سیالوی ایم۔اے

۲ حضرت صاحبزادہ الحاج محمد منظور الحق سیالوی ایم۔اے نے اپنے جدامجد حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وکوائف فراہم کئے۔

۳ چند مکتوب گرامی حضرت صاحبزادہ الحاج محمد منظور الحق سیالوی ایم۔اے بنام مولف مرقومہ ۲۱ / مارچ ۱۹۹۸ء از کلور شریف تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی (پنجاب)

۴ مکتوب صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی بنام مولف مورخہ ۲۴ / جون ۱۹۹۹ء از دار الفیض مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات

۵ غلام مہر علی، مولانا: الیواقیت المہریہ مطبوعہ کلیم آرٹ پریس ملتان، ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

marfat.com

# حضرت خواجہ حافظ سید نور احمد شاہ گردیزی

## ولادت

آپ کی ولادت باسعادت موضع کیاٹ کلاں راولاکوٹ، پونچھ میں ۱۳۰۳ھ موافق ۱۸۸۶ء کو ہوئی۔

## حصول علم

آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ حافظ سید مبارک علی شاہ گردیزی رحمۃ اللہ علیہ تبحر عالم اور درویش کامل تھے۔ قرآن مجید کی سات قرأت پر عبور تھا۔ فقہ وحدیث تفسیر ومنطق اور فلسفہ میں اپنی مثال آپ تھے چنانچہ آپ نے اپنے والد ماجد سے قرآن مجید حفظ کیا اور دیگر علوم متداولہ کی تحصیل وتکمیل کی۔ بعد ازاں کائی سیداں ضلع راولپنڈی، ملتان اور فیصل آباد کے بعض مدارس سے تحصیل علم کیا۔ آپ کا تعلیمی عرصہ چودہ سال بنتا ہے۔

## سفر حجاز مقدس

آپ کی طبیعت میں عشق رسولِ مقبول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ علوم متداولہ کے حصول کے بعد زیارتِ حرمین شریفین کے لئے بے قرار ہو گئے چنانچہ آپ کراچی پہنچے اور وہاں سندھ اور بلوچستان کا ایک قافلہ حجاز مقدس کے لئے آمادہ سفر پایا۔ آپ اس قافلہ کے ہمراہ ہو لئے اور یوں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ سے مشرف ہوئے۔

## بیعت

اپنے والد ماجد حضرت خواجہ حافظ سید مبارک علی شاہ گردیزی کی معیت میں سیال شریف حاضر ہوئے۔ حضرت ثانی لاثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کا دورِ سجادگی تھا۔ آپ ان کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ نے ایک خوشابی خلیفہ سے اوراد ووظائف لینے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ سیال شریف باقاعدہ حاضری

marfat.com

دیا کرتے تھے۔

## مجاہدہ وریاضت

سفرِ حجاز سے واپسی پر آپ نے ٹھٹھہ میں حضرت شاہ حقیق ٹھٹھوی کے مزار شریف پر چلہ کیا۔ علاوہ ازیں بعض اور مقامات پر مجاہدہ وریاضت میں مشغول رہے۔ اس دوران آپ روزہ رکھتے تھے اور ساری ساری رات عبادت اور تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے تھے۔

## خلافت

آپ نے اپنے والد ماجد کی زیرِ نگرانی سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کیں اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

## درس وتدریس

آپ نے مروجہ علوم وفنون حاصل کرنے کے بعد اپنے والد ماجد کے ساتھ مل کر مدرسہ کا انتظام والصرام سنبھالا اور دور دراز سے آئے ہوئے طلبا کو درس دیا۔ بہترین مدرس تھے اور درس نظامی کی کتب پر پورا پورا عبور حاصل تھا۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے علمی فیض حاصل کیا۔

## علمیت

آپ جید عالم اور مدرس تھے۔ مختلف علوم وفنون کی کتب پر حواشی تحریر کیے۔ قرآن مجید کی سات قرأت پر مہارت تھی۔ روحانیت میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ معاصر علماء آپ کے علمی تبحر کے معترف تھے۔

## حلیہ

آپ کا قد مبارک درمیانہ، ریش مبارک گھنی، کشادہ پیشانی، اعضاء نرم ونازک اور درجوانی گیسو کانوں تک دراز تھے البتہ آخری عمر میں سیالوی وضع قطع اختیار کرلی تھی۔

marfat.com

## اخلاق واطوار

آپ نے تمام عمر درس وتدریس میں بسر کی ۔آپ کے بیشمار شاگردوں نے ریاست پونچھ میں دین کی خدمت کی۔آپ نہایت شیریں زبان تھے جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو سنگ دل بھی موم ہو جایا کرتے تھے۔پابند شریعت اور مرتاض تھے۔بڑے مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت تھے۔آپ کو طے مکانی کا مقام ودیعت ہوا تھا۔مختلف مقامات پر بیک وقت دیکھے جاتے تھے۔جنات آپ کے تابع تھے۔آپ جنات سے قوالی سنا کرتے تھے۔کئی لوگ آپ کی دعا سے صاحب اولاد ہوئے۔

## وصال شریف

آپ نے قلیل عرصہ علیل رہنے کے بعد بعمر ۸۷ سال ۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۷۳ء بروز یکشنبہ وصال فرمایا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے ہزارہا عقیدت مندوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی ۔اپنے والد ماجد کے پہلو میں سپردِ خاک ہوئے۔آپ کا مزارِ انوار کیاٹ کلاں تحصیل راولاکوٹ آزاد کشمیر میں مرجع خلائق ہے۔

## قطعۂ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ والا تبار فیض الامین فاروقی سیالوی صاحب نے درج ذیل قطعۂ تاریخ وصال کہا ہے ۔

"گرامی آفاق سید نور احمد شاہ گردیزی"

۱۳۹۳ھ

چوں سید نور احمد پاک طینت ز دنیا شد سوئے گلزار جنت
ندا زد ہاتھے فیض الامین را سنِ وصلش بگو "گنج فضیلت"

۱۳۹۳ھ

marfat.com

## اولادامجاد

حضرت خواجہ حافظ سیدنوراحمد شاہ گردیزی رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔فرزندان گرامی کی ترتیب بلحاظ عمر حسب ذیل ہے۔

۱ حضرت سیدمزمل حسین شاہ گردیزی رحمۃ اللہ علیہ،آپ پینسٹھ سال کی عمر میں ۱۹۹۶ء کوفوت ہوئے۔ان کے بڑے فرزند حضرت حافظ افتخاراحمد شاہ صاحب اپنے جدامجد حضرت خواجہ حافظ سیدنوراحمد شاہ گردیزی سے فیض یافتہ ہیں۔

۲ حضرت حافظ سیدامان اللہ شاہ صاحب،آپ نے تعلیم ہائی سکول موہری فرمان شاہ میں حاصل کی بعدازاں اپنے والد ماجداور حضرت پیر سید الف شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی پھر پاکستان میں ملازمت کے سلسلہ میں کراچی،لاہوراور فیصل آباد میں مقیم رہے پھر والد گرامی نے زندگی ہی میں انھیں اوراپنے بڑے پوتے حافظ افتخاراحمد شاہ صاحب کوخانقاہ کی ذمہ داریاں سونپ دی تھیں۔حضرت حافظ سیدامان اللہ شاہ گردیزی مدظلۂ کے دوصاحبزادگان ہیں فرزندکلاں صاحبزادہ سیدشہزاداحمد شاہ ایم۔اے اسلامیات ہیں جبکہ فرزندخوردصاحبزادہ سیدندیم احمد شاہ نے میٹرک کے بعد دارالعلوم ضیاءالعلوم راولپنڈی سے حال ہی میں قرآن مجیدایک سال کے اندرحفظ کیا ہے۔اب درس نظامی کی کتب حضرت علامہ سیدحسین الدین شاہ مدظلۂ العالی کی زیرنگرانی پڑھ رہے ہیں۔حضرت حافظ امان اللہ شاہ مدظلۂ العالی کی عمرتقریباً ۶۵ سال ہے۔

۳ حضرت صاحبزادہ سیداشرف حسین شاہ گردیزی،ان کی عمرساٹھ سال کے قریب ہے۔اللہ تعالیٰ نے سہ صاحبزادگان کوروحانی فیض عطا کیا ہوا ہے۔

## عرس مبارک

ہردوبزرگوں کاعرس مبارک اگست میں ہرسال منعقد ہوتا ہے۔عرس مبارک کی تقریب سعید حضرت حافظ سیدامان اللہ شاہ گردیزی اورصاحبزادہ حافظ افتخاراحمد شاہ کی نگرانی میں ہوتی ہے۔

marfat.com

## حواشی

۱ حضرت خواجہ حافظ سید نور احمد شاہ گردیزی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ کوائف حضرت مولانا زاہد حسین نعیمی ایم۔اے کی وساطت سے حافظ سید امان اللہ شاہ ،سجادہ نشین ،حضرت حاجی سید عبدل شاہ اور صاحبزادہ حافظ سید افتخار احمد شاہ نے فراہم کئے۔

۲ مکتوب گرامی حضرت مولانا سید زاہد حسین نعیمی ایم۔اے بنام محمد مرید احمد چشتی مورخہ ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۰ء از وڑیالی شریف ،راولاکوٹ آزاد کشمیر

marfat.com

# حضرت مولانا غلام فرید چشتی

حضرت مولانا غلام فرید چشتی قدس سرہٗ حضرت خواجہ عبدالحفیظ المعروف حفیظ ماہی قدس سرہٗ کے پسر کلاں تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۵؍ رجب المرجب ۱۲۷۲ھ یک شنبہ کی شب سر کی شریف، وادی سون ضلع خوشاب (پنجاب) میں ہوئی۔

قرآن مجید اور ابتدائی دینی علوم والد ماجد حضرت خواجہ حفیظ ماہی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے۔ دہلی (انڈیا) مدرسہ اسلامیہ میں حضرت مولانا سید محمد شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث شریف اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی علاوہ ازیں حصول علم کے لئے دور دراز علاقوں کا سفر اختیار کیا۔(۱)

جب آپ دہلی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تو ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ صاحب انوارِ قمریہ نے اس واقعہ کو حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہ کی زبانی اس طرح قلمبند کیا ہے۔

مولوی محمد امین ٹکوچی رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھے واقعہ سنایا کہ ایک موقع (غالباً عرس) پر حضور پیر سیال سے مرید ہونے کے بعد مولوی غلام فرید کی پیشانی پکڑ کر ان کے چہرہ کو اپنی طرف متوجہ کیا اور عجیب انداز میں نگاہ فرمائی کہ مولوی صاحب نے ندامت کی حالت میں سر نیچے کر لیا۔ مولوی محمد امین ٹکوچی نے بعد میں مولوی غلام فرید سے وجہ دریافت فرمائی، مولوی صاحب پہلے تو ٹال مٹول کرتے رہے بالآخر مولوی محمد امین ٹکوچی کے اصرار پر بتایا کہ ایک واقعہ کی طرف آپ نے متوجہ فرما کر تنبیہ فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ قبل ازیں میں اس بات کا منکر تھا کہ شیخ کامل اپنے مرید کو ہر جگہ دیکھتا ہے بلکہ میں کہتا تھا کہ جب مرید پاس ہو تو شیخ کامل اس کے حالات سے واقف ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ میرے ہمدرس اور برادر طریقت سید ضامن شاہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن بیڈرہ شریف ضلع مانسہرہ کہتے تھے کہ اگر چہ مرید مشرق یا مغرب میں کسی گوشۂ ارض پر ہو، شیخ کامل اس کے حالات سے واقف ہوتا ہے۔ اسی بحث و مباحثہ میں ایک بار شہر دہلی میں شاہ صاحب نے مجھے ایک روپیہ دیا اور کہا کہ کسی فاحشہ عورت کے پاس جا کر اس کے عوض نفسانی خواہش کا اظہار

marfat.com

کر۔ ہمارے شیخ کامل ہیں، تجھے گناہ سے روک لیں گے چنانچہ جب میں فاحشہ عورت کے پاس گیااور چارپائی پر بیٹھااور بدفعلی کاارادہ کیاتو میرے گال پرزور سے تھپڑرسید ہوا،فوراً ہی خوفزدہ ہوا،ارادہ ملتوی ہوگیا،وہاں سے بھاگالہٰذا اب آپ نے اسی واقعہ کی طرف دھیان دلایاہے اور فرمایا ہے کہ بہادر زادہ تھاتو قابو رہتا۔پنجابی الفاظ یوں ہیں۔

''جنیں دا پتر ہائیں تے قابور ہناہا''

پھر مولوی غلام فرید نے کہااگراعتبار نہ آئے تو اب بھی میرے رخسار کودیکھ لے،آپ کی انگلیوں کےنشانات موجود ہیں اور مولوی محمد امین نکوچی نے فرمایا کہ میں نے مولوی غلام فرید کے گال پرتھپڑکےنشانات دیکھے۔طمانچہ کانشان بخوبی جما ہواتھا۔(۲)

ایک دفعہ بنگال میں بسلسلہ تعلیم قیام فرماتھے۔بنگال میں جادوزوروں پرتھا۔مردوعورت جادوگری کیاکرتے اور باہر سے آنے والے ناواقف لوگوں کواپنے جادو کانشانہ بناکراپنا آلۂ کار بنانے کی کوشش کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ دروازے پرایک جادوگرنی نے خیرخواہ کے روپ میں چندایک وڑیاں انہیں دیں اور خاموشی سے چلی گئی تو مولانا غلام فرید چشتی نے وہ وڑیاں جلتے چولہے میں پھینک دیں جو جل کرراکھ ہوگئیں۔ دواڑھائی گھنٹہ بعدوہ جادوگرنی دروازہ پرآئی،اس خیال میں کہ انھوں نے وڑیاں سالن بناکرکھالیاہوگااوراب وہ میرا شکار ہیں کہ ان پراس جادوکااثر ہوچکاہوگا۔دروازے پرکھڑے بلند آواز میں کہنےلگی۔

ارے بول رے وڑی

یعنی اے وڑی بول کر بتا کہ وہ کیا بن چکے ہیں تو مولانا غلام فرید چشتی نے جواب میں فرمایا۔

تیری وڑی چلہے وچ سڑی

یعنی تیری وڑی چولہے وچ سڑی۔آپ کافرماناتھاکہ وہ چیختی چلاتی بھاگ گئی۔(۳)

marfat.com

حضرت مولانا غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عابد و زاہد تھے۔ پوری زندگی اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر گزاری اور پیدل چل کر آستانہ عالیہ تونسہ شریف حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔

حضرت مولانا غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ فنافی اللہ کے مقام پر فائز تھے۔ بخت بھری نامی ایک عورت کو آپ سے انتہائی عقیدت تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ ہمہ وقت آپ کی خدمت سرانجام دیتی رہوں مگر اس کے گھر والوں کو اس کی یہ عادت مناسب نہ لگی۔ وہ ایک دن اسے زبردستی اٹھا کر لے گئے اور زنجیروں سے باندھ دیا۔ ایک دن وہ کسی نہ کسی طرح زنجیریں توڑ کر حجرہ میں پہنچ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ آپ کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے اور وہ ٹکڑے حجرہ میں ہر طرف اڑ رہے ہیں اور ہر بوٹی سے "تُو ہی تُو" کی آواز آ رہی ہے، وہ اس منظر کو برداشت نہ کر سکی، دوڑ کر قریب ہی ایک درخت پر چڑھ گئی۔ کبھی ایک شاخ پر کبھی دوسری شاخ پر کودتی پھلانگتی اور کہتی "تُو ہی تُو" ہے "تُو ہی تُو" ہے اور پھر ساری زندگی اس عورت کی اس طرح گزر گئی۔ گلیوں، گھروں، درختوں اور پہاڑوں پر دوڑتی پھرتی اور تو ہی تو کی آوازیں لگاتی پھرتی اور بالآخر اسی کیفیت میں فوت ہوگئی۔ (۳)

آپ مستجاب الدعوات اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ بے شمار کرامتوں میں سے ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک بار آپ عبادت سے فارغ ہو کر اوراد و وظائف میں مصروف تھے اور استغراق کا عالم تھا۔ چند ایک عقیدت مند پاس بیٹھے تھے کہ اچانک آپ نے جھٹکے کے ساتھ اپنا بازو پھیلایا اور فرمایا۔ او بھڑوا! اور پھر ہاتھ واپس کر لیا۔ عقیدت مندوں نے دیکھا تو حیران و ششدر رہ گئے کہ آپ کی قمیض کا بازو بھیگا ہوا ہے اور پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ عقیدت مندوں نے عرض کیا۔ حضور یہ کیا؟

آپ نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ جب اصرار بڑھا تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ایک شخص دریائے اٹک میں ڈوب رہا تھا اور مجھے مدد کے لئے پکارا تو اسے ڈوبنے سے بچایا ہے۔ عقیدت مندوں نے جب نظر اٹھا کر آپ کی طرف دیکھا تو اس وقت آپ کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں اور آپ سے نظر نہیں ملائی جا سکتی تھی۔ گویا اس وقت جلالیت کا مظہر

marfat.com

تھے۔ کچھ عرصہ بعد وہی شخص سرکی شریف حاضر خدمت ہوا تو اس نے اسی طرح یہ واقعہ احباب کو بتایا کہ فلاں روز فلاں وقت میں دریائے اٹک پار کرتے ہوئے ڈوبنے لگا تو میں نے اپنے پیرومرشد حضرت مولانا غلام فرید چشتی کو مدد کے لئے پکارا تو انھوں نے مجھے بالوں سے پکڑ کے کنارے پر ڈال دیا۔(۵)

آپ نے ۲۰ ررمضان المبارک ۱۳۱۹ھ بروز شنبہ اس جہانِ ناپائیدار سے کوچ فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ کا عالیشان روضہ بنا ہوا ہے۔ سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے۔ مولف نے آپ کے روضہ شریف کی زیارت کی ہے۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم حکیم متخلص بایتیم رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ وصال رقم کی۔ فھو ہذا

بدیدم کہ صوفی غلام فرید بسجادۂ بودے ہمیشہ نشستا
بتعلیم علم شریعت بجہد بماندی کمر از کمر بندبستا
ندانم چہ بیما ریش آمدہ کہ از ما سوی اللہ بجاں تنگ گشتا
بشنبہ بتارخ بستم زرمضاں بعقبیٰ ز دنیائے دوں در گشتا
یتیم از برای وصالش بگفت
"ز دنیا بجلدی بجنت برفتا"

۱۳۱۹ھ

حضرت مولانا غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے تھے، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱ ظہیر الدین، جو بچپن میں فوت ہو گئے۔

۲ غلام فخر الدین (لاولد) لاہور میں انتقال ہوا اور میانی صاحب قبرستان میں مدفون ہیں۔

۳ مولانا سراج الدین، آپ بلند پایہ عالم تھے۔ والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ عبادت وزہد میں بلند مقام تھا۔ان کے ایک فرزند شہاب الدین نامی ہیں۔ مولانا سراج

marfat.com

الدین کے انتقال پر حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ نے حضرت میاں محمد شریف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو تعزیت نامہ تحریر فرمایا تھا۔ آپ نے اس میں ان کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار فرمایا۔

۴ مولانا قاضی ضیاء الدین ،بلند پایہ عالم اورزاہدومتقی بزرگ تھے۔تمام تر زندگی والد ماجد کی اتباع میں گزاری ۔حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ نے جومنتر فرمایا،اس کے زبردست عامل تھے۔یہاں تک کہ سانپ نے جہاں کسی کو کاٹا ہوتا،منہ رکھ کرزہر چوس کر باہر پھینک دیتے۔قاضی مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک صاحبزادہ ہے غلام فخر الدین نام ہے۔

حضرت خواجہ حفیظ ماہی قدس سرہٗ کے بعد باقی خاندان کی بیعت سیال شریف ہے لیکن جدامجد کی تونسہ مقدسہ بیعت ہونے کے باعث وہاں حاضری ضروردیتے ہیں۔حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے عرس پاک پر حاضری ان کا معمول ہے۔(۶)

## حواشی

۱ مکتوب گرامی حضرت مولانا حافظ اعجاز علی صاحب ،سجادہ نشین آستانہ عالیہ سرکی شریف بنام مولف مورخہ ۲۹ رجنوری ۱۹۹۲ء

۲ انوارِ قمریہ،صفحہ ۲۹۴،۲۹۵،انوارِ شمسیہ صفحہ ۱۳۱،۱۳۲

۳ راوی حضرت مولانا حافظ اعجاز علی مدظلہٗ سجادہ نشین

۴ ایضاً۔

۵ ایضاً۔

۶ ایضاً۔

marfat.com

# حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری

آپ موہیال برہمن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کے آباؤ اجداد بھیرہ سے ملتان اور ملتان سے شمس پورہ ضلع جہلم میں آ کر آباد ہوئے۔(۱)

آپ کی ولادت تخمیناً ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء کو شمس پورہ میں ہوئی۔آپ کے والدین بڑے نیک اور پارسا تھے۔

آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔اپنے شیخ طریقت سے بیحد محبت اور عشق تھا۔اکثر سیال شریف حاضر ہوتے تھے۔لنگر کی خدمت دل و جان سے کرتے تھے۔ حضرت خواجہ سیالوی بھی آپ پر بہت مہربان تھے چنانچہ صاحب مقامات المحبوب (فارسی) صفحہ ۸۷، ۸۸ پر حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری کی زبانی لکھتے ہیں۔

واز میاں محمد اشرف منقولست کہ اندر اوائل حال از احمد آباد عریضہ ہا بخدمت ایشاں میر سانیدم کہ چون بسیال شریف روان باشند این جانب قدم رنجہ فرمایند وچون از سیال شریف رخصت می شدند خواجہ شمس العارفین می فرمودند کہ محمد اشرف را سلام ما بر سانید ازین سبب از آن راہ می آمدند بارے از جلال پور شریف نزد من تشریف فرماشدند وبوقت فجر ہمراہ شدم وتا گذر دریا بموضع بگہ ایشاں را بر کشتی سوار کردہ باز آمدم واز عقب من عیدا گازر در احمد آباد بوقت نصف النہار در رسید زیرا کہ بگہ مسافت ہفت کردہ از احمد آباد است ویرا پرسیدم کہ چہ باعث است کہ واپس آمدی گفت چون بر کشتے سوار شدیم ہر چند ملاحان ودیگر خلائق ہمت کردند کہ کشتے بر آب روان شود اما از جا نجنبد پس حضرت محبوب سبحانی بمن فرمودند کہ یاد کن وبہ بین تا چیزی از ما واپس وجدا نماندہ باشد پس چوں بدیدم وظائف اوشان در بنجا از یاد فرو گذاشتیم اکنون برای گرفتن وظائف آمدہ ام۔

اوراد و وظائف کے انتہائی پابند تھے۔بڑے نیک اور متقی تھے۔ہر دلعزیز افسر اور رشوت سے نفرت کرنے والے تھے۔

آپ ۲۳ رمارچ ۱۸۵۵ء کو تھانہ احمد آباد تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں سب انسپکٹر

marfat.com

پولیس متعین تھے۔(۲) تھانہ جلال پور شریف میں بھی رہے۔ مولف نحات المحبوب کا بیان ہے۔

حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری ۲ رکعت نفل باقاعدگی سے پڑھا کرتے تھے اور ان کا ثواب حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک کو بخشتے تھے۔ ساری عمر دانتوں کے درد سے محفوظ رہے۔ منہ سے تمام دانت نکل آئے لیکن کبھی درد نہیں ہوا۔

مزید ایک جگہ رقمطراز ہیں۔

میاں محمد اشرف صاحب ایک روز شام کے وقت سخت سردی اور بارش میں میرے گھر آئے اور پوچھا کہ تمہارا بیٹا حبیب اللہ کہاں گیا ہے؟ میں نے کہا۔ آپ کیوں پوچھتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ختم شریف تنہا نہیں پڑھ سکتا۔ یہ سن کر میں خود گیا اور تمام ختم شریف پڑھا۔(۳)

حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی صاحب نحات المحبوب نے آپ کے بارے میں اس طرح نقل کیا ہے۔

میاں محمد اشرف صاحب بڑے نیک ہیں اور دربار سیال شریف کے بڑے خدمت گزار ہیں۔ اب بھی پچپن (۵۵) روپے نذر پیش کی تھی پھر فرمایا کہ اس روز سے میاں صاحب کی زندگی فراغت اور عافیت سے گزر رہی ہے۔ ان کی چالیس روپے تنخواہ تادمِ مرگ مقرر ہے۔ اولاد بھی فرمانبردار ہے اور ان کی بات سے ملال اور انکار نہیں کرتی۔

آپ نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جب ہم سیال شریف سے واپس ہوئے تو ان کا چھوٹا لڑکا شان محمد ہرن پور کے ریلوے اسٹیشن پر جہاں وہ غالباً ملازم ہے، چائے تیار کر کے بیٹھا ہوا تھا۔(۴)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

میاں صاحب بڑے نیک مرد ہیں کہ ہروقت دوسروں کی خیرخواہی میں لگے رہتے ہیں۔(۵)

حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری قدس سرہٗ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اکثر جلال پور شریف حاضر ہوتے تھے اور فیض صحبت حاصل کرتے

marfat.com

تھے۔

نفحات المحبوب کے صفحات اس پر شاہد ہیں۔(٦)

انوارِ شمسیہ میں بھی حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ملتا ہے۔(٧)

آپ کی اولاد کے نام اس طرح ہیں۔

١ مولوی غلام سرور شمس پوری

٢ مولوی محمد مظفر شمس پوری

٣ میاں شان محمد شمس پوری

٤ میاں محمد قاسم شمس پوری

٥ میاں محمد غالب شمس پوری وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ)

آپ نے اپنے بیٹوں، بھانجوں اور دیگر احباب کے تعاون سے ایک عالیشان مسجد شمس پورہ میں تعمیر کروائی تھی۔ آپ کے حقیقی بھانجے حضرت صوفی محمد نور عالم شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری قدس سرہٗ کے مخلص مرید تھے۔

حضرت صوفی محمد نور عالم شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ تخمیناً ١٢٨٠ھ مطابق ١٨٦٣ء کو شمس پورہ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام میاں فتح الدین مرحوم ومغفور ہے۔

بوستان، زلیخا اور سکندر نامہ تک کتب پڑھی ہوئی تھیں۔ مزید علم حاصل کرنے کا از حد شوق تھا لیکن والدہ ماجدہ اور حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہٗ کے منع کرنے پر تحصیل علم کا تقاضا دل سے محو ہو گیا۔

آپ نے تخمیناً ١٠ ر رمضان المبارک ١٢٩٤ھ مطابق ١٨ ر ستمبر ١٨٧٧ء کو حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہٗ کی خدمت معلیٰ میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ بعد ازاں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے عطا فرمودہ اوراد و وظائف پڑھتے رہے اور علم و فضل کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔

marfat.com

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا گل محمد للہی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ملتا ہے۔

آپ کا حلیہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

کتابی چہرہ، بینی مبارک پتلی اور بلند، ٹھوڑی پر گڑھا، سر کے بال ملائم اور باریک۔ ریش مبارک کھچڑی اور پتلی، جسم دبلا، پتلا اور قد تقریباً پانچ فٹ اور دس انچ تھا۔

آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ جلال پور شریف گزارا۔ علاوہ ازیں گاؤں کی مسجد میں امامت اور درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا اور یہ سب فی سبیل اللہ ہوتا تھا۔

آپ کی درج ذیل تصانیف کا علم ہو سکا۔

١ نفحات المحبوب فی احیاء القلوب

٢ مقامات المحبوب قلمی

٣ کرامات المحبوب قلمی

موخر الذکر دونوں کتب حضرت قاضی احمد جی ساکن تخت پڑی کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

٤ اردو ترجمہ مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز المسمّٰی بہ بوستان اسرار مصنفہ سید محمد غیاث نور بخش گیلانی مطبوعہ کریمی پریس لاہور ٢٧ رجب المرجب ١٣٤٧ھ ناشر اللہ والے کی قومی دکان مالک ملک چنن دین کشمیری بازار لاہور کل صفحات ٢٣٤

٥ کلمۃ الحق، مطبوعہ

٦ خزینۂ معرفت

آپ کا ٢٨ رجنوری ١٩٣٦ء کو وصال ہوا اور اپنے آبائی قبرستان واقع شمس پورہ میں دفن ہوئے۔

آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

١ میاں حبیب اللہ شمس پوری

marfat.com

۲ میاں عبدالکریم شمس پوری

۳ میاں عبدالعزیز شمس پوری (رحمہم اللہ تعالیٰ)

۴ دختر، جو شیخ صلاح الدین احمد شمس پوری ریٹائرایس۔ڈی۔او واپڈا کی جدہ محترمہ ہیں(۸)

حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک شمس پورہ میں ہوا اوراپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون

## حواشی

۱ مکتوب شیخ صلاح الدین احمد بنام مولف مورخہ ۱۶/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء از شمس پورہ ضلع جہلم

۲ ذکر حبیب، صفحہ ۳۰

۳ ملفوظات حیدری، صفحہ ۳۵۳

۴ ایضاً، صفحہ ۱۱۷

۵ ایضاً، صفحہ ۲۲۵

۶ ایضاً، متعدد صفحات

۷ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۱۹۲

۸ مکتوب شیخ صلاح الدین احمد بنام مولف مرقومہ ۱۶/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء

marfat.com

# حضرت خان حیات اللہ خان افغان

آپ سومربع اراضی کے مالک تھے۔آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔حضرت خان حیات اللہ خان افغان رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی حضرت سیالوی قدس سرہٗ کی مریدہ تھیں۔

لنگر شریف کی گائیں ترکھانوالہ جو سیال شریف سے ۸کلومیٹر دور ہے، میں خان حیات اللہ خان افغان کی چراگاہ میں ے چرتی تھیں اور روزانہ میاں احمد الدین لانگری مرحوم دودھ کر سیال شریف لاتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ راجہ عبداللہ خان داراپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے حضور برائے اولاد دعا کی درخواست کر رہے تھے اور حضور سیالوی نے انھیں تین بیٹوں کی بشارت دی تھی۔خان صا ب کی والدہ ماجدہ بھی اتفاق سے وہاں موجود تھیں انھوں نے موقع غنیمت سمجھا اور اپنے لخت جگر کے لئے نرینہ اولاد کی التجا کی۔حضرت خواجہ سیالوی قدس سرہٗ نے درخواست منظور فرما کر بارگاہِ ایزدی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔

خان حیات اللہ کو اللہ تعالیٰ فرزند ارجمند سے نوازے گا اور اس کا نام میر عبداللہ خان تجویز فرمایا۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے وصال شریف کے بعد میر عبداللہ خان تولد ہوئے اور یہ حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کا عہد مبارک تھا۔(۱)

ایک حسینہ جمیلہ عورت جس پر علاقہ کے بڑے بڑے رؤسا عاشق اور فریفتہ تھے لیکن یہ عورت خان حیا ت اللہ خان کے بغیر کسی کو نہ چاہتی تھی۔خان صاحب بھی بہت حسین وجمیل اور نفیس مزاج کے مالک تھے۔خان موصوف نے عورت کی درخواست پر اس سے شادی کر لی۔قبل از شادی خان موصوف روزانہ سیال شریف حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ کی خدمت معلی میں حاضر ہوا کر تے تھے لیکن شادی کی وجہ سے بطور شرمساری آمد و رفت کا سلسلہ متروک ہو گیا۔

marfat.com

چند ایام کے بعد حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ نے خان حیات اللہ خان افغان کو یاد فرمایا تو درویشوں نے عرض کیا کہ خان موصوف نے شادی کر لی ہے چنانچہ آپ نے ان کو طلب فرمایا۔ جب خان حیات اللہ خان حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ خان صاحب! آپ نے یہ اچھا نہیں کیا؟

خان موصوف نے اپنے پیرزادے کی خوشنودی کے لئے گھر جا کر اسی وقت اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اس نے بہت منت سماجت کی اور بڑے بڑے امراء کو ٹھکرا دینے کا واقعہ بھی بیان کیا لیکن خان موصوف نے فرمایا۔

جانِ من! جتنا سونا چاندی اور مال و دولت تو چاہتی ہے، لے جا سکتی ہے لیکن میں اپنے پیر زادے کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ نے لنگر شریف کی ایک خادمہ جو خان موصوف کی ہم قوم تھی، بڑی سادہ اور شریف و پارسا عورت تھی، سے عقد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے بطن سے ایک حسین و جمیل بچہ میر عبداللہ خان کی صورت میں عطا فرمایا۔ اس طرح حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی دعا پوری ہوئی۔

خان حیات اللہ خان افغان رحمۃ اللہ علیہ بہت نیک آدمی تھے۔ نماز، روزہ اور تہجد کے پابند تھے۔ اوراد و وظائف بھی پڑھتے تھے۔ اپنے شیخ طریقت کے عاشق صادق تھے۔

حضرت میر عبداللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک صاحب، میاں محمد نواز شریف سابق وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت میں سفیر رہے۔ (۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذات قدسی صفات مصدر حسنات آں سالک مالک طریقت عارف حقائق حقیقت مکرمی معظمی جناب حضرت مولوی صاحب!

بعد از تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم معروض راعیاں باد الحمدللہ علیٰ کل حال۔ مژدہ صحاح مزاج وہاج ہر وقت مسئول عنایت نامہ الطاف شامہ آں یگانہ زمانہ مشتمل بر استفسار کیفیت مقدمہ خاکسار

marfat.com

اشرف اصدار فرمود۔ سرفراز وممتاز نمود۔ عالیجاہا بر عنایت ہاء متکاثرہ واعطاف ہا متوافرہ آن قدوۃ الابرار این خاکسار بس شکر گزار است۔ مگر بتقدیر پروردگار کسے را بار نیست اول بہ محکمہ سوفٹ صاحب مقدمہ دائر بود صاحب موصوف تحقیقات مرسول نمود۔ رپورٹ بر خلاف بندہ نوشتہ بمحکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر فرستادہ است۔ پس صاحب بہادر بندہ را طلب کردہ۔ ہنوز پیش نشدہ غالباً ۲۳ ماہ اگست ۱۹۰۴ء بندہ بمحکمہ صاحب بہادر پیش خواہد شد۔ صورت نہایت اندیشہ ناک و پُر خطر است۔ براہ بندہ نوازی بحق خاکسار دعا دلی فرمایند کہ او سبحانہ تعالیٰ ازیں حادثہ مخلص بخشد۔ موقع امداد است۔ زیادہ بجز نیاز چہ عرض دارد۔ واجب بود عرض کردن آئندہ مالک اند۔

بخلص مکرمی مولوی محمد چراغ صاحب تسلیم ومیاں حافظ راجہ صاحب تسلیم

بندہ حیات اللہ خان پٹھان

از مقام ترکھانوالہ

۱۳ اگست ۱۹۰۴ء

## حواشی

۱ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۱۳۸

۲ راوی حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہٗ، حضرت حاجی صاحبزادہ محمد رب نواز سیالوی مدظلہٗ

۳ مکتوب خان حیات اللہ خان بنام خواجہ محمد امین چکوڑوی

marfat.com

# حضرت ملک فتح شیر خان ٹوانہ

ملک فتح خان ٹوانہ شہید المعروف موتیاں والا متوفی ۱۸۴۸ـ۴۹ء کی حکومت دریائے جہلم سے بنوں تک کے علاقے پر مشتمل تھی یعنی تعلقہ مٹھ ٹوانہ، تعلقہ خوشاب، کچھی، شیخوال، کچھی میانوالی، عیسیٰ خیل، لکی مروت اور بنوں وغیرہ، سکھوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ سکھ حکومت میں اٹھارہ ہزاری کے منصب پر فائز تھے۔

ملک فتح ٹوانہ شہید المعروف موتیاں والا کے پانچ فرزند تھے، جن میں سے ملک فتح شیر خان ٹوانہ فرزند اکبر نے ممتاز حیثیت حاصل کی۔ ان کا نسب نامہ درج ذیل ہے۔

ملک میر عالی خان

ملک میر احمد خان

ملک الٰہ داد خان

ملک شیر خان

ملک خان محمد خان

ملک احمد یار خان — ملک خدا یار خان

ملک فتح خان ٹوانہ موتیاں والا — ملک قادر بخش

ملک فتح شیر خان ٹوانہ آف مٹھ ٹوانہ — ملک شیر محمد خان ٹوانہ آف مٹھ ٹوانہ (۱)

marfat.com

ملک فتح شیر خان ٹوانہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کا مرید تھا۔ اپنے خاندان کا بڑا سردار مانا جاتا تھا۔ ملک فتح شیر خان ٹوانہ اور ملک شیر محمد خان ٹوانہ کی آپس میں سخت دشمنی تھی۔

ملک فتح شیر خان ٹوانہ کو اپنے شیخ طریقت سے غایت درجہ محبت اور عقیدت تھی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ بھی ان کے حال پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔

مولف فحات المحبوب کا بیان ہے۔

کئی بار یہ واقعہ پیش آیا کہ ملک فتح شیر خان ٹوانہ نے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے حضور عرضی روانہ کی کہ ملک شیر محمد خان ٹوانہ نے جو میرا برادری کا شریک ہے، انگریز گورنر کی آمد پر بڑے تحفے اور بڑا اسباب جمع کیا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ اتنا اسباب میں مہیا نہیں کر سکتا۔ اس کی عرضی کے آنے پر خواجہ شمس العارفین دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے اور انگریز گورنر عنان کسی اور طرف موڑ لیتا تھا پھر فتح شیر خان ٹوانہ وہ تمام اسباب سیال شریف روانہ کر دیتا تھا۔ (۲)

ملک فتح شیر خان ٹوانہ بدمذہبوں سے سخت نفرت رکھتا تھا۔ نماز، روزہ اور تہجد کا پابند تھا۔ شریعت مطہرہ کی پاسداری کا خیال رکھتا تھا۔ لنگر کے مویشی خدمت کے لئے اپنے پاس رکھتا تھا۔

انوار شمسیہ میں ملک فتح شیر خان ٹوانہ کا ذکر ملتا ہے۔ (۳)

ملک فتح شیر خان ٹوانہ کا ایک ہی بیٹا نواب ملک محمد شیر خان ٹوانہ چیف آف ٹوانہ جن کی سات ضلعوں شاہ پور، جہلم، گجرات، راولپنڈی، میانوالی اور جھنگ رؤسا میں سے پراونشل دربار میں پہلی کرسی تھی اور شاہ پور میں درجہ اول آنریری مجسٹریٹ نواب محمد شیر خان ٹوانہ، نواب سر اللہ بخش ٹوانہ اور نواب سر عمر حیات خان ٹوانہ تھے۔ نواب محمد شیر خان ٹوانہ، مٹھہ ٹوانہ، میاں ظفر علی مٹھہ کھوہ ضلع میانوالی کے مرید تھے۔ (۴) ملک فتح شیر خان ٹوانہ ۱۸۹۲ء میں فوت ہوئے۔

marfat.com

## حواشی

۱ مولوی غلام رسول مہر: جنرل سر عمر حیات خان ٹوانہ کے سوانح حیات اور ان کی خاندانی تاریخ کا پس منظر مطبوعہ پاکستان

ٹائمز پریس، لاہور، ۱۹۶۵ء، صفحہ ۸۶، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۵۶

۲ ملفوظاتِ حیدری، صفحہ ۲۳۰

۳ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۱۱۰

۴ مکتوب رب نواز ٹوانہ بنام مولف مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۹۴ء، از ہموکہ ضلع خوشاب

۵ وکیل انجم: سیاست کے فرعون مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور ۱۹۹۲ء، صفحہ ۳۳۰

marfat.com

# حضرت ملک شیر محمد خان ٹوانہ

حضرت ملک شیر محمد خان ٹوانہ کی بیعت بھی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔ جب ملک فتح شیر خان ٹوانہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے تو ملک شیر محمد خان ٹوانہ نے سیال شریف آمد و رفت کم کر دی۔

حضرت صاحبزادہ الحاج محمد رب نواز سیالوی مدظلہٗ کا بیان ہے۔

مٹھ ٹوانہ کا رئیس نواب ملک شیر محمد خان ٹوانہ حضرت خواجہ سیالوی کا مرید تھا۔ بڑا سخی اور نیک مرد تھا۔ اپنے برابر کسی کو نہیں بٹھاتا تھا۔ ہر ماہ گیارہویں شریف کی محفل منعقد کرتا تھا۔ بعد ازاں اس کی برادری کا شریک ملک فتح شیر خان ٹوانہ جو ملک فتح خان ٹوانہ المعروف موتیاں والا کا لختِ جگر تھا، حضور سیالوی کا مرید ہوا تو ملک شیر محمد خان ٹوانہ نے سیال شریف آمد و رفت میں کمی کر دی۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ نے ملک شیر محمد خان ٹوانہ کی شان میں یہ نظم لکھی ہے

امیرے کبیرے سخی با وقار ۔۔۔ کہ ہے مدح خیر الوریٰ اُس کا کار
فدا ہے رسولِ نبی پاک پر ۔۔۔ انھیں کی ثنا کا رکھے ہے شعار
فضائلِ صحابہ ہے وردِ زباں ۔۔۔ خصوصاً کرامات ہر چار یار
کرے اہلِ بیت اور اماموں پہ نیز ۔۔۔ ہمہ روح وتن بامحبت نثار
وہ ہے غوث اعظم پہ ہردم فدا ۔۔۔ کہ امداد کرتے ہیں لیل ونہار
مطیع وسلامی ہے نعمان کا ۔۔۔ جو ہیں شرع میں عالم نامدار
ہراک اہلِ دیں سے رکھے اتحاد ۔۔۔ بتکریم وتعظیم و با انکسار
نظیر اس کی اس ملک پنجاب میں ۔۔۔ نہیں آدمی کوئی عالی تبار
وہ حامی ہے دین متیں کا بدل ۔۔۔ وہ خادم شریعت کا ہے پائدار

marfat.com

عبادت میں مشغول رہتا مدام تلاوت میں مصروف باکرد کار
مخالف نبی کو رکھے دور دور ہمیشہ کرے اس سے بس کا زار
روا فض خوارج سے بیزار ہے وہابی کا سر پھوڑے ہے مار مار
رہے ہرزہ گو یوں ہے از بس نفور کلام اس کا ہے گوہر شاہوار
وہ شیر محمد بہادر شہیر ہے میدان ہمت کا وہ شہسوار
رہیں اس کے احباب آرام میں عدو اس کا ہووے ہمیشہ خوار

ملک شیر محمد خان ٹوانہ،مٹھہ ٹوانہ میں ہر سال سرور کائنات ﷺ کا عرس مبارک منایا کرتے تھے،جس میں علماء کرام کا اجتماع ہوتا تھا۔(۱)

## حواشی

غلام قادر بھیروی،مولانا،عقائد الاخبار فی فضائل الائمۃ الاطہار مطبوعہ در مطبع دار الخلافہ،لاہور ۱۳۰۲ھ،صفحہ ۲،۳

marfat.com

# حضرت سردار ملک جہان خان گھیبہ

آپ کے جدامجد ریاست راجپوتانہ سے نقل مکانی کر کے علاقہ پنڈی گھیب میں آباد ہوئے۔ سردار ملک جہان خان گھیبہ راجپوت جوڑرہ تھے۔ ان کے اسلاف میں ایک بزرگ گھیو تھے، جن کی اولاد گھیبہ کہلائی۔

آپ دراز قد اور نہایت خوبصورت تھے۔ چہرے پر داڑھی سنت کے مطابق تھی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور انتہائی مخلص انسان تھے۔ عوام کی خدمت آپ کا شعار تھا۔ اپنی ذاتی زمین میں ۱۹۰۱ء میں کھنڈہ میں ایک سول بنوایا۔ اب وہ اپ گریڈ ہو کر ہائر سکنڈری سکول ہو گیا ہے اور علاقہ کے لاکھوں طلباء مستفید ہو رہے ہیں۔

سردار ملک جہان خان گھیبہ کی چچی صاحبہ ساکن موضع سوہال تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک جائداد کا قبضہ آپ کو کسی صورت دینے پر آمادہ نہ تھی۔ جائیداد بہت زیادہ تھی۔

سردار جہان خان گھیبہ کے مخالفین سردار شیر جنگ آف کامل پور، سردار محمد علی خان اور ملک اعتبار خان رئیس اعظم کھنڈہ آپ کی چچی کی بھرپور مدد کر رہے تھے۔ سردار ملک جہان خان گھیبہ کے برٹش گورنمنٹ سے نہایت اچھے تعلقات تھے۔ اس بناء پر مذکورہ سرداران ان سے خائف رہتے تھے۔

اسی عالم میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ نے سردار ملک جہان خان گھیبہ کو خواب میں شرف دیدار بخشا۔ صبح اپنے ایک ملازم کی معیت میں عازم سیال شریف ہوئے۔ غالباً بوقت ظہر سیال شریف پہنچے تو جس حالت میں حضور خواجہ سیالوی قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا تھا بعینہٖ وہی نقشہ نظر آیا۔ شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ حضور سیالوی نے ارشاد فرمایا۔ نمازِ ظہر ادا کریں بعد ازاں بات چیت ہو گی۔ نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد سردار ملک جہان خان گھیبہ نے اپنی ساری کہانی حضور سیالوی کے گوش گزار کی۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ نے دعا فرمائی اور اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ

marfat.com

سردار ملک جہان خان گھیبہ کے تمام معاملات حسب دلخواہ پورے ہوئے۔ ساری عمر حضرت سیالوی کے جانثار اور مخلص مرید رہے۔

سردار ملک جہان خان گھیبہ کا وصال ۱۹۴۰ء میں ہوا۔ کھنڈہ میں مدفون ہیں۔

سردار ملک جہان خان گھیبہ حضرت خواجہ سیالوی سے بیحد عقیدت اور محبت رکھتے تھے اور پیر سیال پیر سیال ورد زبان رہتا تھا۔

آپ کے ایک پوتے ملک صفدر علی خان چک نمبر ۴۷ جنوبی ڈاک خانہ چک نمبر ۴۶ جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا میں اپنے مربعوں میں مقیم ہیں۔ (۱)

## حواشی

۱ فراہم کردہ ملک صفدر علی خان مدظلہ

marfat.com

# حضرت سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ

گھیبہ خاندان میں جائداد کے دو حصے بڑے بھائی اور ایک حصہ چھوٹے بھائی کو ملتا تھا۔ ملک شاہنواز خان گھیبہ نے اپنے برادر کلاں ملک سمندر خان سے مطالبہ کیا کہ یہ ناانصافی ہے، ایک باپ کی اولاد ہیں وراثت برابر تقسیم ہونی چاہئے۔ الغرض یہ معاملہ مقدمہ بازی تک پہنچا اور کافی طویل ہو گیا۔

سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ سردار ملک جہان خان گھیبہ کی معیت میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے لئے گھوڑوں پر سوار ہو کر سیال شریف روانہ ہوئے۔ راستے میں سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ نے سردار ملک جہان خان گھیبہ سے کہا کہ میں نے کبھی نماز ادا نہیں کی اور قرآن مجید بھی پڑھا ہوا نہیں ہوں، دیکھتے ہیں کہ آپ کے مرشد کریم اس بارے میں مجھ سے استفسار کرتے ہیں اور جس مقصد کے لئے سیال شریف حاضر ہو رہے ہیں، اس بارے میں بھی کوئی سوال کرتے ہیں یا نہیں؟

جب دونوں سیال شریف پہنچے اور قدمبوسی کی سعادت سے مشرف ہوئے تو حضرت خواجہ سیالوی نے سردار ملک شاہنواز خان گھیبہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ شاہنواز! وضو کرو، نماز باجماعت کا وقت ہو گیا ہے لہٰذا نماز ادا کریں۔

دوسرے روز نماز فجر کے بعد حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ نے اپنے ایک درویش کو حکم دیا کہ شاہ نواز خان کو قرآن مجید شروع کراؤ۔ چند یوم کے بعد حضرت سیالوی نے فرمایا۔

شاہ نواز! تم لاہور فرنگی کی کچہری میں اپیل کرو۔ انھوں نے عرض کیا۔ حضور! میرے پاس اتنی رقم نہیں کہ میں اپیل داخل کروں۔

حضرت سیالوی نے فرمایا۔ لنگر سے رقم لے جاؤ چنانچہ لاہور اپیل کر دی۔ مقدمہ چلتا رہا۔ فیصلہ سے دو دن قبل سردار ملک شاہنواز خان گھیبہ لاہور تشریف لے گئے۔ داتا دربار حاضری دی۔

marfat.com

جب دربار شریف سے باہر آ رہے تھے تو سیڑھیوں پر ایک مجذوب ملا۔ آپ نے دعا کیلئے عرض کیا تو مجذوب نے نہایت سخت لہجہ میں کہا۔

''باپ ایک ہوتا ہے، دو نہیں''۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ نے رسول کریم ﷺ کی کچہری میں تیرے لئے دعا کی تھی۔ کل فرنگی پگڑی کے دو حصے برابر کر دے گا۔ وہی ہوا۔ کچہری نے دونوں بھائیوں کو برابر جائیداد کا حقدار ٹھہرایا۔

بعد ازاں سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ اپنے مرشد کریم کے اس قدر گرویدہ ہوئے کہ مستقل سیال شریف قیام فرمایا۔ ۱۹۳۰ء میں وفات پائی اور وصیت کے مطابق گورستان داداباغ میں دفن ہوئے۔ سردار ملک شاہنواز خان گھیبہ وہ معروف شخصیت ہیں۔ جنھوں نے سردار فتح خان آف کوٹ فتح خان کو موضع نور پور تحصیل پنڈی گھیب کے مقام پر شکست دی تھی، جب کہ سردار فتح خان کا لشکر ہاتھیوں اور گھوڑوں پر مشتمل تھا۔ سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ کے پاس مختصر آدمی تھے اور اس وقت ۱۴ برس عمر تھی۔

سردار فتح خان کی ریاست کوٹ فتح خان ۸۴ گاؤں پر مشتمل تھی اور وہ موضع نور پور پر بھی قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ کے اس کارنامہ اور دلیری پر مقامی زبان میں گانے بن گئے اور آج بھی وہاں شادی بیاہ کے موقع پر گائے جاتے ہیں۔

سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ کے ایک پوتے ملک محمد اکبر خان ہوئے ہیں جو علاقہ کی ایک نامور شخصیت تھے۔ سردار ملک شاہنواز خان گھیبہ کے ایک پڑپوتے سردار ملک محمد سرفراز خان ۱۹۷۲ء میں اٹک سے صوبائی اسمبلی اور بعد میں ۱۹۸۰ء میں قومی اسمبلی کے رکن رہے۔ آج کل ان کے دوسرے پڑپوتے ملک محمد سلیم خان کھنڈہ میں مقیم ہیں۔ (۱)

## حواشی

مکتوب ملک محمد سلیم خان بنام مولف مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۹۶ء از کھنڈہ ضلع اٹک

marfat.com

# حضرت راجہ عبداللہ خان داراپوری

راجہ عبداللہ خان داراپوری رحمۃ اللہ علیہ داراپور تحصیل جہلم کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔اپنے شیخ طریقت سے بہت عقیدت تھی۔لنگر کے خدمت گزار تھے۔

ملفوظات حیدری میں حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری قدس سرہٗ کی زبانی تحریر ہے۔

ہمارے حضرت صاحب (خواجہ شمس العارفین) رحمۃ اللہ علیہ کی جس قدر خدمت اس نے کی تھی، اتنی کم کسی نے کی ہوگی۔سیال شریف میں بنگلے بنوائے، عجیب باغ لگوایا۔ ہر سال دس بارہ مانی غلہ لنگر شریف کی نذر کیا کرتا تھا۔سرائے کی عمارت شروع کرائی۔خرچ کے لئے یہاں آیا۔ساہوکار نے اسے قرض نہ دیا۔سراسیمہ ہوکر دوروز ہماری مسجد میں پڑا رہا آخر بیوی کے زیورات گروی رکھے اور روپے لے کر سرائے کی عمارت مکمل کرائی۔(۱)

راجہ عبداللہ خان داراپوری مرحوم حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے تھے۔حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے عطا کردہ وظائف ادا کرتے تھے۔

مرآۃ العاشقین میں ہے۔

حاجی عبداللہ خان داراپوری کی طرف روئے سخن کرتے ہوئے فرمایا۔وظائف بھی پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا تھا، پڑھتا ہوں لیکن قرآن کی منزل چھوٹ جاتی ہے۔

فرمایا۔خشک حاجی نہ بنو، قرآن پاک کی منزل بھی پڑھا کرو کیونکہ تم اشغال واذکار کے بغیر محض حج کی بدولت منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکو گے۔(۲)

حج سے فراغت کے بعد آپ استنبول تشریف لے گئے تھے اور کفار روس سے جہاد کا سلطان ترکی سے پروانہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔مرآۃ العاشقین میں ہے۔سلطان روم کے جہاد کا ذکر چھڑا۔اسی اثنا میں راجہ عبداللہ خان داراپوری حاضر ہوا، جو جنگ کے لئے استنبول گیا ہوا تھا

marfat.com

خواجہ شمس العارفین نے سلطان روم کے حالات دریافت کئے۔ راجہ صاحب نے عرض کیا کہ سلطان روم کے قوانین سخت گیر تھے لیکن کچھ عرصے سے بعض سر برآوردہ امراء نے روس کے بادشاہ سے سازش پیدا کی ہے، اسی وجہ سے سلطانِ روم کے قوانین کمزور پڑ گئے۔

آپ نے فرمایا۔ یہ عجیب مسلمان ہے کہ عیسائی قوم تو ہندوستان سے سلطان روم کی امداد کرتی ہے اس کے اپنے مسلمان امراء اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

بعدازاں دریافت فرمایا کہ شہر استنبول کا طول و عرض کتنا ہے اور اس کے باشندے دینداری میں کیسے ہیں؟ راجہ صاحب نے عرض کیا۔ شہر استنبول تقریباً بیس کوس لمبا اور پندرہ کوس چوڑا ہے اور وہاں کے مرد و عورتیں دن رات احکام شریعہ کی بجا آوری میں مشغول ہیں اور اپنے بچوں کو جنگی تربیت دیتے ہیں تاکہ جنگ کے وقت کام آئیں اور جب جہاد کا وقت آئے تو غیر فوجی بھی اپنی اپنی ملازمت سے نام کٹوا کر فی سبیل اللہ جہاد کریں۔ استنبول میں مسجدیں بھی بے شمار ہیں۔ جامع مسجد سب سے بڑی ہے۔ اس میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کی بیک وقت گنجائش ہے۔ اب سے کچھ وقت پہلے یہ مسجد عیسائیوں کی عبادت گاہ تھی، جب اس شہر پر مسلمانوں کا تسلط ہوا تو انھوں نے اسے جامع مسجد قرار دیا۔ (۳)

نفحات المحبوب کا مولف رقمطراز ہے۔

استنبول کے بادشاہ کے عدل وانصاف کی بات ہو رہی تھی۔ عبداللہ خان مرحوم وہاں گیا تھا۔ اس کی روایت کے مطابق حضرت محبوب سبحانی نے بیان فرمایا کہ بادشاہ کا قانون اس طرح ہے کہ جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لئے باہر آتا ہے تو اس کی فوج تخت گاہ والے مکان سے لے کر جامع مسجد تک بادشاہ کے رستہ کی دونوں طرف صف بستہ کھڑی ہو جاتی ہے۔ ان صفوں کے پیچھے دادخواہوں کی قطاریں ہوتی ہیں جن کے ہاتھوں میں لکھی ہوئی عرضیاں ہوتی ہیں۔ ان کے پیچھے زیارت کرنے والوں کی قطاریں ہوتی ہیں الغرض زیارت کرنے والی اس قدر مخلوق ہوتی ہے کہ بادشاہ کے رستہ پر گھروں کی چھتیں اور صحن پُر ہوتے ہیں اور کھڑا ہونے کے لئے فی مرد دس روپیہ کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ بادشاہ کے ہمراہ دو سوار دائیں بائیں ہوتے ہیں جن کے ہاتھ میں ایک ایک صندوقچہ ہوتا ہے اور دائیں بائیں سے عرضیاں لے کر صندوقچوں میں ڈال لی جاتی ہیں۔

marfat.com

بادشاہ اپنے خاص مقام پر جا کر ان سے صندوقچے نے لیتا ہے اور اندر جا کر تمام عرضیاں خود پڑھتا ہے اور مدعی لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ مقررہ دن کو گواہوں کے ہمراہ حاضر ہوں جو مقدمہ شاہی قاضیوں کی رائے کے مطابق اس قابل ہوتا ہے کہ اس کے لئے شریعت کا حکم حاصل کیا جائے تو مذکورہ بالا سواروں کے ہاتھ قاضی اسلام کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ اس مقدمہ کی منظوری یا منسوخی کا دارومدار قاضی اسلام کے فیصلہ پر ہوتا ہے یعنی ہر معاملہ میں شریعت کا حکم غالب ہوتا ہے اگر عدل وانصاف کے سلسلہ میں بادشاہ سے قصور سرزد ہوتا ہے تو شریعت کے حکم کے مطابق تنزل کر دیا جاتا ہے اور ان میں سے کسی اور کو بادشاہ بنا دیا جاتا ہے۔ نئے بادشاہ کو بھی امور شریعت کے متعلق تنبیہ کی جاتی ہے اور اس سے عہد لیا جاتا ہے کہ حکم شریعت کا ترک واقع ہوا تو تنزل لازمی ہوگا۔

حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ وہاں اسلام کی اسقدر عزت ہے کہ بادشاہ کو بھی قصور کے کفارہ کے طور پر تنزل کر دیا جاتا ہے اور کفارہ لے کر اسے پھر شاہی منصب دے دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بادشاہ شریعت کا اسقدر پابند ہے کہ ملک کو ملکِ خدا اور حکم صرف خدا کا حکم جانتا ہے۔

عبداللہ خان کی روایت کے مطابق آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ سات ہزار حاجیوں نے بادشاہ سے عرض کی کہ ہمیں اسلحہ دو، ہم اور کچھ نہیں چاہتے۔ ہم لشکر اسلام کی مدد کے لئے کفار روس سے غزا کریں گے۔

عبداللہ خان نے بتایا کہ وہ بھی ان حاجیوں میں شامل تھا۔ بادشاہ نے جواب دیا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہزاروں غریب لوگوں کو ملک کے طمع میں قتل کرادوں۔ ملک خدا کا ہے، چاہے تو مجھے دے دے اور اگر چاہے تو روس کو دے دے۔ میں راضی ہوں۔ یہ جواب دے کر اس نے غازیوں کی درخواست نامنظور کر دی۔ بعض تو ادھر ادھر بکھر گئے اور بعض ہتھیاروں کے بغیر میدان جنگ میں چلے گئے۔

عبداللہ خان فوج کے افسر پاشا کے پاس گیا اور ہتھیار مانگے۔ اس کی بغل میں قرآن شریف اور وظائف دیکھ کر پاشا نے کہا کہ آپ مکان میں بیٹھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے

marfat.com

رہیں اور خداوند تعالیٰ سے اسلامی لشکر کی فتح اور نصرت کے لئے دعا مانگتے رہیں۔

عبداللہ خان نے بتایا کہ پاشا دونوں وقت مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھاتا تھا۔ میدان جنگ استنبول سے شمال کی طرف دو سو کوس کے فاصلہ پر تھا۔ کچھ وقت تو عبداللہ خان وہاں رہا لیکن پھر اجازت لے کر واپس چلا آیا۔ (۴)

نفحات المحبوب میں ہے۔

حضرت خواجہ شمس العارفین کے وصال کے بعد اسے سجادہ نشین صاحب کے ساتھ بڑا رسوخ حاصل ہو گیا اور چھوٹے صاحبزادہ صاحب کے دل میں یہ ظن پیدا ہوا کہ لازم ہمارے درمیان فتنہ کا سبب یہ شخص بنا ہے، اس لئے وہ اس سے بے زار ہو گئے۔ بڑا روپایا پیٹا اور تین سو روپے نذرانہ بھی پیش کیا لیکن ان کا شک زائل نہ ہوا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ چھوٹے صاحبزادہ صاحب اس کی طرف خط بھیجا کرتے تھے تو لکھی ہوئی سطروں پر لکیر کھینچ دیا کرتے تھے گویا رنجش کا اظہار کر دیا کرتے تھے۔ آخر اس شخص کی موت اس حال میں ہوئی کہ سفر میں مرا۔ چار آنے اسقاط کے نہ دیئے گئے، ویرانے میں دفن ہوا، کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کی قبر کہاں ہے تاکہ کوئی فاتحہ بھی پڑھ دے۔ (۵)

حضرت حاجی عبداللہ خان داراپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کی لیکن عرصہ دراز تک اس کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ آخر مائی بانو کی وساطت سے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے اولاد کے لئے دعا کرائی اور اسی سال اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا و برکت سے فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ (٦)

حضرت الحاج راجہ عبداللہ خان داراپوری کے حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری قدس سرہٗ سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ آپ کی خدمت میں جلالپور شریف حاضر ہوتے تھے۔

آپ کے ایک بھائی ملک زمان مہدی خان مرحوم رئیس داراپور، جو آنریری مجسٹریٹ اور خان بہادر بھی تھے۔ اعتقادات میں نہایت راسخ، تعظیم و تکریم میں نہایت مستعد، رضائے شیخ

marfat.com

کے طالب ، درباری کرسی نشین اور رشوت سے نفرت کرنے والے تھے، حضرت محبوب سبحانی جلالپوری قدس سرۂ کے مخلص مرید تھے۔ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۱۱ھ کو فوت ہوئے۔ نواب غالب مہدی خان مرحوم ڈپٹی کمشنر آپ کے فرزند گرامی تھے۔ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری قدس سرۂ ملک زمان مہدی خان داراپوری کی تعریف کرتے تھے۔

ملفوظات حیدری میں لکھا ہے۔

حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ راجہ زمان مہدی بڑا جوانمرد تھا۔ انگریز نے اس سے اور اس سکھ سے اس فیصلہ کے متعلق رائے پوچھی جو اس کے ساتھ عدالت میں بیٹھا تھا۔ اس نے اس سکھ کے خلاف رائے لکھی حالانکہ سکھ مذکور ہر معاملہ میں اس سے متفق ہوتا تھا اور لحاظ کرتا تھا۔ اس سکھ نے کہا کہ کیا میرا لحاظ نہیں کرتے؟

راجہ زمان مہدی خان نے کہا۔ آپ کا لحاظ دنیاوی معاملات میں ہوتا ہے اور یہ اسلام کا معاملہ ہے، اس میں لحاظ نہیں کرتا۔

انگریز نے کہا۔ گائے کے ذبح کرنے کی جگہ مقرر ہونی چاہئے۔ ہم نے کہا کہ یہ تسلیم نہ کرنا کہ کوئی خاص دکان مقرر ہو کیونکہ پھر پابند ہو جاؤ گے بلکہ اس بات کو عام رکھنا چاہئے۔ ہر طرف جو کوئی چاہئے، ذبح کرے۔ حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا۔ اس روز سے ہندوؤں کا شور قدرے ٹھنڈا پڑ گیا ہے ورنہ ہر وقت شرارت کرتے تھے۔(۷)

ملک زمان مہدی خان داراپوری نے انگریز کے روبرو ہندوؤں کو گالیاں دیں۔ اس نے کہا۔ گائے کو ذبح کرنے کی ممانعت کہاں سے آئی ہے؟ انگریز نے کہا کوئی ممانعت نہیں جو چاہے ذبح کرے(۸)

## حواشی

۱ ملفوظات حیدری، صفحہ ۸۶ — ۲ مرآۃ العاشقین، صفحہ ۹۰

۳ مرآۃ العاشقین، صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹ — ۴ ملفوظات حیدری، صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸

۵ ایضاً صفحہ ۸۶ — ۶ انوار شمسیہ، صفحہ ۱۲۳

۷ ملفوظات حیدری، صفحہ ۱۶۲ — ۸ ایضاً صفحہ ۱۶۲

marfat.com

# حضرت ملک شیر خان بندیال

آپ بندیال کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مخلص مرید تھے۔

حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری مدظلہٗ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

ملک شیر خان مرحوم، بندیال کے رئیس اعظم تھے اور حضرت کے نیاز مند بھی۔ رؤساء کی طرح یہ بھی کتوں کے بہت شوقین تھے۔ اعلیٰ نسل کے کتے پال رکھے تھے اور سفر میں بھی انھیں اپنے ساتھ رکھا کرتے۔ ایک دفعہ اپنے مرشد کی زیارت کرنے سیال شریف حاضر ہوئے۔ کتوں کو حویلی میں باندھ دیا۔ شام کی اذان ہوگئی تھی۔ اس لئے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں چلے آئے۔ ایک پستہ کتا چپکے چپکے پیچھے آگیا۔ انھیں اس کی خبر نہ ہوئی۔ کتا جوتوں کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ حضرت سیالوی رضی اللہ عنہ فرض باجماعت ادا کر کے مسجد سے اپنی عبادت گاہ کی طرف جانے لگے۔ ایک خادم ہمراہ تھا۔ جب باہر نکلے اور پستہ کتا بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرت نے اپنے خادم کو حکم دیا۔ ملک شیر خان آیا ہے، یہ کتا اسی کا معلوم ہوتا ہے۔ تم یہاں ٹھہرو، اس کی حفاظت کرو مبادا عبداللہ سبز پوش اسے مارے۔ ملک کو اپنے کتے بڑے پیارے ہیں (عبداللہ ایک درویش تھا جو آستانہ عالیہ پر کسی کتے کو آنے نہیں دیتا تھا جو کتا اس کے ہتھے چڑھ جاتا تو اس کی خوب پٹائی کرتا) ملک شیر خان کہتا ہے کہ میں نے حضرت کا یہ ارشاد سنا تو مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا۔ دوڑ کر آیا اور اس درویش سے کہا کہ تم حضرت کے ساتھ جاؤ میں اب اس کی رکھوالی کرلوں گا۔ ملک صاحب لوگوں کو اپنے مرشد کا یہ واقعہ سناتے اور آب دیدہ ہو جاتے۔ حضرت نے مجھے ڈانٹا نہیں، ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ میرے پاس خاطر کے لئے اس کی حفاظت کا اہتمام فرمایا۔ وہ کہا کرتے اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو آپ کو ضرور ملتی۔ اس کے بعد انہیں کتوں سے اس قدر نفرت ہوگئی کہ انھیں رکھنا ہی چھوڑ دیا۔ (۱)

**حواشی:** ۱ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، جنوری ۱۹۸۰ء، صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸

marfat.com

# سرداران ڈلہہ چکوال

سرداران ڈلہہ، چکوال حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مخلص مرید تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱ سردار اللہ یار خان۔

۲ سردار فتح خان۔

۳ سردار غلام محمد خان۔

تینوں حقیقی برادر تھے۔

۴ سردار اللہ یار خان المعروف ڈھکی والے۔

سردار اللہ یار خان کے فرزند گرامی سردار محمد خان (عنکیا) کی زبانی ایک واقعہ صاحبزادہ سید منظور الحق شاہ ہمدانی مدظلہ علاول شریف نے سنا تھا، جو درج ذیل ہے۔

ایک واقعہ جو میں نے خود سردار اللہ یار خان کے لڑکے سردار محمد خان (عنکیا) کی زبانی سنا تھا تحریر کیا جاتا ہے۔

ایک دوسرے سردار اللہ یار خان ڈھکی والے بھی تھے۔ ان کی بیعت بھی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔ دونوں حضرات تہجد گزار اور صوم وصلوٰۃ کے سخت پابند تھے۔ ایک دفعہ سردار اللہ یار خان کی گھوڑی جو اصطبل میں بندھی ہوئی تھی، اسے جھڑی آ گئی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ نے سردار اللہ یار خان کو جو رات کو سویا ہوا تھا، آ کر بیدار کیا اور فرمایا۔

سردار اللہ یار! تم سوئے ہوئے ہو اور تمہاری گھوڑی جھڑی کی وجہ سے تڑپ رہی ہے۔

سردار اللہ یار خان نے بیدار ہوتے ہی گھوڑی کو دیکھا اور واقعی وہ تڑپ رہی تھی۔

دوسرے سردار اللہ یار خان ڈھکی والوں کا بیان ہے کہ میں تہجد کے لئے مسجد میں آ رہا تھا کہ راستے

marfat.com

میں میں نے اچانک حضرت خواجہ شمس العارفین کو دیکھا۔ میں نے قدمبوسی کی اور عرض کیا۔ حضور آپ اس وقت کیسے تشریف لائے؟

حضرت خواجہ سیالوی نے ارشاد فرمایا۔ اللہ یار خان کی گھوڑی کو جھڑی آئی ہوئی تھی، وہ نادان سویا ہوا تھا، میں نے اسے بیدار کیا ہے۔

جب سردار اللہ یار خان حسب معمول تہجد کے لئے مسجد میں پہنچے تو سردار اللہ یار خان ڈھکی والے سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج ایک نئی اور عجیب بات میں تمہیں بتاتا ہوں۔

سردار اللہ یار خان ڈھکی والوں نے کہا۔ حضور خواجہ شمس العارفین سیالوی مجھے ملے ہیں اور بتایا ہے کہ تمہاری گھوڑی کو جھڑی آئی ہوئی تھی، حضرت نے تمہیں بیدار کیا۔ (۱)

## حواشی

مکتوب حضرت صاحبزادہ سید منظور الحق شاہ ہمدانی بنام مولف مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۹۵ء از منڈے ضلع چکوال

marfat.com

# حضرت میاں محمد قریشی صابووال

حضرت میاں محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ صابووال ضلع سرگودہا کے باشندے تھے۔ ان کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔ اپنے شیخ کریم کے عاشق صادق تھے۔

حضرت میاں محمد قریشی کے فرزندگرامی حضرت میاں محمد حیات قریشی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے مخلص مرید تھے۔ لنگر شریف کے خدمت گار تھے۔

میاں محمد حیات قریشی مرتاض اور عبادت گزار تھے۔ صوم وصلوٰۃ، تہجد اور وظائف کے پابند تھے۔ اپنے مرشد خانہ کے انتہائی وفادار اور عاشق تھے۔ (۱)

میاں محمد شفیع (م۔ش) اپنے کالم میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اب جب سرگودہا کے قریشیوں کا ذکر آیا ہے تو یہ بھی سنتے چلئے کہ قریشیوں کے لیڈر نواب محمد حیات قریشی ایک بہت راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ ان کا پیر صاحب گولڑہ شریف سے خاص الخاص تعلق تھا۔ وہ باعمل مسلمان تھے۔ پابند صوم وصلوٰۃ تھے ایک بہت بڑی اسٹیٹ (رادھن) کے واحد مالک تھے۔ بہت مخیّر آدمی تھے۔

ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ انگریز کے حامی ہونے کے باوجود وہ مسلم لیگ کے اولین حامیوں میں سے تھے۔ اس کی وجہ سے ان کی ساری اولاد جو تین بیٹوں پر مشتمل تھی، دل وجان سے حامی تھی۔ (۲)

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ انگریز نومسلم جلال الدین برنٹن کئی ماہ تک نواب محمد حیات قریشی کے دولت خانے پر مقیم رہے۔ نواب محمد حیات قریشی یہ سمجھتے تھے کہ یہ ایک نومسلم کی پذیرائی ہی نہیں بلکہ ایک انگریز حاکم کی عزت داری بھی ہے۔ (۳)

ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ میں عرس مبارک سیال شریف کی ایک خبر چھپی، جس میں انگریز

marfat.com

نومسلم جلال الدین برنٹن نے حاضری دی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مورخہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ جون ۱۹۳۲ء بمقام سیال شریف اعلیٰ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نور اللہ مرقدہٗ کا عرس مبارک منعقد ہوا جس میں حسب معمول علماء و مشائخ و دیندار رؤساء وعوام الناس کا بے نظیر دینی اجتماع ہوا۔ مشہور نومسلم لارڈ سر جمیز آف برنٹن سر جلال الدین بھی حاضر ہوئے اور صداقت اسلام پر ان کی زبردست تقریر ہوئی۔ (۴)

نواب میاں محمد حیات قریشی رحمۃ اللہ علیہ حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ کے نہایت معتمد تھے۔

حضرت امیر حزب اللہ خواجہ سید محمد فضل شاہ جلالپوری قدس سرہٗ کی تحریک پر حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے عرس مبارک سیال شریف منعقدہ ۲۴ رصفر المظفر ۱۳۶۷ھ مطابق ۷ رجنوری ۱۹۴۸ء جمعیۃ المشائخ کا قیام عمل میں آیا تو آپ کو خازن چنا گیا۔ (۵)

روایت ہے کہ کسی نے حضرت گولڑوی قدس سرہٗ سے سوال کیا تھا کہ حضور کو اپنے اراتمندوں میں سے کون زیادہ عزیز ہے تو فرمایا کہ محمد حیات اچھا لگتا ہے۔ (۶)

صاحب مہر منیر لکھتے ہیں۔

دنیوی ترقی کے ساتھ ساتھ دینداری میں وہ مقام حاصل کیا کہ بقول شخصے خدائے تعالیٰ نے چاہا تو بروز حشر امرائے زمان میں سے بطور مثال پیش کئے جاسکتے ہیں۔ (۷)

میاں محمد شفیع (م۔ش) مرحوم ومغفور لکھتے ہیں۔

چنانچہ جب ۱۹۳۷ء کے عام انتخابات میں نواب محمد حیات قریشی اپنے مدمقابل نواب سر خدا بخش ٹوانہ سے بوجوہ ہار گئے تو اس شکست کے باوجود نواب محمد حیات قریشی کو پبلک سروس کمیشن کا پنجاب کی نمائندگی کے لئے رکن نامزد کر دیا گیا۔ اس طرح اقتدار کی جنگ میں قریشیوں کی عزت رہ گئی۔ (۸)

حضرت الحاج صاحبزادہ محمد رب نواز سیالوی مدظلہٗ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا۔

۱۹۵۶ء میں حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ خان سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مثانہ کے غدود کا آپریشن

marfat.com

میو ہسپتال لاہور میں ڈاکٹر امیر الدین سرجن نے کیا۔ ایک روز ڈاکٹر عبدالحمید ملک سکن سپیشلسٹ ساکن راجڑ ضلع خوشاب حال مقیم گلبرگ لاہور عیادت کے لئے تشریف لائے۔ انھوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ جن ایام میں میں گورنمنٹ کالج لاہور میں زیرِ تعلیم تھا تو اکثر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ علامہ اقبال کی خدمت میں حاضری کا موقع ملتا رہتا تھا۔ تعارف کے دوران میں نے اپنا گاؤں راجڑ ضلع شاہ پور بتایا تو اس ضلع کے سیال شریف سے نسبت و تعلق کے باعث علامہ اقبال نے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف کی اور ان کی دینی وروحانی خدمات کو سراہا۔

حضرت الحاج صاحبزادہ محمد رب نواز سیالوی کا بیان ہے کہ میں نے اقبالیات میں جب یہ شعر پڑھا ؎

اے خوشا منعم کہ چوں درویش زیست
ہمچنیں عصرے خدا اندیش زیست

تو میں نے بہت خیال دوڑایا کہ موجودہ زمانہ میں اس شعر کا مصداق کون ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اقبال مرحوم کی شاعری بھی مشاہداتی اور تجرباتی ہے۔ بہت سوچ بچار کے بعد ذہن میں نواب محمد حیات صاحب مرحوم کا نام آیا کیونکہ اس شعر کا صحیح مصداق نواب صاحب مرحوم ہی تھے، ان میں یہ خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ آخر میں نے نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی مرحوم سے استفسار کیا تو انھوں نے کہا۔ جن دنوں والد ماجد ایم ایل اے تھے جب کبھی لاہور تشریف لے جاتے تھے تو علامہ اقبال مرحوم سے ضرور ملاقات کیا کرتے تھے۔

نواب میاں محمد حیات قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے۔

۱ نوابزادہ غلام محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ
۲ نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی رحمۃ اللہ علیہ
۳ نوابزادہ میاں محمد سعید قریشی مرحوم

نوابزادہ غلام محمد قریشی جسے ان کے دوست اور ملنے والے جی ایم کے نام سے پکارتے

marfat.com

تھے، ایک انتہائی مخلص لیکن خاموش مسلم لیگی کارکن اس وقت تھا جب کہ مسلم لیگ کا نام لینے پر زبان کٹتی تھی۔ یہ وہ دور تھا کہ جبکہ سرگودہا کے قریشی نواب محمد حیات قریشی کی زیر قیادت مکمل طور پر مسلم لیگ کے پرچم بردار بن چکے تھے۔ بھیرہ کے پراچے اور جہان آباد کے ٹوانے ان کے حلیف بن کر کرنل سر خضر حیات خان کے خلاف میدان میں اتر چکے تھے۔ ۱۹۴۶ء کے تاریخی انتخابات میں ممتاز محمد خان ٹوانہ نے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر اپنے کزن ملک سر خضر حیات ٹوانہ کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یہ کوئی معمولی فیصلہ نہیں تھا اور نہ یہ عام انتخابات کی بات تھی۔ (۹)

اس نازک دور میں سرگودہا کے شہریوں نے یونی نسٹ پارٹی کے خلاف اور مسلم لیگ کی حمایت میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ سیال شریف کے نہایت پاکیزہ سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کھل کر مسلم لیگ کی حمایت کی۔ انھوں نے تھل کے گاؤں گاؤں پہنچ کر مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ نوابزادہ غلام محمد جو اس وقت خوبصورت نوجوان تھا مسلم لیگ کی تحریک میں اپنی تمام طاقتوں اور رعنائیوں کے ساتھ شریک تھا۔ یہ نوجوان اسلامیہ کالج کے طالب علموں کا سرگودہا میں استقبال کرتا۔ ان کی رہائش وطعام کے جملہ انتظامات حسن وخوبی سے انجام دیتا اور انتخابی مہم کے سلسلے میں علاقے کے معزز لوگوں کے متعلق انھیں اطلاعات فراہم کرتا اور عملی طور پر ان کی ہر قسم کی مدد کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتا۔ (۱۰)

نوابزادہ محمد ذاکر قریشی جو ایک پابند صوم وصلوٰۃ انسان تھے۔ وہ بزرگان دین کی قبروں پر باقاعدہ حاضری دیا کرتے تھے۔ وہ جب تک سیاست میں حصہ لیتے رہے انھوں نے مسلم لیگ کا کبھی ساتھ نہ چھوڑا۔ (۱۱)

الغرض اقوام کلیار، لالی، لاٹی، بھٹی، راجپوت، اعوان، نھوکہ، بھچر، ٹوانہ، کھوکھر، سپرا، سیال، بلوچ، ہنجرا، گوندل، سید، قریشی اور پٹھان وغیرہم کے رؤساء اور امراء سیال شریف کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے۔ (۱۲)

marfat.com

## حواشی

۱ راوی حضرت حاجی رب نواز سیالوی، سیال شریف ضلع سرگودہا

۲ روزنامہ نوائے وقت لاہور (جمعہ میگزین)، ۲۸ر مئی ۱۹۹۳ء صفحہ ۷

۳ ایضاً صفحہ ۷

۴ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، جولائی ۱۹۳۲ء، صفحہ ۴۸

۵ امیر حزب اللہ مطبوعہ نقوش پریس، لاہور ۱۹۶۵ء، صفحہ ۴۴۷

۶ مہر منیر، صفحہ ۲۹۸

۷ ایضاً صفحہ ۲۹۸

۸ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۸ر مئی ۱۹۹۳ء، صفحہ ۷

۹ م۔ش کی ڈائری مطبوعہ در روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۲

۱۰ ایضاً صفحہ ۲

۱۱ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۸ر مئی ۱۹۹۳ء، صفحہ ۷

۱۲ راوی حضرت حاجی رب نواز سیالوی مدظلہ العالی، سیال شریف

marfat.com

# حضرت خواجہ سید محمد الف شاہ ہمدانی

## ولادت

آپ موضع نارنگ ضلع چکوال، پنجاب میں ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء کو پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام نامی حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی امام بی المعروف مائی فقیرنی دختر حضرت سید بہادر شاہ تھا۔ آپ حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی کے فرزند کلاں تھے۔ آپ کے برادر حضرت سید غلام حیدر شاہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور اسی طرح آپ کی چھوٹی ہمشیرہ غلام فاطمہ بھی بچپن میں انتقال فرما گئی تھیں۔

جب آپ بچپن میں سخت بیمار ہو گئے تو حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی نے نذر مانی کہ اے اللہ! میرے بیٹے کو صحت کاملہ عطا فرما، میں تیرے نام پر مسجد تعمیر کراؤں گا اور حج بیت اللہ شریف بھی ادا کروں گا۔

چنانچہ حضرت سید محمد الف شاہ ہمدانی کی شفایابی پر آپ نے مسجد تعمیر کروائی اور حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی۔ ایک سال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور دوسرا حج ادا کر کے واپس تشریف لائے۔

فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے اشکبار آنکھوں سے روضہ اقدس پر حاضری دی تو میں نے روضہ مقدسہ کے اندر اپنے شیخ کریم حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کو دیکھا۔ مدینہ طیبہ میں آپ کے ہاتھ پر کئی لوگوں نے بیعت کی۔ آپ کے وصال شریف کے بعد یہ عرب نارگ پہنچے لیکن آپ اس وقت انتقال مکان کے ساتھ ساتھ انتقال زمان بھی فرما چکے تھے۔(۱)

## تعلیم

آپ نے قرآن مجید ناظرہ اور فارسی کی ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ بعد ازاں صرف ونحو، فقہ، تفسیر اور حدیث شریف کی کتب حضرت مولانا احمد الدین چکوالی رحمۃ اللہ

marfat.com

علیہ اور حضرت مولانا غلام نبی چاولی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ حضرت مولانا احمد الدین چکوالی نے جالیوالی مسجد چکوال اور حضرت مولانا غلام نبی چاولی نے کرسال شریف میں مسند تدریس بچھا رکھی تھی۔ یہ دونوں بزرگ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے۔ کتب تصوف حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدس سرہٗ سے پڑھیں۔

## بیعت

آپ نے اشرف الاولیاء ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔ حضرت اشرف الاولیاء آپ پر بے حد مہربانی فرمایا کرتے تھے۔

بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد عثمان غنی چاولی لکھتے ہیں۔

خواجہ آباد شریف کے حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی کی پہلی شادی سے ایک صاحبزادے پیر محمد الف شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جو حضور ثانی سیالوی سے بیعت تھے۔ (۲)

## شیخ سے عقیدت

آپ کو اپنے شیخ کامل سے بہت پیار تھا۔ اپنے والد ماجد کے ہمراہ اپنے شیخ کریم کی خدمت میں حاضری معمول تھی۔

## اخلاق

آپ عالم باعمل تھے۔ اسم ذات کا ورد ہر وقت زبان پر جاری رہتا تھا۔ اسم ذات میں اسقدر مستغرق ہو جاتے کہ ماسوا کی خبر تک نہ ہوتی۔ آپ عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے۔ ایک دفعہ ایک محفل میں کسی نے کہا۔ حضرت، آپ تو دین و دنیا کے بادشاہ ہیں۔ آپ نے جواباً فارسی کا یہ شعر پڑھ کر اسے خاموش کر دیا۔

گر بمیرم با ایمان ہمسر نمن سلطان کس
ورنہ بہتر سگ زمن ایں سخن گویم راست بس

آپ ایک درویش صفت انسان تھے۔ ساری عمر درویشی میں بسر کی۔ آپ شریعت مطہرہ

marfat.com

کے سخت پابند تھے۔ اکثر اوقات اپنے خاندان کے افراد کو صوم و صلوٰۃ کی پابندی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ مرض تنفس کے باوجود تہجد باقاعدگی سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ بڑے مستجاب الدعوات اور ریاض تھے۔

## لباس وخوراک

سادہ لباس اور سادہ خوراک آپ کی زندگی کا معمول رہا۔ آپ سر پر تاڑ کی ٹوپی اور ململ کی دستار باندھا کرتے تھے۔ کھدر کا کرتا اور کھدر کی تہبند استعمال فرماتے تھے۔

## حلیہ

شاہ سوار، جسیم اور قد آور تھے۔ (۳)

آپ کا قد دراز تھا، جسم دبلا کشادہ پیشانی، بینی دراز، آنکھیں خوبصورت اور موٹی اور سڈول چہرہ تھا۔

## شادی اور اولاد

حضرت خواجہ سید محمد الف شاہ ہمدانی قدس سرہٗ نے تین شادیاں کیں تھیں۔

پہلی شادی سونابی دختر داون شاہ سے ہوئی، جن کے بطن سے تین فرزند ہوئے۔

۱ حضرت سید غلام مصطفیٰ شاہ ہمدانی

۲ حضرت سید غلام حیدر شاہ ہمدانی

۳ حضرت سید زین العابدین شاہ ہمدانی

دوسری شادی ڈھوک لڑی نزد دعلاؤل سے قاضی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم خواجہ فقیر احمد میروی کی ہمشیرہ دنابی بنت قائم دین سے ہوئی، جن کے بطن سے ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئے۔

۱ حضرت سید غلام مرتضیٰ شاہ ہمدانی

marfat.com

۲ حضرت سیدہ زینب بی ہمدانی

تیسری شادی موہڑہ نجی لال تحصیل وضلع راولپنڈی سے فرمان بی سے ہوئی، جن کے بطن سے ایک صاحبزادی صالح خاتون پیدا ہوئی۔

حضرت سید غلام مرتضیٰ شاہ ہمدانی کے فرزندار جمند جناب صاحبزادہ سید منظور الحق شاہ ہمدانی مدظلہٗ عالم وفاضل ہیں۔ دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے سند یافتہ ہیں۔ اخلاق عمدہ کے مالک ہیں۔ شیریں گفتار اور مہمان نواز ہیں۔ متشرع بزرگ ہیں۔ آجکل گورنمنٹ ہائی سکول منڈے، ضلع چکوال میں او۔ ٹی ٹیچر ہیں۔

## وصال شریف

ایک دفعہ آپ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔ اے اللہ! میرے یوم وصال کو حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی کے یوم وصال کے ساتھ ملا دے۔ دعا مستجاب ہوئی۔

چنانچہ ۲۸ محرم الحرام کو حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی قدس سرہٗ کے عرس پاک میں شامل ہوئے۔ بعد از دوپہر آپ کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی۔ رات سخت بخار ہوا۔ صبح صادق کے وقت ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۵۳ء بروز پنجشنبہ اپنی جان جاں آفرین کے سپرد کر کے والحقنا بالصالحین کے زمرہ میں داخل ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ط

## جنازہ

آپ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت خواجہ احمد میروی قدس سرہٗ کے خلیفہ صادق حضرت مولانا احمد نور چاولی رحمۃ اللہ علیہ سے وعدہ لیا تھا کہ اگر میرا انتقال ہوگیا تو میری نمازِ جنازہ آپ نے پڑھانا ہوگی۔ حضرت مولانا احمد نور چاولی نے فرمایا۔ شاہ صاحب، اگر میں پہلے چل بسا تو؟ آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب مجھے کچھ ایسا ہی نظر آ رہا ہے۔

چنانچہ سخت علالت کے باوجود حضرت مولانا احمد نور چاولی سوار ہو کر تشریف لائے اور آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

marfat.com

حضرت مولانا محمد عثمان غنی چاولی کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت سید الف شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ میرے چچا مولانا احمد نور چاولی خلیفہ مجاز خواجہ احمد میروی نے پڑھایا تھا۔ان کی ایک ہمشیرہ طالع بی جو نا کتخدا اور مجذوبہ تھیں، کا جنازہ فقیر نے پڑھایا تھا۔(۴)

## مدفن

آپ کا مزار شریف علاؤل شریف ضلع چکوال کے قدیمی قبرستان میں ہے۔

## شاعری

آپ پنجابی اور فارسی میں اکثر شعر بھی کہتے تھے۔آپ کے اشعار میں حمد باری تعالیٰ، نعتِ رسول مقبول ﷺ، مدح صحابہ کرام واہل بیت اطہار اور منقبتِ اولیاء کرام کی جھلک نظر آتی ہے۔

## خطاطی

فن خطاطی میں بھی آپ کا ایک اعلیٰ مقام تھا۔

کلمہ طیبہ کو خوشخط اور اس طریقہ سے تحریر فرمایا کرتے اگر اسے سامنے سے پڑھا جائے تو کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** نظر آتا ہے اور اگر اس کی سمت کو تبدیل کر دیا جائے تو علی ولی اللہ برائے ہر مرض دار الشفاء نظر آتا ہے۔

کلمہ طیبہ کو لکھتے وقت آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔(۵)

## حواشی

۱ مکتوب حضرت صاحبزادہ سید منظور الحق شاہ ہمدانی بنام مولف مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۹۵ء از منڈے ضلع چکوال۔

۲ مکتوب علامہ محمد عثمان غنی بنام مولف مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۹۱ء از چکوال۔

marfat.com

۳ ایضاً۔ ۴ ایضاً۔
۵ انٹرویو حضرت صاحبزادہ سید محمد منظور الحق شاہ ہمدانی مورخہ ۲۵ رجون ۱۹۹۵ء۔

# ﴿حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروزپوری﴾

## خاندان اور ولادت

حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروزپوری رحمۃ اللہ علیہ مغل خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے پردادا حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ جید عالم اور کامل واکمل درویش تھے۔ آپ کے دو بھائی بھی تھے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱ میاں بہاؤالدین

۲ میاں سجاول

حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروزپوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے۔

میاں محمد شہاب الدین بن میاں مہتاب الدین بن بابا نقو بن میاں محمد بخش ۔آپ صاحب جائداد تھے۔ آپ کی ولادت پنڈی بلوچاں ضلع فیروزپور، ریاست فریدکوٹ (انڈیا) میں تخمیناً ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔

## معظم آباد شریف حاضری اور بیعت

آپ کی معظم آباد شریف حاضری اور بیعت سے مشرف ہونے کا واقعہ صاحب ہوالمعظم کی زبانی سماعت کیجئے۔

میاں صاحب مبالغے کی حد تک پابند شرع تھے۔ فرائض اور واجبات کا ذکر ہی کیا، سنت غیر مؤکدہ اور مستحب کو بھی فرائض کے برابر واجب التعمیل سمجھتے تھے۔ جس طرح آگ اور تلوار کسی کا لحاظ نہیں کرتے، اسی طرح امورِ شرع میں میاں صاحب کی طبیعت کسی رو رعایت،

marfat.com

نرمی یا رخصت کی قائل نہ تھی۔ اسی وجہ سے ان کی ذات میں ہر کسی سے شک رہنے لگا تھا۔ شریعت کے معاملے میں وہ ہر کسی سے بدگمان رہتے تھے کہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی خلاف شرع حرکت، بشری تقاضے یا سماجی مجبوریوں کے تحت ہو ہی جائے گی۔ لہٰذا وہ ہر کسی کے ساتھ عقیدت واحترام تادیر نبھا نہیں سکتے تھے۔ اس کے باوجود انہیں یہ تشنگی بھی محسوس ہوتی رہتی تھی کہ پیر طریقت کے بغیر انسان مکمل بھی نہیں بن سکتا۔

اب مسئلہ پیر کے انتخاب کا تھا۔ جس بزرگ کا چرچا سنتے۔ وہیں چلے جاتے لیکن مستحب، سنت غیر مؤکدہ وغیرہ کی محض قضاء دیکھ کر متنفر ہو جاتے تھے۔ پیر کے ایک ایک لمحے پر نگرانی رکھتے تھے اور بدقسمتی سے کوئی نہ کوئی فروگذاشت نظر آ ہی جاتی۔ لہٰذا بے عقیدہ ہو کر پلٹ جاتے تھے لیکن یہی میاں شہاب الدین اتنی شکی طبیعت اور زود گریز مزاج کے باوجود بالآخر حضرت معظم آبادی کے حضور پہنچ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مطمئن ہو کر پابند بیعت ہو گئے۔

من کہ در ہیچ مقامے نزدم خیمۂ عشق

پیش تورخت بیفگندم وسر بنہادم

حضرت خواجہ محمد معظم الدین رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اولیاء اللہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی ولایت اور قطبیت کی یہی ایک سند کافی ہے کہ میاں شہاب الدین صاحب نے آپ سے بیعت کر لی ہے اور میاں صاحب سے نباہ پل صراط پر چلنے سے کم نہیں! میاں صاحب کی شکی طبیعت کی دور دور تک شہرت تھی اور مشائخ جب سنتے کہ وہ ارادۂ بیعت سے ہمارے پاس آ رہے ہیں تو گھبرا جاتے[۲]

## معظم آباد شریف مستقل قیام اور عطائے خلافت

مشرف بہ بیعت ہونے کے بعد حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ نے معظم آباد شریف میں مستقل اقامت اختیار کر لی اور اپنے شیخ کامل و اکمل کی حیات پاک میں شب و روز آپ کی معیت میں رہے اور ہر آئندہ لمحے پہلے سے زیادہ مطمئن ہوتے گئے۔ شیخ طریقت کی زیر نگرانی سلوک کی منازل طے کیں اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت کی وفات کے بعد پانچ سال تک مزار شریف کی خدمت کرتے رہے[۳]

marfat.com

آپ لنگر کی خدمت میں مشغول رہے اور روضہ شریف کی تعمیر میں بھی بھرپور حصہ لیا۔

## مُراجعت وطن

معظم آباد شریف سے آخریہ شیر بیشہ توحید و تجرید ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں اپنے آبائی گاؤں پنڈی بلوچاں تشریف لے گئے اور وہاں تعلیم و تدریس اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ میاں صاحب کو اپنے علاقہ میں بہت وقار اور مرتبہ حاصل تھا۔ وہ خود بیعت نہیں کرتے تھے یا اگر کرتے بھی تھے تو بہت کم۔ ان کی وجہ سے فیروز پور کے علاقہ میں خانقاہ معظمیہ کے متوسلین میں خاصا اضافہ ہوا۔ خواجہ آباد ٹوانہ میں آپ کے ایک مُرید علی محمد شیمبہ (دھوبی) کا علم ہوا ہے

## حُلیہ اور لباس

آپ کا قد درمیانہ اور رنگ گورا تھا۔ چادر اور کرتا کھادی کا زیب تن کرتے تھے۔ سر پر دستار مع ٹوپی باندھتے تھے۔ کندھے پر رومال رکھتے تھے ۵

آپ عابد شب زندہ دار تھے۔ طبیعت میں انتہا درجے کی تیزی بھی تھی اور ایک بے مثل سکون اور ضبط و احتیاط بھی! کسی میں خلاف شرع ذراسی بات بھی دیکھتے تو خدائی کوتوال کی طرح فوراً تنبیہ کے تازیانے چُست اور فریق ثانی کی طبیعت درست کر دیتے تھے لیکن معاملات طریقت میں اپنے احوال و مقامات کو ہمیشہ پوشیدہ رکھتے تھے۔ کسی کو کبھی اپنے قلب و ذہن کی گہرائیوں میں جھانکنے کا موقع نہ دیتے تھے۔ نوافل و وظائف بکثرت پڑھتے تھے اور خود کو ایک آہنی مقفل قلعے کی طرح دوسروں پر ہمیشہ بند رکھتے تھے۔ میاں صاحب مبالغے کی حد تک پابند شرع تھے ۶ آپ ایک مرد کامل اور علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔

## احباب

اشرف المشائخ حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ مدفون لالہ موسیٰ کے حقیقی چچا حضرت میاں عبدالخالق فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ نیک اور صالح بزرگ تھے۔ ان سے حضرت مولانا محمد شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی دوستی تھی، جب کبھی معظم آباد شریف سے اپنے وطن

marfat.com

تشریف لے جاتے تو ان کے ہاں کھائی میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ ے

فرید کوٹ ایک سکھ ریاست تھی وہاں قربانی کرنا سخت ممنوع تھا۔ حضرت مولانا غلام قادر اشرفی نے گائے کی قربانی کی تو ان پر ریاستی قوانین کی خلاف ورزی پر مقدمہ چلایا گیا۔ مقدمہ کے دوران حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری نے ان کو حضرت سائیں کانواں والی سرکار (سائیں کرم الٰہی گجراتی) کی خدمت میں بھیجا۔ مولانا اشرفی سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سائیں جی نے ان کی پشت پر تھپکی دی اور فرمایا: ''ایک بار رہائی اور دوسری بار ریاست بدر کرنے کا حکم'' مولانا اشرفی واپس فرید کوٹ پہنچے اور مقدمہ خارج ہو گیا۔ دوسری مرتبہ عید قربان کے موقع پر قربانی کی تو ریاست سے نکل جانے کا حکم صادر ہوا چنانچہ قصور پہنچے اور کچھ وقت وہاں گزارا۔ ایک روز اخبار میں اشتہار نظر پڑا کہ اسلامیہ ہائی سکول لالہ موسیٰ میں ایک مدرس کی اسامی خالی ہے تو لالہ موسیٰ آئے۔ انٹرویو ہوا اور منتخب ہو گئے۔

بیڑہ شریف تحصیل مانسہرہ کے حضرت مولانا محمد نعمان سے بہت انس تھا۔ اکثر بیڑہ شریف آمد و رفت رہتی تھی۔ حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مرحوم ساکن درویش، ہری پور ہزارہ خاکسار مولف کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

فقیر اُس وقت موضع بیڑہ تحصیل مانسہرہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا محمد نعمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھتا تھا۔ استاد محترم گاہے بگاہے گلی باغ شریف تشریف لے جایا کرتے تھے۔ خود مرید تو مرولہ شریف ضلع سرگودہا کے کسی بزرگ سے تھے۔ وہاں سے ایک بزرگ مولانا شہاب الدین صاحب ہر سال بیڑہ تشریف لایا کرتے تھے۔ فقیر نے بھی ان کی زیارت کی ہے۔ ۹

**وجد**

ھو المعظم کے فاضل مولف لکھتے ہیں۔

حضرت میاں عبدالحمیدؒ مکان شریف، کفری ضلع خوشاب نے بیان کیا کہ میاں شہاب الدین صاحب اپنے حجرے میں بیٹھے تھے۔ میں حاضر ہوا، آپ نے دروازہ بند کر دینے کو کہا۔ میں

marfat.com

نے کنڈی لگا دی۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی بات سناؤ میں نے یہ شعر پڑھے

اس شرط پہ کھیلوں گی پیا تجھ سے میں بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ، ہاروں تو پیا تیری

میاں صاحب چارپائی پر بیٹھے تھے۔ غلبۂ اشتیاق سے بلند ہوئے۔ حجرے کی چھت کے قریب تک اچھل کر فرش پر گر پڑے، دیر تک تڑپتے رہے۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ حواس پراگندہ ہو گئے اور آپ کے قلب سے یاحی یاقیوم کی آواز زور زور سے آرہی تھی۔ دیر بعد ہوش میں آئے تو کہنے لگے یہ احوال میری زندگی میں کسی کو مت بتانا۔!۱۰

## مزاراتِ مقدسہ پر حاضری

حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین کا اجمیر شریف اور پاک پتن شریف حاضری کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ موجودہ سجادہ نشین معظم آباد شریف کا بیان ہے۔

میاں صاحب قدرے خشک مزاج زاہد تھے ایک روز درگہ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے کہ ایک ملنگ صفت آدمی زور زور سے آواز لگاتا ہے کہ "خواجہ حلوہ پوری کھلا دے"۔ میاں صاحب کے مراقبہ میں خلل آتا ہے۔ ان کی منت سماجت کی مگر وہ خواجہ غریب نواز کا ملنگ تھا، اسے کیا پروا۔ آخر میاں صاحب تنگ آ کر اٹھے، بازار گئے، حلوہ پوری خرید کر لائے اور ملنگ کے ہاتھ پر رکھا، فرمایا کھاؤ۔

ملنگ نے کہا کہ واہ خواجہ حلوہ پوری کھلایا مگر کس موذی کے ہاتھ سے۔ میاں صاحب کو ندامت ہوئی اور آئندہ کے لئے ایسے حضرات کے معاملات میں دخل اندازی سے توبہ کی!!۱۱

آپ کا پاک پتن شریف میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر حاضری معمول تھا۔ وہاں پر اپنی رہائش تیار کروائی ہوئی تھی۔ حضرت امیر السالکین پیر امیر شاہ بھیروی قدس سرہٗ بھی آپ کے ساتھ قیام فرمایا کرتے تھے۔!۱۲

## حضرت میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری کے بعض احوال و کوائف

حضرت میاں محمد شہاب الدین کے حلقہ درس میں جنات بھی شامل تھے۔ ایک جن

marfat.com

طالب علم عبدالرحیم نامی پڑھا کرتا تھا۔ ۱۳

۲ میاں صاحب اکثر اعلیٰ حضرت معظم آبادی کی خدمت میں سرکار ابد قرار ﷺ کی زیارت کی خواہش کا اظہار کرتے تھے۔ ایک روز خواجہ معظم الدین رحمۃ اللہ علیہ نے میاں صاحب کو فرمایا کہ آج میں رات گھر گزاروں گا۔ آپ میری چارپائی پر لیٹ جانا۔ میاں صاحب نے بے ادبی کا عذر کیا مگر حضرت نے حکم دیا کہ آپ نے ہر حال میں میری چارپائی پر لیٹنا ہے۔ جونہی آنکھ لگی سرکار ختم المرسلین ﷺ نے کرم فرمایا۔ استعداد کمزور تھی، مطالبہ زیادہ تھا۔ چارپائی سے اچھل کر نیچے گر گئے۔ کافی وقت تڑپتے رہے، کچھ دیر بعد آرام آیا۔ پھر پوری زندگی یہ مطالبہ نہ کیا۔ ۱۴

۳ قادیانی معرکہ لاہور میں معظم آباد شریف کے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ نے شرکت فرمائی۔ ۱۵

## شادی اور اولاد

آپ کے برادران آپ کو معظم آباد شریف سے اپنے وطن مالوف پنڈی بلوچاں ضلع فیروز پور لے گئے اور اپنی برادری میں ایک عفیفہ عورت سے شادی کرائی اور ایک بچی تولد ہوئی۔ ۱۶

## دورِ قرب وصال

آپ عمر شریف کے آخری دور میں اپنے گاؤں کے قبرستان میں رہنے لگے تھے۔ وہاں کا نمبردار ایک مرتبہ حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرے والد صاحب بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں اور وہ سامنے ان کا مزار ہے۔ آپ مہربانی فرما کر پتہ کر دیں کہ وہ کس حال میں ہے؟ میاں صاحب نے معذرت کی بلکہ صاف مکر ہی گئے کہ میرے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں، میں قبر کے احوال کیسے جان سکوں گا: نمبردار نے قرآن پاک آپ کی جھولی میں اور سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور اتنی منت سماجت کی کہ میاں صاحب نے تنگ آ کر کہا: کل آ کر پتہ کر جانا۔

اگلے روز نمبردار آیا تو میاں صاحب نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص میرے احوال سے واقف ہو لیکن تم نے مجھے اتنا تنگ کیا کہ میں بے اصولی پر مجبور ہو گیا۔ ساتھ ہی میں نے خدا سے موت

marfat.com

مانگ لی ہے کہ اب اس کے بعد زندہ رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے، وہ کہتا ہے اور تو سب معاملہ ٹھیک ہے لیکن فلاں شہر کے فلاں زمیندار سے میں نے گھوڑی خریدی تھی، اس کے اتنے پیسے ادا کر دیے تھے اور اتنے باقی رہ گئے تھے۔ اس بقائے کی وجہ سے پکڑ ہوتی رہتی ہے۔ اگر وہ رقم میرے وارث ادا کر کے معافی مانگ لیں تو عذاب سے بچ جاؤں گا۔

نمبردار اسی وقت اس شخص کے گھر گیا پتہ چلا کہ وہ خود فوت ہو چکا ہے اور اس کا لڑکا موجود ہے۔ نمبردار نے لڑکے سے واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ نے تمہارے باپ سے کیا کچھ لینا ہے؟ میں والدہ سے پوچھ کرتا ہوں۔ والدہ نے کاغذ کا ایک ٹکڑا لڑکے کو دیا کہ اس پر بقایا لکھا ہوا ہے چنانچہ وہ رقم ٹھیک اتنی ہی تھی جتنی میاں صاحب نے بتائی تھی نمبردار نے بقایا ادا کر کے بہت معافی مانگی اور واپس چلا آیا۔ ۱۷

## وصال شریف

اس واقعہ کے بعد ہی آپ نے وصال فرمایا، تاریخ وصال ۲۹ رشوال المکرم ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۳۴ء بروز سہ شنبہ ہے۔

شرمِ رسوائی سے جا چھپنا نقاب خاک میں
ختم ہے الفت کی تجھ پر پردہ داری ہائے ہائے

## مدفن

آپ کا مرقد انور پنڈی بلوچاں ضلع فیروز پور، انڈیا کے قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔ مزار پر پختہ کمرہ بنا ہوا ہے۔ ۱۹ ایک سکھ آپ کی قبر شریف کا مجاور ہے۔ اس کا بیان ہے کہ صاحب مزار کامل و اکمل بزرگ ہیں۔ ۲۰

## قطعۂ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔اے نے راقم الحروف کی فرمائش

marfat.com

پر تاریخ وفات کہی ہے۔

آں شہاب الدین مرد نیک ذات | شُد بہ جنت از جہان بے ثبات
ہاتفِ حق گفت ''فخر کائنات''۱۲؎ | سالِ وصلش جُست چوں فیض الامیں

## عرس

قیام پاکستان سے قبل آپ کا عرس مبارک ۲۹ رشوال المکرّم کومنعقد ہوتا تھا۔اب آپ کے بھائی میاں سجاول مرحوم کے پوتے مرزا میاں غلام حیدر صاحب بن میاں دلاور بیگ مرحوم ونو ٹیانوالی چک نمبر ۳۹ تحصیل صفدر آباد ضلع شیخو پورہ میں ۲۹ رشوال المکرّم کو سالانہ ختم دلاتے ہیں

## جانشین

آپ کے جانشین حضرت مرزا میاں غلام حیدر صاحب معظم آباد شریف میں باقاعدہ حاضر ہوتے ہیں۔راقم الحروف کی ان سے ملاقات ایک عرس مبارک پر حضرت صاحبزادہ محمد معظم الحق محمودی صاحب زید عنایۃ کی وساطت سے ہوئی۔

## قطعاتِ تاریخ وصال حضرت مولانا غلام قادر اشرفی

آپ کے وصال پر حضرت صاحبزادہ سید غلام نصیر الدین نصیر گولڑوی نے کہا

قلبِ خاصاں،مطلع ماہِ تمام قادر است | عالمے سرمست و بے خود شوز جامِ قادر است
نقشبندی،سہروردی،قادری،چشتی برآں | چار سو گسترده خوانِ فیضِ عامِ قادر است
ہیچ کس را نیست پیش او مجالِ سرکشی | گردنِ اہلِ طغٰی زیرِ حسامِ قادر است
نیست کسے قدرت بہ تبیانِ قدیر | برکلام قادراں قادر کلامِ قادر است
مرحمت فرما،کرم گستر،ضیاء افگن نصیر | پیرِ پیراں عبدِ قادر برغلام قادر است

حضرت شریف احمد شرافت نوشاہی سجادہ نشین ساہن پال ضلع گجرات نے یہ تاریخ کہی

زاہد خوب مولوی زماں عاشقِ ذاتِ صاحبِ لولاک
عالم و واعظ و خطیب لبیب ہم مجاہد بشرع ، بس چالاک

marfat.com

طالبِ خاص شہِ علی حسین ہم مریدِ ضیاءِ دین بے باک
سکہ زن شد بجنت الفردوس بُرد تشریف ، زیں خطیرۂ خاک
موتِ عالِم چوں عالَم است از فراقش جہاں شدہ غمناک
چوں شرافت زسال رحلت جست گفت ہاتف غلامِ قادر پاک

۱۳۹۹ھ

## ماخذ


۱ بیان حضرت میاں غلام حیدر جانشین حضرت میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری

۲ پروفیسر صاحبزادہ غلام نظام الدین معظم آبادی ،ھوالمعظم مطبوعہ مکتبہ جدید پریس لاہور ۱۹۷۹ء، صفحہ ۲۲۱،۲۲۲

۳ ایضاً،صفحہ ۲۲۲، ۲۲۵

۴ ایضاً،صفحہ ۲۲۲، ۲۲۵

۵ روای حضرت میاں غلام حیدر، جانشین

۶ ھوالمعظم ،صفحہ ۲۲۳، ۲۲۵

۷ راوی صاحبزادہ عطاالحسن اشرفی ،اشرفی فوٹو اسٹوڈیو لالہ موسیٰ

۸ راوی ایضاً، حضرت حافظ غلام حسین سیالوی، لالہ موسیٰ

۹ مکتوب قاضی شمس الدین مرحوم بنام راقم الحروف مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۸۹ء

۱۰ ھوالمعظم ،صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶

۱۱ مکتوب گرامی حضرت خواجہ غلام حمید الدین احمد معظمی مدظلہٗ بنام راقم الحروف مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۹۹ء از معظم آباد شریف ضلع سرگودہا

۱۲ صاحبزادہ عطاالحسن اشرفی ، حافظ غلام حسین سیالوی

۱۳ ایضاً

۱۴ مکتوب گرامی حضرت سجادہ نشین معظم آباد شریف مرقومہ ۲۷ر جولائی ۱۹۹۹ء

۱۵ مہرمنیر ،صفحہ ۲۳۸


marfat.com

۱۶ راوی میاں غلام حیدر، جانشین

۱۷ ھوالمعظم، صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴

۱۸ راوی میاں غلام حیدر، جانشین، ھوالمعظم، صفحہ ۲۲۳، ۲۲۵

۱۹ ایضاً

۲۰ راوی صاحبزادہ عطاالحسن اشرفی، حافظ غلام حسین سیالوی

۲۱ مکتوب صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی بنام راقم الحروف مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۹۸ء از مونیاں شریف ضلع گجرات

marfat.com

# امیرحزب اللہ حضرت خواجہ سیّد محمد فضل شاہ جلال پوری

آپ کی ولادت باسعادت ۴/ جمادی الاوّل ۱۳۱۲ھ مطابق ۳/ نومبر ۱۸۹۴ء کو جلال پورشریف ضلع جہلم میں ہوئی۔ حضرت محبوب سبحانی خواجہ سیّد غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ بڑے خوش ہوئے۔ بشارتِ غیبی کی بنا پر محمد فضل شاہ نام تجویز ہوا۔

قرآن مجید حافظ اللہ دین ساکن چک شیر محمد سے ختم کیا۔ بیماری کے باعث حفظ نہ کر سکے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم (۱) ساکن کڑی شریف سے سکندر نامہ تک فارسی کتب صرف ونحو اور فقہ میں شرح وقایہ کا درس لیا۔ فلسفہ، ادب، عقائد، کلام اور علوم عقلیہ کی تحصیل آپ نے حضرت مولانا فیض الحسن ساکن بھیں ضلع چکوال سے کی۔ صحاح ستہ، فقہ اور باقی علوم نقلیہ دیگر اساتذہ سے پڑھے۔ اس طرح درس نظامی کی تکمیل آپ نے جلال پور شریف میں رہ کر کی۔

حضرت امیر حزب اللہ جلال پوری قدس سرہٗ کے جداعلیٰ محبوب سبحانی حضرت خواجہ سیّد غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ صرف ایک کرامت تحریر کی جاتی ہے۔

موضع نجندی ضلع چکوال کے رسالدار حیدر خان ولد محسن علی جو کہ حضرت محبوب سبحانی خواجہ سیّد غلام حیدر علی شاہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید تھے۔ اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کی فوج میں ملازم تھے، ان کے بھائی صوفی فضل احمد جو کہ اس وقت مڈل پاس کر کے پٹوار کا کورس کیا اور ملازمت اختیار نہ کی بلکہ یادالٰہی اور اپنے مرشد کریم کی غلامی میں اپنی پوری عمر گزار دی۔ رسالدار حیدر خان جو کہ صوفی فضل احمد کے حقیقی برادر تھے، خداترس، غریب پرور اور سخی آدمی تھے چونکہ اس وقت معاشی تنگی تھی۔ ہر طرف غربت کا دور دورہ تھا۔ اپنے گاؤں اور مضافات کے لوگوں کو انہوں نے فوج میں بھرتی کرایا اور کچھ چیدہ چیدہ لوگ اب بھی گاؤں میں موجود ہیں اور رسالدار صاحب کو نیک دعاؤں سے یاد کرتے ہیں۔

ان کا ایک پڑوسی غریب تھا جس کے بچے کا نام فضل دین تھا۔ اس کا قد ساڑھے چار فٹ

marfat.com

کے قریب تھا اور فوج میں بھرتی ہونے کا اہل نہ تھا۔ اس وقت رسالدار صاحب سیالکوٹ چھاؤنی میں نائب صوبیدار تھے۔ آپ نے اس کو فوج میں بھرتی کروادیا اور ساتھ ہی کہا کہ اگر بیمار ہو جاؤ تو ہسپتال علاج کے لئے نہ جانا۔ وہ بیمار ہو گیا اور ہسپتال چلا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کہ آپ کو کس نے بھرتی کروایا ہے۔ مذکور نے رسالدار حیدر خان کا نام لیا۔ ڈاکٹر آگ بگولا ہو گیا اور اس نے افسران بالا تک شکایات کیں جس کے نتیجے میں رسالدار صاحب کی پیٹی ضبط کر لی گئی اور مقدمہ شروع ہو گیا۔ آپ کے بھائی فضل احمد ہر جمعہ کو پیدل چل کر جلال پور شریف اپنے مرشد کریم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دُعا کراتے کہ میرے بھائی پر مقدمہ چل رہا ہے، دُعا فرمائیں کہ یہ مصیبت ٹل جائے۔ آپ اکثر فرماتے، صوفی صاحب فکر نہ کریں، آپ کے بھائی کو کچھ نہیں ہوگا اور یہ ریت کے رستے بنا رہے ہیں۔ نجندی سے جلال پور شریف کا فاصلہ ۵۰ کلومیٹر کے قریب ہے۔

آپ صوفی صاحب سے فرماتے کہ آپ کا بھائی ان شاء اللہ تعالیٰ رسالدار بنے گا اور اس کو جاگیر بھی ملے گی۔ صوفی صاحب اکثر محفلوں میں ذکر کرتے کہ لوگ کہتے ہیں کہ تمہارا بھائی قید ہو جائے گا لیکن میرے مرشد کریم کا فرمان ہے کہ وہ رسالدار بھی بنے گا اور جاگیر بھی ملے گی اور حضرت محبوب سبحانی جلال پوری کی کرامت سے ایسا ہی ہُوا۔ آپ کو مقدمہ سے باعزت بری کر دیا گیا اور ضلع ساہی وال میں چالیس ایکڑ زمین الاٹ ہوئی اور ایک ڈبل بیرل گن بلجیئم کی بنی ہوئی دی گئی جو تا حال رقبہ اور گن اُن کی اولاد کے پاس موجود ہے۔

صوفی فضل احمد کو اپنے مرشد کریم سے بے پناہ محبت تھی بطور مثال صرف ایک واقعہ قلمبند کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ موضع سانگ جوڑ ڈیال کے نزدیک اور نجندی سے تقریباً ۱۳ کلومیٹر شمال کی طرف واقع ہے۔ جلال پور شریف کی لنگر کی گائیں خادم لے کر آئے اور نجندی میں صوفی فضل احمد کے پاس قیام کیا۔ ان کے والد ماجد میاں محسن علی چونکہ اس وقت اس علاقے کے پٹواری تھے اور یہ گھرانہ خوشحال تھا۔ آپ کو اپنے مرشد کریم سے اس قدر عقیدت تھی کہ آپ نے گائیں کے لئے حلوہ تیار کرایا اور ان کے نیچے تلائیاں بچھائیں اور اوپر رضائیاں ڈالیں۔ ساری رات ان کی

marfat.com

ٹانگوں کو دباتے رہے کہ یہ میرے مرشد کریم کا مال مویشی ہے۔

اس حرکت پر ان کی والدہ ماجدہ نے کہا کہ تم پاگل ہو گئے ہو،اس طرح کیوں کر رہے ہو؟صوفی صاحب نے جواب دیا کہ یہ میرے مرشد کریم کی گائیں ہیں جو آج میرے گھر مہمان ہیں۔ان کی مہمان نوازی میرے لئے بہت بڑی سعادت ہے کہ مجھے ان کے مال مویشی اور اُن کے درویشوں کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہُوا ہے۔

صبح جب روانگی ہوئی تو آپ الوداع کرنے ۵کلومیٹر جو مقام (نورشاہ غازی) المعروف ''پیر کندھ'' ہے، تک ساتھ گئے اور بہت عاجزی سے معذرت چاہی اورعرض کی۔میرے مرشد کریم کے حضور عرض کرنا کہ میری حقیری خدمت قبول فرمائیں۔

یہ ہے مقام عشق

صوفی نور عالم شمس پوری لکھتے ہیں۔

ازمولوی محمد عبدالرحیم ساکن کڑی والہ استاد صاجبزادگان سلمہم الرحمٰن نقل دارم کہ گفتہ کہ من بارہابیاز مودم حضرت غریب نواز راعلم لدنی بود چہ از ہرعلمیکہ کسے سوال کردی جواب شافی وکافی شنیدی وباوجود آنکہ درظاہر بجز علم نظم وفقہ وصرف ازاستاد نخواندہ اندوجواب از ہر علم می دادند،معلوم کردیم کہ حضور راعلم لدنی است۔

حضرت محبوب سبحانی جلال پوری کے وصال شریف پر ملک محمد ٹھیکیدار جہلم مُرید خاص حضرت میاں محمد بخش جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کھڑی شریف نے درج ذیل مرثیہ رقم کیا

| | |
|---|---|
| جانم بلب رسید و جہانم خراب شُد | آں روئے ہمچو ماہ بزیرِ نقاب شد |
| آں ذوالفقارِ حیدر کرار مرتضیٰ | باآب وتاب ماندکہ باآب وتاب شد |
| آں عارفِ یگانہ و فرزندِ مصطفیٰ | آں مقتدائے ماخرِ بوتراب شد |
| تاریک شد جہاں بچشم نظر دراں | پنہاں بزیرِ خاک چوآں آفتاب شُد |
| عمر عزیز خویش بشغل عزیز داد | دریادِ حق بماندو براہ ثواب شد |
| گرئند و مے طپند مُریدان باصفا | آہ ایں چہ سوز بودکہ دلہاکباب شد |

marfat.com

شاہا رُخت چو ماہ میوشاں، ز بیدلاں | بر سالکانِ راہ ہُدیٰ سدِ باب شد
با داز حق مظفر شاہ جانشینِ تو | درشب شہاب ماند اگر ماہِ تاب شد
اے شہسوار ودائے عقبیٰ آہستہ راں | دلہائے خستگان توزیر رکاب شد
اے تشنگانِ منزل فرقت چہ سرزنید | آں چشمہءِ حیات سرا سراب شد
آہ ایں چہ ماتم است بحضرت جلال پور | لختِ جگر جناب رسالتمآب شد
درداو حسرتا و دریغا ہزار حیف | آں پیشواو پیشرو ماشتاب شد
ہر خادم و مطیع تو اندررضائے حق | ہاں منکر جناب تو زیرِ عتاب شد
سَن بود یک ہزاروسہ صدبست وشش تمام | چوں رحلت جناب بعالی جناب شد
ہَے ہَے ملک چرانہ رسیدی بخدمتش | ایں وقتِ تنگ بود کہ ختم خواب شد

حضرت محبوب سبحانی جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کثیرالفیضان بزرگ تھے آپ کے خانقاہی مرکز سے بے شمارلوگوں نے روحانی تربیت پائی، جن میں شعراء، امراء، رؤساء، علماء، دانشور، ادبا اورروحانی لوگ شامل ہیں۔آپ نے سلسلہ چشتیہ کی خوب اشاعت کی۔آپ کے خلفاء کی تعداد بھی کافی ہے۔

ڈھوک قاضیاں علاقہ تخت پڑی ضلع راولپنڈی میں آپ کے ایک نہایت مخلص اور عاشق مُریدوخلیفہ حضرت قاضی احمد حسن چشتی المعروف قاضی احمد جی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں جو بیک وقت عالم، فاضل، شاعر، صوفی باصفاء، مدرس اور مصنف تھے۔

حضرت قاضی احمد جی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی آپ کے فارسی ملفوظات نفحات المحبوب جلد اوّل شائع کرائے۔کرامات المحبوب (فارسی) اورمقامات المحبوب (فارسی) آپ کے کتب خانہ میں قلمی صورت میں محفوظ ہیں۔

صاحب نفحات المحبوب حضرت مولانا صوفی نور عالم شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالرحیم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ساکن کڑی شریف ضلع جہلم سے نقل کرتے ہیں۔

پھوار میں سے جو پیر بھائی آیا کرتے تھے،اُن میں سے حضرت محبوب سبحانی جلال پوری، قاضی احمد حسن صاحب ساکن تخت پڑی کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے اورارشاد ہوتا یہ شخص

marfat.com

دلیر اور صاحب اعتقاد ہے اور امیر خسرو کی طرح اپنے پیر کے نام پر عاشق ہے۔ صاحب مروّت ہے اور کتاب گلزار حیدری جو قاضی صاحب نے طبع کرائی تھی۔ حضرت غریب نواز قدس سرہٗ العزیز کی نظر کیمیا اثر سے گزری تھی۔ قاضی صاحب کی ہمت اور ان کے اعتقاد سے بڑے خوش ہوئے اور دعائے خیر سے یاد فرمایا۔

آپ نے ڈھوک قاضیاں میں وفات پائی اور مدفن پاک مرجع خلائق ہے۔

حضرت محبوب سبحانی جلال پوری کے وصال شریف کے بعد حضرت خواجہ سیّد محمد مظفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسند سجادگی کو رونق بخشی۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۲ھ میں جلال پور شریف ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مولوی قطب الدین ہرنپوری سے حاصل کی پھر قاضی احمد شاہ پڈھیالوی سکنہ پھڈیال ضلع چکوال اور مولوی حمید الدین سکنہ کدلٹھی (موہڑہ شریف) ضلع چکوال سے علی التواتر درسی کتب پڑھیں۔ آپ علوم ظاہری کی پورے طور پر تکمیل نہ کر سکے تھے مگر جس شخص نے آپ کی زیارت کی ہے اور آپ کی قوتِ بیانی، مدلل طریق گفتگو اور برجستہ و بامحاورہ فقرات کا استعمال کرنا سُنا ہے وہ آپ کی علمی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ اعلیٰ ترین دماغی قابلیت کے فرد تھے اور فن عمارت اور انجنیئر نگ میں آپ کو قدرتی طور پر حظ وافر حاصل تھا جس کا بیّن ثبوت لنگر شریف کی سر بفلک عمارات سے مل سکتا ہے جن کے نقشے آپ نے خود اپنے ہاتھ سے تیار کئے۔ آپ خدائی رعب و جلال کی زندہ تصویر تھے۔ طاقت جسمانی میں رستم ثانی، نہایت تنومند اور خوش جمال تھے۔ توکل و استقامت اور استغناء آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔

آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ العزیز سے تھی۔ صرف مسندِ خلافت حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہٗ سے ملی تھی۔ حضرت خواجہ سیالوی کی آپ پر نظر خاص درجہ غایت تھی اور جب کبھی حاضر ہوتے، آپ نہایت محبت اور شفقت کا برتاؤ فرماتے۔ آپ اپنے اعتقادات میں نہایت مستحکم تھے اور صاف گوئی میں تو آپ کی مثال بالکل عنقا تھی۔ سوائے ذات احکم الحاکمین کے کسی کا خوف یا ڈر آپ کے غیور اور چٹان کی طرح مضبوط طبیعت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کی وفات حسرت آیات ۲۹/ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ کو ہوئی۔ مزار شریف جلال پور شریف میں مرجع خلائق ہے۔

marfat.com

ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین کے مدیر شہیر ملک محمد الدین مرحوم نے آپ کے وصال پر درج ذیل تعزیتی اداریہ قلمبند کیا۔

## حضرت خواجہ محمد مظفر علی شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور شریف کا انتقال

آسمان راحق بود گر خوں بہ بارد برزمیں
بر وصالِ شاہ مظفر دیں امیر المؤمنیں

یہ آفتاب کشور صدق وصفا آسمان ولایت وطریقت پر تیرہویں صدی ہجری کے آخری ربع میں طلوع ہُوا۔ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ غریب نواز سیّد غلام حیدر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ آپ کی پیدائش سے بہت پہلے سیال شریف کے شمس جہانتاب کی شعاعوں سے منور ہو چکے تھے گویا آپ کو اس نور عالم افروز کا حصّہ قدرت نے پیدائشی عطا فرمایا تھا۔ آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت غریب نواز کی زندگی بڑی عسرت وتنگدستی سے بسر ہوتی تھی لیکن اس مولودِ مسعود کی ولادت کے ساتھ ہی مصیبت کے دن جاتے رہے اور آپ کی حیات کا وہ مبارک دور شروع ہو گیا جب سے فتوحات دینی ودنیوی کی کمائیت آپ کو حاصل ہوئی۔ آپ بڑے با اقبال، بانصیب اور طالع ور تھے۔ بچپن سے ہی خُدا نے ایسی فہم وفراست عطا فرمائی کہ بڑے بڑے معمّر آپ کی باتوں کو حیرت واستعجاب سے سنتے تھے ؎

بالائے سرش زہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

آپ کی تعلیم وتربیت حضرت قبلہء عالم نے اپنی نگرانی میں مختلف استادوں کی معرفت کرائی اور جلدی ہی آپ نے فارسی وعربی کی درسی کتابوں پر عبور کر لیا۔ اس زمانہ میں بھی آپ کے زہد وتقویٰ کا وہ پایہ تھا کہ بڑے بڑے مرتاض بزرگوں کو کئی کئی سال کی محنت سے وہ مرتبہ نصیب نہیں ہوتا ہے۔ سچ ہے ؎

بچہء بط اگر شبینہ بود　　　آب دریاش تا بسینہ بود

آپ نہایت وجیہہ اور شہ زور تھے۔ اعلیٰ نسل کے گھوڑے رکھنے اور سواری کا آپ کو بہت

marfat.com

شوق تھا، اسی شوق نے جوانی میں آپ کو اعلیٰ درجہ کا شہ سوار بنادیا۔ جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو حضرت صاحب غریب نواز نے آپ کو سیال شریف بیعت کے لئے بھیجا۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ یہ سیّد سپاہی مرد ہے، مَیں اس کے جلال سے ڈرتا ہوں پھر آپ نے بیعت فرمالیا اور فیوض باطنی سے مالامال کر دیا۔

حضرت قبلہء عالم کے حین حیات میں لنگر شریف کا انتظام، مہمانوں کی خدمت، خریدار ضیات، تیاری مکانات آپ کی نگرانی میں ہوتی تھی۔ لنگر کا وسیع باغ، سر بفلک مہمان خانے، عالیشان بنگلے، قابل دید زندہ یادگاریں موجود ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ بڑے عرسوں پر ہزار ہا مخلوق کا اجتماع ہوتا تھا مگر آپ کے حسن انتظام کا ایک کرشمہ تھا کہ کسی متنفس کو بھی شکایت کا موقع نہ ملتا تھا۔

۶/ جمادی الثانی ۱۳۲۶ ہجری المقدس کو حضرت قبلہ عالم سیّد حیدر علی شاہ کے وصال پر آپ سجادہ نشین ہوئے جس خوبی اور خوش اسلوبی سے آپ نے اس بار گراں کو اٹھایا اور آخر وقت تک نبھایا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ آپ بڑے فیاض، حلیم الطبع، پابند سنت، غیور اور خدا ترس تھے۔ صوم وصلوٰۃ و دیگر شعائر اسلامی کے سختی سے پابند تھے چنانچہ اب کے رمضان میں باوجودیکہ حکماء نے مرض ملحقہ میں روزے رکھنے سے قطعاً روک دیا تھا مگر جناب نے صوم کو افطار پر ترجیح دی۔ یوم وصال سے چند ایام پیشتر جناب اشتدادِ مرض کی وجہ سے نہایت نحیف ہوگئے تھے اور خود کروٹ بھی نہ بدل سکتے تھے لیکن معمولی ورد و وظائف کی تلاوت نہ چھوڑی۔ وصال سے تین دن پہلے جب خود قرأت کی طاقت نہ رہی تو راجہ عباس خان خادم خصوصی سے پڑھوا کر سن لیتے۔

وصال سے پندرہ بیس دن پہلے صاحبزادہ محمد مہر شاہ صاحب شکار کو تشریف لے جانے لگے۔ آپ اس وقت راضی تھے اور چل پھر سکتے تھے لیکن آپ نے ان کو یہ کہہ کر اجازت دینے سے انکار کر دیا کہ میرے انتقال کا وقت قریب ہے آخر ولی عہد سجادہ کی پُر زور سفارش پر آپ کو اجازت تو مل گئی لیکن جلدی خاص آدمی بھیج کر واپس بُلا لئے گئے۔ اس وقت کسی کو آپ کی ظاہری حالت سے ایسی اچانک موت کا وہم بھی نہ تھا۔

۲۹/ ربیع الثانی کو جمعرات کے دن بعد نماز ظہر آپ نے وصال فرمایا اور دوسرے دن بعد

marfat.com

ازفراغت نماز جمعہ آپ کا جنازہ پڑھایا گیا۔خلقت کا اس قدر ہجوم تھا کہ راقم نے اپنی زندگی میں اس قدر اژدہام کسی جنازہ پر پہلے نہیں دیکھا۔

حاجی فضل الدین صاحب ملک التجار ہرن پور جو ایک مخلص مُرید ہیں اور اپنے کاروبار پر جلال پور شریف سے بہت دور گنجیال اسٹیشن پر تھے۔ان کو گھر سے آپ کے وصال کی ضروری تار بھیجی گئی۔اس وقت گاڑی کا کوئی وقت نہ تھا اور آپ کا آخری زیارت کے لئے پہنچنا بالکل ناممکن تھا۔خدا کی قدرت دیکھئے کہ تھوڑی دیر بعد ہزآنرلفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب کی سپیشل ٹرین وہاں آنکلی۔اس گاڑی پر پبلک کے کسی آدمی کوسوار ہونے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن حضرت صاحب کی باطنی توجہ یہاں بھی کام کرگئی اور آپ بریک میں سوار کر لئے گئے۔اب آپ کو یہ فکر تھی کہ گاڑی نے ملکوال سے پہلے کسی جگہ ٹھہرنا نہیں تھا اور ملکوال اُتر کر تدفین سے اوّل کسی صورت پہنچ نہ سکتے تھے۔خدا کی مہربانی سے دریائے جہلم کا پل جو ہرن پور کے قریب ہے،وہ مرمت ہورہا تھا۔گاڑی کی رفتار وہاں بہت دھیمی کردی گئی۔آپ اُتر پڑے اور ہرن پور سے خاص ٹانگہ پر جو پہلے ہی تیار کھڑا تھا،سوار ہوکر عین اس وقت پہنچے جبکہ صندوق بند ہوکر پیوند زمین ہونے لگا تھا گو جنازہ پڑھا جاچکا تھا لیکن اپنے خلوص اور حضرت قبلہ کی توجہ سے آپ کو آخری دیدار سے محروم نہ رہنا پڑا۔بقول

کششے کہ عشق دارد نگذاردت بدینساں
بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد

اب آپ کے فرزند اکبر حضرت ابوالبرکات سیّد محمد فضل شاہ صاحب سلمہٗ ربہ سجادہ نشین ہوئے ہیں۔خدا آپ کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے اور آپ کے وجود باجود سے مسلمانوں کو عموماً اور برادرانِ طریقت کو خصوصاً مستفیض ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

(احقر محمد الدین ایڈیٹر صوفی)

صاحب مقامات المحبوب (فارسی) رقمطراز ہیں۔

صاحبزادہ مظفر شاہ صاحب دام برکاتہٗ کہ گنجینہ بلاغت و تمکین و در گوشہ راستے خلوت نشین است واز وقت نابالغی بسبب فراست جبلی تمامی اوزارلنگر و عمارات از سر حضرت محبوب سبحانی سبک

marfat.com

کردند و در مشورہ امورات ظاہر مدار کار تمام بدیشان مفوض شد و در پردہ امیرے سلوک راہ درویشے طے کردہ مستحق سجادہ پدرے شدہ اند۔

آپ کے وصال پر بے شمار شعرا نے قطعات تاریخ وصال رقم کئے۔ چند تاریخ وفات درج ذیل ہیں۔

## قطعہ تاریخ
## وصال حضرت خواجہ محمد مظفر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ

(نتیجہ طبع محمود حسن صاحب محمودؔ انمباڑوی تلمیذ حضرت مغمومؔ مدراسی)

جہاں سے گئے ابن حیدر علی شاہ ۔۔۔ طپاں مرغ دل ہے پریشاں ہے خلقت
خدا کرکے محمود پائے فنا تو ۔۔۔ مظفر علی آہ! لکھ سالِ رحلت
۱۳۳۵ھ

## تاریخ وفات

قطب الاقطاب جناب سید محمد مظفر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ سجادہ نشین جلالپور شریف

(از جناب سید عبدالقدوس صاحب قدسیؔ، شقدار، نیکل، مالور، کولار)

جانشین جناب حیدر شاہ ۔۔۔ آں مظفر علی شہِ اعظم
صاحبِ بخت وصاحبِ دولت ۔۔۔ بود شہزور و شہسوار اُوہم
بود پابند سُنتِ نبوی ۔۔۔ تابع حکم خالق اکرم
بود پشت و پناہِ مسکیناں ۔۔۔ بود مہماں نواز اُو ہر دم
کاشفِ سرِّ معرفت بودہ ۔۔۔ محرمِ راز خالقِ عالم
کرد بیعت زشمس عارف چوں ۔۔۔ شد درخشاں چوں نیرِ اعظم
مژدۂ وصل چوں زحق آمد ۔۔۔ شد رواں زود زود او پیہم
چوں زدُنیا سوئے جناں رفتہ ۔۔۔ شد زعالم بپا فغاں از غم
ہست مہمان سرائے عالیشان ۔۔۔ مسجد و حوض وچاہ و گلشن ہم
درمیانِ جلال پور شریف ۔۔۔ یادگارِ مظفرِ اعظم

marfat.com

بہر سالِ وصال اے قدسی — گفت رضوان بمن بیاں کردم
از برائے ہدایتِ ملکوت — شد مقامش بجنت پنجم

۱۳۳۵ھ

## ایضاً دیگر

جنابِ مخزنِ عرفاں مظفر — علی شاہ صاحب خلق و معظم
ازیں دارِفنا سوئے جناں شد — بفرمانِ خداوندِ دوعالم
بصدافسوس قدسی گفت سالش — ولی اللہ شدہ زیں دارِ غم

۱۳۳۵ھ

## ایضاً دیگر

ازیں دُنیا سوئے جنت سفر کردہ — مظفر شاہ عالی افضل و اکرم
برائے سالِ وصلش قدسیا اکنوں — ولی شدہ داخل فردوس میگفتم

۱۳۳۵ھ

## قطعاتِ وفات حضرت قبلہ مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(از نتیجۂ فکر خادم الشعراء حاجی مرزا سید محمد خاں میر منشی صدر راولپنڈی)

### قطعہ اوّل

قضا ابنِ حیدر علی شاہ نے کی — زمانہ ہُوا مائل گریہ و آہ
لکھیں معجمہ میں یہ تاریخ حاجی — چھپے ہم سے ہے ہے مظفر علی شاہ

۱۳۳۵ھ

### قطعہ ثانی (بہ صنعت عجیبہ)

کہتی یہ نکلی شاہ مظفر علی کی رُوح — خالی ہُوا جہاں فدائے رؤف سے
تاریخ پوچھی وقت نمازِ جنازہ جب — پیہم صدا یہ کان میں آئی سفوف سے
پائے ملال ورنج وبکا اشک وآہ کو — مصروف کر کے دیکھئے ہمسر حروف سے

۳۰ ۳ ۱ ۲۰ ۵

marfat.com

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۳۰ | ۳ | ۱ | ۲۰ | ۵ | ۱۳۳۵ھجری المقدس |
| ۹۰۰ | ۹ | ۱ | ۴۰۰ | ۲۵ | |

## قطعہ تاریخ وصال حضرت خواجہ محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(از ماسٹر محمد عبداللہ محسنؔ لاہوری)

چوں گُلِ باغ صفا در پردہ شُد — جستجو میکرد بلبل کُو بہ کُو
نعرہ ہامیزد کہ پُرسم از کدام — عاشق مولیٰ زدنیا رفت کُو

۱۳۳۵ھجری المقدس

حضرت امیر حزب اللہ خواجہ سیّد محمد فضل شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی کی لاتعداد شعراء نے تاریخیں تحریر کیں۔ بعض تاریخیں ہدیہ قارئین ہیں۔

## تاریخ تہنیت سجادہ نشینی

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا ابوالبرکات حضرت سیّد محمد فضل شاہ صاحب جلال پور شریف دام ظلہٗ

(از جناب سیّد عبدالقدوس صاحب قدسیؔ۔ شقدار۔ نیکل۔ مالور۔ کولار)

آں محمد فضل شاہِ باصفا — سیّدِ ما پیشوائے اصفیا
راز دان و واقفِ سرِّ خُدا — قطب عالم رہنمائے صوفیا
عارفِ حق قطب الاقطابِ زماں — تابع فرمانِ حق جل و علا
حامئِ دینِ نبی از جان و دل — ماحئِ شرک است او صبح ومسا
لحظہ لحظہ روز شب شام و پگاہ — ذکرِ حق از دل نشد ہرگز جُدا
مختصر داں ذات پاکِ آنجناب — متصف از جُملہ اوصاف علا
باوجود عز و دولت از پدر — رتبہء الفقر فخری شُد عطا
در جلالِ پور سجادہ نشیں — شد کنوں آں محرمِ سرِّ خُدا
مسندِ شاہی فقیری یکدگر — شد مزین از محمد فضل شاہ
ہر کہ آمد بردرِ فیضانِ تو — می رود از خوش حصول مُدّعا

marfat.com

یاالٰہی از طفیلِ فضل شاہ　　حاجتِ دُنیاو دینم کُن روا
سال ایں مسندنشینی کُن رقم　　جانشین شدقطب وقت اے قدسیا

۱۳۳۵ھ

ایضاً دیگر

بفضلِ خُدا فضل شاہ قطب اقطاب　　کہ اُوہست سرتاج ہرشیخ وہرشاب
گُلِ گلبنِ باغ حیدر علی شاہ　　چراغ سرائے مظفر علی شاہ
مہ آسمانِ سیادت درخشاں　　منور زنورِ حقیقت دلِ شاں
چوں شدنوزدہ سال عمر ہمایوں　　شدہ زائرِ بیت خلاق بیچوں
کہ بعدِ محمد مظفر علی شاہ　　خلافت بدوشدمقرر دل آگاہ

بگو سال مسند نشینی زیاراں
شدہ جانشیں قطب دیں اہل عرفاں

۱۳۳۵ھ

خاکسار مولف نے کسی دورِ سعید میں حضرت سیّد غلام مصطفٰی شاہ خالد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے مشاہیر کے متعلق تاثراتی خاکے قلمبند کرائے تھے۔حضرت امیر حزب اللہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کے تاثرات من وعن ہدیہء قارئین ہیں۔

آج سے چالیس سال پہلے کی بات ہے،مَیں ابھی نوجوان تھا،داڑھی مونچھ کا آغاز نہیں ہُوا تھا لیکن بیعت ہونے کا جذبہ پورے جوبن پر تھا۔فطرتاً اپنا صحیح پیرومرشد تلاش کرنے کی ہرلحہ جستجو تھی اور وسیلہ یا پیر نہ پکڑنے کو مَیں بہت بُری بات تصوّر کرتا تھا۔میری برادری کا ایک عظیم انسان سیّد غلام مرتضٰی شاہ صاحب تحصیل کہوٹہ کے بڑے مقبول عام،ہردل عزیز،انصاف پسند تحصیلدار تھے۔وہی مجھے ضلع راولپنڈی میں لانے کا باعث بنے۔اُن کا اصل وطن ضلع سیالکوٹ کا ایک معروف گاؤں گلانوالہ تھا۔میرا گاؤں بھی ان کے قریب ہی تھا۔صرف ایک میل دُور موضع دولر کے تحصیل پسرور ڈاک خانہ چھلورہ ضلع سیالکوٹ میں واقع تھا۔یہ مَیں نے اس لئے رقم کر دیا ہے کیونکہ اوّل سے لے کر سال ۱۹۸۳ء تک میری تمام سیاسی زندگی راولپنڈی سے وابستہ

marfat.com

تھی تا کہ قارئین کرام کو یہ جاننے میں آسانی ہو کہ میرا اصل وطن ضلع سیالکوٹ تھا۔ مَیں اُس زمانے میں پٹواری حلقہ کھوڑہ تعینات تھا چونکہ مَیں فطرتاً ایک صحیح العقیدہ حنفی المذہب مسلمان تھا، اس لئے مَیں اپنی چھوٹی سی عمر میں بیعت کرنے اور اصلی پیر کی تلاش میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے ہر لحہ یہی پاکیزہ خیال میرے دل میں چٹکیاں لیتا تھا کہ خداوند تعالیٰ میری رہنمائی فرمائے اور میری قلبی خواہش پوری فرمائے۔

یوں تو مَیں مشائخ عظام اور علمائے کرام کا عقیدتاً ادب واحترام کرتا تھا مگر اصل پیر کی تلاش کے جذبے نے مجھے دیوانہ بنا رکھا تھا اور مَیں ہر کسی سے یہ پوچھتا رہتا تھا کہ تمہاری بیعت کہاں ہے؟ تم کس پیر کے مُرید ہو، تم نے اپنے پیر کی کون سی کرامت دیکھی تھی؟ جس کی وجہ سے تم حلقہ ءمُریدی میں داخل ہوئے وغیرہ وغیرہ۔

ایک حسین خواب تھا جو مَیں نے دیکھا جب آنکھ کھلی تو پیر پکڑنے کا جذبہ پہلے سے سوا تھا۔ ایک رات مَیں محوِ خواب تھا، مَیں نے بچشم خود دیکھا کہ ایک سبز و شاداب گھنا جنگل ہے اور مَیں اس گھنے جنگل میں ناک ٹوئیاں مار رہا ہوں مگر گھنے جنگل میں پھنسا ہُوا ہوں، بےحد گھبرایا ہوا ہوں، پسینے میں شرابور ہوں اور خونخوار درندے دیکھ رہا ہوں مگر راستہ نہ ملنے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور خدا تعالیٰ سے رہنمائی کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خونخوار شیر میری طرف آرہا ہے۔ جب میری نظر شیر پر پڑی تو مَیں نے جان لیا کہ اب میری زندگی مشکل ہے۔ شیر جو آرہا ہے، یہ مجھے لقمۂ اجل بنالے گا اور کھا جائے گا۔ اس گھنے جنگل میں مجھے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ میری موت کا تماشہ دیکھنے والا بھی کوئی نظر نہیں آتا۔ اسی پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں شیر میرے قریب آنکلا تو میرا خون منجمد ہو گیا، مجھے چلنے کی ہمت نہ تھی تو شیر میرے سامنے آنکلا تو میری آنکھیں بند ہوگئیں اور مجھے ہانپنے یا کانپنے کی ہمت بھی نہ تھی۔ اس وقت مَیں یہ سوچ رہا تھا کہ خُدا معلوم یہ بھوکا شیر میرے جسم کے کون سے حصّے کو پہلے کھائے گا تو چند لمحات کے سکوت کے بعد جب مجھے آنکھیں کھولنے کی ہمت ہوئی تو مَیں نے بچشم خود خواب میں دیکھا کہ وہ شیر میرے بوٹ چاٹ رہا ہے۔ مجھے اس سے قبل بوٹ چاٹنے کا منظر دیکھنے کا اس لئے احساس نہ ہُوا۔ ایک تو میری آنکھیں بند تھیں، دوسرے میرے پاؤں بوٹ کے اندر محفوظ تھے اس لئے پتہ نہ

marfat.com

چلا۔

اس بھیانک منظر کے دیکھنے کے بعد بھی مجھے یہ قطعی اُمید نہ تھی کہ شیر مجھے نہیں کھائے گا؟ مگر ہُوا یوں کہ اپنی جان بچانے کے لئے مجھ میں ایسی جسارت پیدا ہوئی کہ مَیں نے شیر کے دونوں کان پکڑ لئے اور اس کی کمر پر سوار ہو گیا اور گھنے جنگل میں چل پڑا اور اس پر سہما ہوا بیٹھا ہوں، یہ سوچ رہا ہوں کہ خُدا معلوم کون سی جگہ لے جا کر یہ شیر مجھے لقمۂ اجل بنا لے گا۔ اس لئے مَیں شیر کی کمر پر بیٹھا ہوں اور مضبوطی سے اُس کے کان پکڑ رکھے ہیں جس طرح اچھا سوار گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور مضبوطی سے لگام تھام رکھی ہوتی ہے۔ میری خاموشی اور عدم چھیڑ چھاڑ کے بغیر شیر آہستہ آہستہ چل رہا ہے تو نئے سرے سے زندگی کی اُمید پیدا ہو گئی۔ شیر چلتے چلتے ایک گنجان آباد قصبے میں داخل ہُوا اور گلیوں میں اوپر کی جانب شیر چڑھتا گیا۔ آبادی کو دیکھ کر میرا حوصلہ بلند ہُوا، تو شیر روضۂ انور کے وسیع صحن میں داخل ہُوا۔ مَیں نے پوچھا، یہ کون سی جگہ ہے تو ہجوم نے جواب دیا، یہ جلالپور شریف ہے جو پہلے جلالپور کیکناں کہلاتا تھا۔ سامنے ہجوم تھا، بہت سے لوگ بیٹھے تھے وہ شیر دوزانو ہو کر چند گز کے فاصلے پر بیٹھ گیا اور مَیں نے کان چھوڑ دیئے اور شیر کی کمر سے اُترا تو دیکھا کہ سامنے ایک نورانی چہرہ والے بزرگ تشریف فرما ہیں۔ مَیں نے ہمت کر کے ہجوم سے پوچھا۔ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو انہوں نے بصد ادب واحترام جواب دیا۔ یہ قبلۂ عالم پیر سیّد حیدر علی شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔ جنہوں نے جلال پور شریف کے اطراف عالم میں دُور دُور تک دینِ اسلام کی تبلیغ اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور سارے علاقے کو بقعۂ نور بنا کر رکھ دیا ہے۔

اس کے بعد حضرت قبلۂ عالم شیر کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اب تم جا سکتے ہو۔ یہ نوجوان جنگل میں تلاش پیر کے سلسلے میں بھٹک رہا تھا اور جنگل میں چاروں طرف کوئی رستہ نہیں تھا چنانچہ مجھے معلوم ہُوا کہ ایک نوجوان سیّد زادہ میری بیعت کرنا چاہتا ہے اور کئی جگہوں کے چکر کاٹ چکا ہے مگر اصل پیر اسے نہیں ملا چونکہ یہ حقیقت کی تلاش میں سرگرداں تھا اور گھبرایا ہُوا تھا، اس لئے مَیں نے ہی شیر کو بھیجا تھا جو اس کی صحیح راہنمائی کر کے جلالپور شریف لے آیا ہے۔ شیر نے اپنی ڈیوٹی خوب دی ہے، اس لئے مَیں نے شیر کو جانے کی اجازت دے دی۔ اے نوجوان آگے

marfat.com

برھو چنانچہ میں نے تعمیل حکم کی۔

قبلہء عالم پیر سیّد حیدر علی شاہ صاحب نے اُس وقت دوپلی سفید رنگ کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ ایک دوپٹہ سفید رنگ کا تھا، جس کا ایک سرا مجھے تھمادیا اور دوسرا سرا قبلہء عالم کے دست مبارک میں تھا۔ حضور نے مجھے بیعت کیا تو میری آنکھ کھل گئی تو اس واضح راہنمائی کے بعد جلال پور شریف حاضری کا جذبہ بھڑک اُٹھا۔ صبح اُٹھ کر میں نے اپنے خطیب مسجد راجہ بوٹا خان مرحوم سے خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا۔ میری بیعت حضرت خواجہ سیّد غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ سے ہے۔ ہمارے گرداور چوہدری اکبر علی صاحب تھے، انہوں نے فرمایا۔ میری بیعت بھی جلال پور شریف ہے۔ غرض کھوٹہ سے لے کر راولپنڈی اور گوجر خان تحصیل کے اکثر معروف شخصیتوں نے جلال پور شریف ہی بتایا چنانچہ ہم پچاس عقیدت مندوں کا قافلہ لے کر جب جلال پور شریف پہنچے تو وہی منظر تھا جو میں نے شیر کی سواری پر خواب میں دیکھا تھا۔ صرف اتنا عرصہ گزر چکا تھا کہ جب ہم جلال پور شریف پہنچے تو سجادہ نشین امیر حزب اللہ سیّد محمد فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہی درویشانہ لباس تھا، وہی دوپلی سفید ٹوپی تھی، اُسی طرح ہجوم تھا۔ عقیدت مندوں کو وہی درویشانہ لباس تھا، وہی دوپلی سفید ٹوپی تھی، اُسی طرح ہجوم تھا۔ عقیدت مندوں کی بھیڑ تھی۔ اسی طریق سے میں نے امیر حزب اللہ پیر سیّد محمد فضل شاہ صاحب کی بیعت کی اور اپنا خواب بھی سنایا تو اعلیٰ حضرت نے اطمینان وسکون کے ساتھ مجھے وظیفہ بتایا جو ساری عمر میری زبان پر جاری وساری ہے اور تازندگی جاری رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ میری بیعت کا قصہ ہے، جس میں رائی بھر مبالغہ نہیں ہے۔

امیر حزب اللہ حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیر سیّد محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے ضلع جہلم کی مردم خیز زمین اُن پر فخر وناز کرسکتی ہے۔ آنحضور مشائخ عظام میں بڑے بلند پایہ عالم وادیب تسلیم کئے جاتے تھے۔ جلال پور شریف در ضلع جہلم کے سجادہ نشین تھے۔ مشائخ عظام میں اتنا جادو بیان مقرر شاید ہی کوئی ہوا ہے۔ روحانی اعتبار سے آپ کا درجہ بھی بڑا بلند تھا۔ علم وادب کے بحرِ بیکراں تھے۔ آپ کے لاکھوں مُرید پاک وہند کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حق گوئی آپ کا شیوہ تھا۔ خدمت خلق آپ کی زندگی

marfat.com

کا محبوب مشغلہ تھا۔صوم وصلوٰۃ کے بڑے پابند تھے۔

غرض جلال پورشریف کی گدی دین ودنیا کا مخزن ومنبع ہے۔جلال پورشریف کی چشتی گدی کے مورث اعلیٰ حضرت قبلہء عالم پیرسیّد غلام حیدر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے ۔سُنا ہے کہ آپ پیدل اپنے پیرو مُرشد کے پاس سیال شریف ضلع سرگودھا جایا کرتے تھے۔

دوسرے مشائخ عظام وعلمائے کرام میں علم وعمل کا ممتاز نمونہ حضرت قبلہ سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ تھے،جن کی نسبت و بیعت بھی سیال شریف تھی۔مَیں تو باعتبار عقیدہ مشائخ عظام وعلمائے کرام سے غیر فانی عقیدت ومحبت رکھتا ہوں۔مَیں نے حضرت امیر حزب اللہ وسجادہ نشین جلال پورشریف حضرت پیر سیّد محمد فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو میرے بھی پیرومرشد تھے،تقریر کرتے دیکھا ہے۔جب آپ تقریر فرماتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ کوئی فاضل اجل اور علامہ علم وادب کے موتی بکھیر رہا ہے۔جلسہ میں لاکھوں حاضرین خاموش باادب آپ کی تقریر دلپذیر سُنا کرتے تھے۔

مَیں صرف دومثالیں پیش کروں گا جوحقیقت پرمبنی ہیں،جن میں کوئی مبالغہ آمیزی نہیں ہے۔ایک مثال دُنیا سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری مثال روحانیت کی علمبردار ہے اور مجھے اپنے پیرومُرشد پر ناز ہے۔دُنیا کی کوئی طاقت آپ کو خرید نہیں سکتی ہے،نہ گمراہی کی طرف دھکیل سکتی تھی۔نہ آپ قبلہ نے حق وصداقت اور عدل وانصاف کا دامن کبھی چھوڑا تھا،نہ صراطِ مستقیم سے آپ کبھی بھٹکے تھے۔یہ درست ہے کہ قبلہء عالم جلالپوری کے گردو پیش سرکاری قسم کا ماحول تھا اور قبلہء عالم کا سارا خاندان بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز تھا اور آج بھی ہے مگر قبلہء عالم ہرگز ہرگز اس سرکاری ماحول سے متاثر نہیں تھے۔

سب سے اوّل میں وہ دنیاوی حقیقت بیان کرتا ہوں جب سرفیروز خان نُون گورنمنٹ کو یہ معلوم ہُوا کہ مغربی پاکستان پنجاب اسمبلی کا ممتاز و پختہ سیاسی کردار سیّد غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی مسلم لیگ نہیں چھوڑ رہا حالانکہ ضلع راولپنڈی میں اس کے تمام رفقائے کار ممبران اسمبلی مسلم لیگ چھوڑ کر سکندر مرزا کی بنائی ہوئی ری پبلکن پارٹی میں شریک ہو چکے ہیں،صرف ان میں سے کپتان شیر جنگ مرحوم آف قاضیاں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی بھی دبے دبے خالد گیلانی

marfat.com

کا ساتھ دے رہے ہیں۔اسمبلی شروع تھی۔ہم پیپلز کلب چوک کرشن نگر میں سرکاری طور پر مقیم تھے۔میرا اور کپتان شیر جنگ کا ایک ہی کمرہ تھا کہ اچانک نواب سرمحمد مہر شاہ صاحب جلال پوری جو خود بھی اسمبلی کے ممبر تھے،تشریف لائے اور قبلہ امیر حزب اللہ پیر سیّد محمد فضل شاہ صاحب جلال پور شریف جو پیپلز کلب کے درمیانی کمرہ میں مقیم تھے۔وہ کمرہ نواب سرمحمد مہر شاہ صاحب کا تھا اور وہ حضرت صاحب قبلہ کے بھائی تھے۔

انہوں نے فرمایا کہ آج رات حضرت صاحب نے ایک مخصوص دعوت کا اہتمام کیا ہے جس میں آپ اور کپتان شیر جنگ کی شرکت ضروری ہے۔ہمارے اور کپتان شیر جنگ خان کے انتخابات کی کامیابی حضرت صاحب قبلہ جلال پوری کی عملی ہمدردی کی مرہون منت تھی۔ہم نے جانا،اب خیر نہیں ہے۔گورنمنٹ سکندر مرزا اور فیروز خان کو بڑی دیر سے پتہ چلا ہے کہ مَیں خواہ مخواہ مرکز اور صوبے کی گورنمنٹوں سے ٹکرا کر مصائب وآلام کے پہاڑوں سے سر پھٹول کر رہا ہوں اگر مَیں مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن پارٹی میں آ جاؤں تو منہ مانگا انعام پاؤں اور حضرت صاحب قبلہ جلال پوری کو بڑا کریڈٹ ملتا تھا جن کا سارا خاندان گورنمنٹ کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھا چنانچہ ہم نے حاضری دعوت کا اقرار کر لیا چنانچہ گورنمنٹ کو یقین ہو گیا کہ اب تو خالد گیلانی کو مسلم لیگ چھوڑنے پر مجبور کر لیا جائے گا۔جب رات گئے حضرت امیر حزب اللہ جلال پوری کی پر تکلف دعوت سے فارغ ہوئے تو یہ بحث چھڑ گئی کہ اب تمام مصائب سے گلوخلاصی کے لئے خالد گیلانی کو مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن پارٹی میں آ جانا چاہئے۔کیوں کپتان صاحب؟ کپتان سے فرمایا۔ہمارے تمام ساتھی ری پبلکن پارٹی میں جا چکے ہیں اور مسلم لیگ چھوڑنے اور ری پبلکن پارٹی جائن کرنے کا صلہ بھی پا چکے ہیں مگر ہم سب گونگے ہیں،ان کو ہماری آٹھ کی ضرورت نہیں ہے،صرف دلیرانہ تقریر کرنے والے خالد گیلانی کی ضرورت ہے۔اس پر نواب سرمحمد مہر شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ خالد گیلانی صاحب تو دربار جلال پور شریف کیاس پر نواب سرمحمد مہر شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ خالد گیلانی صاحب تو دربار جلال پور شریف کے معتمد مرید ہیں۔وہ حضرت صاحب قبلہ کے فرمانے پر پھول چڑھائیں گے۔

گورنمنٹ عقل کی اندھی ہے۔انہیں دیر سے پتہ چلا ہے اور مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن

marfat.com

پارٹی میں آنے سے خالد گیلانی صاحب کے تمام مصائب وآلام بھی چھٹ جائیں گے۔ گیلانی صاحب کا بھلا بھی اسی میں ہے کہ وہ مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن پارٹی میں آجائیں۔ اس سے پیر اور مُرید دونوں کی عزّت ہوگی۔ اس کے جواب میں خالد گیلانی نے عرض کیا۔ جناب نواب صاحب ٹھیک فرماتے ہیں۔ مَیں نے جواباً عرض کیا۔ ٹھیک ہے۔ میرا حلف وعہد تو حضرت قائداعظم مرحوم کے ساتھ تھا اور تازندگی مسلم لیگی رہنے کا عہد کیا ہوا ہے مگر مَیں تو امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری کا مخلص مُرید ہوں اگر قبلہء عالم مجھے بے ایمان بنانا چاہتے ہیں اور حکم دیں تو مَیں مسلم لیگ چھوڑ دوں گا۔ میرے سیاسی پیر قائداعظم ہیں۔ اس پر دو گھنٹے کی بحث وتمحیص کے بعد قبلہء عالم نے فرمایا کہ مَیں کسی قسم کی سودے بازی کو پسند نہیں کرتا۔ مَیں خالد گیلانی پر فخر وناز کرتا ہوں۔ مَیں خود بھی مسلم لیگی ہوں اور حصول پاکستان میری زندگی کا محبوب مشغلہ ہے۔ مَیں اپنے اس ایماندار اور صاحب کردار سیاسی کارکن کو کیسے کہہ سکتا ہوں کہ مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن پارٹی میں آجائے۔ میرے سیاسی نقطہء نگاہ سے تنظیم مسلم لیگ پاکستان کی خالق ہے اور ڈیڑھ کروڑ مہاجرین کو صرف دو سال میں آباد کرنے کی علمبردار ہے۔ قوم مسلم لیگ کا احسان عظیم قیامت تک نہیں بھلاسکتی؟

حضرت قائدِ اعظم اللہ کریم نے ہم سے چھین لئے۔ دوسرے سال شہید ملّت گولی کا نشانہ بن گئے اور پھر نشتر صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اس کے بعد سکندر مرزا، ایوب خان، یحیٰی خان اور بھٹو خان کے سیاسی اعمال وکردار کو مسلم لیگ کے کھاتے میں شمار کرنا جہالت ہے، خود فریبی ہے۔ سیاسی بصیرت سے ناآشنائی کا نتیجہ ہے۔ ان حالات میں خالد گیلانی صاحب جلیل القدر مسلم لیگی کو اپنے سیاسی عزائم پر قائم دائم رہنے کا مشورہ دوں گا۔ ان شاء اللہ مصائب وآلام کے تمام پہاڑ چھٹ جائیں گے۔ قبلہء عالم کے اس تاریخی فیصلہ کے بعد مرکزی اور صوبائی گورنمنٹیں اس نئے ڈرامہ رچانے سے بھی ناکام ہوگئیں۔ حق وصداقت کا بول بالا ہُوا۔ بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ قبلہء عالم امیر حزب اللہ جلال پوری زندہ باد، تنظیم مسلم لیگ و پاکستان پائندہ باد۔

دوسرا واقعہ روحانی ہے۔ ایک پیر صاحب نے مجھے خلافت عطا فرمانے کا لباس طلب کیا اور مَیں نے اپنے مرشد امیر حزب اللہ جلال پوری کو یاد کیا اور دُعا مانگی کہ مَیں آپ کا مُرید ہوں،

marfat.com

ہرجائی نہیں ہوں۔مَیں کسی دوسرے دُنیادار پیر کی خلعت وخلافت کیسے قبول کرسکتا ہوں۔میرے اصلی پیر نے مجھے اس نئے ڈرامہ سے بھی بچالیااور خلعت تیار کرنے والے درزی نے یہ کہہ دیا کہ جتنے خلیفوں کوخلعت یا کفنی پہنائی گئی ہے،اُس کا کپڑا ختم ہو چکا ہے پھر کسی تقریب میں سہی۔ بہرکیف یہ میرے پیرومرشد کاروحانی اعلیٰ مقام ہے۔مَیں نے دُعامانگی،وہ میری امداد کو پہنچے اور مجھے ایک جعلی پیر کے چنگل سے بچالیا۔اُس کے بعد میں پھر کبھی اس قسم کی روحانی دلدل میں نہیں پھنسا۔اُس جعلی پیر کی مجھے توہین مقصود نہیں،اس لئے نام ظاہر نہیں کیا۔اُن کا غلط اقدام بیان کیا ہے۔ اندریں حالات مَیں اصلی مشائخ عظام اوراصلی علمائے کرام کا غلام ہوں اوراُن کی خدمات ملکی وملّی کا بیحد سپاس گزار ہوں لیکن اس بات کا فخریہ اعلان کرتا ہوں کہ مَیں ایک صحیح العقیدہ مسلمان ہوں اور جملہ مشائخ کرام اورعلمائے کرام کو تبلیغ دین اسلام کا مخزن ومنبع تصور کرتا ہوں اور میرا یہ ایمان ہے کہ انہی بزرگان کرام کی وجہ سے کفرستان ہند میں اسلام پھیلا ہے اور آئندہ بھی انہی عناصر کی خصوصی توجہ اور روحانی اعمال وکردار کے باعث تبلیغ اسلام کا قابل تقلید کام قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔پاکستان زندہ باد۔دین اسلام پائندہ باد۔

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک انٹرویو میں بیان کرتے ہیں۔

بنارس سُنی کانفرنس نے قائداعظم اور مسلم لیگ کی حمایت کردی۔اس کا پیغام ہمارے علاقہ میں بھی پہنچا۔اس وقت جہلم کے اس علاقہ میں ایک بڑے روحانی پیشواحضرت امیر حزب اللہ پیرسیّد محمد فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین جلال پورشریف موجود تھے۔بڑے نیک، پرہیزگار، قومی سوچ اوردرد سے بھرے ہوئے تھے۔انہوں نے اس علاقہ میں ایک تنظیم حزب اللہ کے نام سے بنائی ہوئی تھی۔کہا جاتا تھا کہ اس کے کارکنوں کی تعداددولاکھ ہے۔وہ اپنے کارکنوں کو پریڈوغیرہ بھی کرواتے تھے،فوجی تربیت دیتے تھے مگر بعد میں پریڈ پرتو حکومت نے پابندی لگادی تھی لیکن حضرت پیرسیّد محمد فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنی کانفرنس کی قراردادوں کوعوام میں مقبول بنانے کے لئے بڑی جدّوجہد کی۔مَیں بھی ان کے ساتھ شامل ہوگیااور کانفرنس کا پیغام

marfat.com

گلی گلی پہنچایا۔

حضرت مولانا محمد اشرف چشتی، ممتاز آباد، ملتان حضرت امیر حزب اللہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے مشاہدات قلمبند کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

آج سے تقریباً چالیس سال پہلے کی بات ہے۔ ہمارے گاؤں نارنگ تحصیل پھالیہ سے کئی میل دُور پھالیہ کے قریب ایک گاؤں ڈھوُلہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے تھے۔ ہمارے علاقہ کے لوگ جا رہے تھے۔ میں نے والدہ صاحبہ مرحومہ سے اجازت مانگی تو وہ فرمانے لگیں مجھے بھی لے چلو، عرصہ ہوگیا ہے زیارت کئے، کیونکہ والدہ صاحبہ مرحومہ کو والد صاحب میاں سلطان احمد بھٹی (پٹواری محکمہ مال) مرحوم نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کروایا تھا۔ غرضیکہ میں والدہ صاحبہ مرحومہ کو لے کر ڈھوُ لے گیا۔ جس غلام کے ہاں حضرت صاحب تشریف لائے تھے، اُن کے گھر والدہ صاحبہ کو چھوڑ کر میں جلسہ گاہ میں پہنچا۔ سبحان اللہ حضرت امیر حزب اللہ رحمۃ اللہ علیہ دوروں پر جن علاقوں جن علاقوں میں تشریف لاتے، پروانوں کی طرح لوگ کھنچے آتے جو مقبولیت بارگاہِ خداوندی سے مخلوق خدا میں آپ کو حاصل تھی، میرے دیکھنے میں اُس کی مثال اور کہیں کم ہی ملتی ہے۔ ظاہری و باطنی حسن و جمال ایک عظیم پیکر علم وعمل کے مرقع اور جلال و جمال کی تصویر کو گزرتے ایک جھلک دیکھنے کے لئے دورویہ دست بستہ جب دُنیا کھڑی ہوتی تو زائرین پر عجیب کیف و مستی چھا جاتی۔

بلا مبالغہ مصر میں حُسنِ یوسف کے جھلک دیکھنے والوں کی یاد تازہ ہو جاتی اور پھر جب نیم عسکری تنظیم حزب اللہ کے مجاہد اور منتظمین بینروں سے راستوں اور جلسہ گاہوں کو سجا کر منظم طریقے سے تلواریں لاٹھیاں لئے ہوئے عوام کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں شریک ہوتے عجیب سماں بندھ جاتا اور پھر جب امیر حزب اللہ زندہ باد خدائی فوج زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے آپ کا استقبال ہوتا اور پھر حسن سیرت وصورت کے ساتھ سیادت وامارت کا تاج پہنے ظاہری و باطنی علوم کا جامع علم شریعت وتصوف کا تاجدار سٹیج کو زینت بخشتا تو مشتاق آنکھیں جھپکنے کا نام نہ لیتیں اور جس احیاءِ کلمۃ اللہ کی خاطر مسلمانوں کے اقبال رفتہ کو واپس لانے کے لئے اور پستی کے عمیق گڑھے سے نکالنے، اُن کو اتحاد واتفاق کے لئے اور جذبہءِ جہاد کو اجاگر کرنے،

marfat.com

استحکام پاکستان، عالم اسلام کی ترقی اور اصلاح معاشرہ کے لئے دعوت اتحاد واعتصام بحبل اللہ کا درس دیتے ہوئے امیر حزب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنا جامع پروگرام پیش فرماتے تو حاضرین وسامعین میں ایک انقلابی جذبہ اور جوش وخروش اپنے عروج پر ہوتا اور بیان کے ختم ہوتے ہی پروانہ وار لوگ آگے بڑھتے اور قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر حلفاً حضور امیر حزب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کرتے اور ان الفاظ سے عہد کرتے کہ مَیں اپنے امیر کے حکم پر اپنی جان، مال اور سب کچھ اسلام کے لئے قربان کردوں گا۔ یہ منظر دیدنی ہوتا اور پھر فرداً فرداً حضور کی نصیحتیں اور اجتماعی نعرہ ایک بنو اور نیک بنو اور مُریدوں، عقیدت مندوں کی اصلاح وتربیت ایسے فرماتے کہ

سبق پڑھ پھر صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

ہاں تو مَیں جب ڈھوُلے کے دَورے پر آپ کے خطاب کے بعد ہزاروں کے اجتماع میں حضور کے سامنے آیا چونکہ یتیمی اور بے کسی کا دَور تھا لیکن قربان جاؤں، اُن کی بندہ پروری پر، نگاہ شفقت پڑی تو بڑی محبت سے قریب کرلیا۔ سر پر دستِ کرم پھیرا اور فرمایا۔ تم میاں سلطان احمد پٹواری کے بیٹے ہو، خصوصی دعاؤں اور شفقتوں سے نوازا۔ اپنے خواص میں جگہ دی اور جب تک ڈھوُلے میں قیام فرمایا، اپنے ساتھ رکھا، کھانا بھی اپنے ساتھ کھلایا اور روانگی سے قبل فرمایا۔ بیٹا ہم چاہتے تھے، تم ہمارے پاس رہتے اور تم کو والدین کی جگہ نہیں چھوڑنی چاہئے چونکہ میرے بڑے بھائی دونوں ایک گولڑہ شریف اور دوسرے سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے گدی نشین حضرت حبیب سلطان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید ہوگئے تھے غالباً اس طرف اشارہ فرمایا۔ ساتھ رہنے کے بارے میں عرض کیا، حضور مجھے تو اعتراض نہیں، والدہ صاحبہ کی خدمت مَیں ہی کرتا ہوں۔ اُن کی اجازت لوں گا۔ جب یہ سُنا تو فرمایا نہیں ابھی والدہ کے پاس ہی رہو۔ والدہ صاحبہ کی بات آئی تو اُن کی خیریت دریافت فرمائی۔ جب مَیں نے عرض کیا کہ وہ بھی میرے ساتھ آئی ہوئی ہیں تو اُن کو بھی شرفِ باریابی بخشا اور پھر مجھے والدہ کی خدمت کی تلقین فرمائی۔ جب مَیں نے بیعت کے لئے عرض کیا تو فرمایا۔ یہاں نہیں، جب تم جلال پور شریف آؤ گے، پھر کریں گے۔

marfat.com

یوں میری بلاواسطہ یہ پہلی ملاقات تھی، جس میں زیارت کے ساتھ آپ کے اخلاق کریمانہ اور نصائح اور حسنِ مجسم کے جلووں سے مستفید ہُوا۔ ان نا قابل فراموش مناظر اور یادوں کو آج بھی تصور میں لئے ہوں۔ دُعا ہے کہ خالقِ کائنات قیامت کو بھی اُن کی رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین!

بالآخر ۱۷/شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ میؤ ہسپتال لاہور میں دارِ آخرت کا سفر اختیار فرمایا اور اگلے روز جلال پور شریف میں روضہ مبارک کے اندر اپنے کریم جدِّ اعلیٰ کے مغرب میں تدفین ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعونَ

حضرت صابرؔ براری صاحب نے قطعۂ تاریخِ وفات کہا

وہ حزب اللہ نامی جماعت کے بانی
نہیں آج اس دہر گلستان میں
وہ عالم وہ فاضل وہ صوفی وہ عارف
تھے مشہور لیگی وہ سارے جہاں میں
گئے جنگِ کشمیر میں جب مجاہد
رہے سب سے آگے وہ اس کارواں میں
یہ تاریخِ رحلت کہی مَیں نے صابرؔ
فضل شاہ کامل ہیں قصرِ جناں میں

۱۹۶۶ء

جناب راجا محمد انور پسر لفٹیننٹ راجا عدالت خان نمبردار چک نمبر E.B/227 تحصیل بوریوالہ ضلع وہاڑی نے بیان کیا۔

لیفٹیننٹ راجا عدالت خان اور راجا زمان مہدی ولد فقیر محمد قوم گکھڑ دونوں حقیقی بھائی تھے اوران کے آباؤاجداد امرال ضلع جہلم کے رہائشی تھے۔ آرمی گرانٹ سے راجا عدالت خان کو اڑھائی مربعہ چک نمبر E.B/227 میں اور ایک مربعہ اراضی سندیلیانوالی میں الاٹ ہوئی۔ راجا عدالت خان کا ایک لڑکا محمد اکرم اور ایک لڑکی تھی کچھ عرصہ بعد لڑکا اور بیوی فوت

marfat.com

ہو گئے۔ احباب اور اقرباء کے اصرار پر آپ نے دوسری شادی بعمر ۷۰ سال کی اور دو لڑکیاں تولد ہوئیں۔ نرینہ اولاد سے محرومی کے باعث سخت تشویش ہوئی کہ اتنی جائداد کا مالک ہوں، اسے سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے۔ اسی تشویش کے عالم میں اپنے شیخ طریقت امیر حزب اللہ پیر سیّد محمد فضل شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت معلّٰی میں حاضر ہو کر اپنی روئداد بیان کی اور ساتھ ہی دعوت کے لئے عرض کیا جو آپ نے منظور فرمالی۔ امیر حزب اللہ گگومنڈی رونق افروز ہوئے اور وہاں سے راجا عدالت خان کے چک میں تشریف لائے۔ مُریدین کا کثیر اجتماع پہلے سے جمع ہو چکا تھا۔ راجا صاحب نے نرینہ اولاد کے لئے عرض کیا۔ آپ نے جملہ برادران طریقت سے فرمایا کہ دُعا کریں، اللہ تعالیٰ راجا صاحب کو نرینہ اولاد عطا کرے۔

بعد از دُعا فرمایا۔ راجا صاحب کو اللہ تعالیٰ فرزند عطا کرے گا اور نام محمد انور تجویز فرمایا چنانچہ ۱۹۵۵ء میں محمد انور کی ولادت ہوئی۔ جب راجا محمد انور کی عمر ڈیڑھ برس ہوئی تو حضرت امیر حزب اللہ کی مذکورہ چک میں ایک شاندار دعوت کی گئی اور چک کے چوک میں ایک بہت بڑی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ راجا محمد انور صاحب مذکورہ چک میں مقیم ہیں اور ساڑھے تین مربعہ اراضی کے مالک ہیں اور ان کے بچے اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔

یہ کرامت محمد عباس سیالوی ولد رسالدار حیدر خان مقیم چک نمبر E.B/229 کی وساطت سے ملی۔ محمد عباس سیالوی صاحب حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت ہیں۔ البتہ ان کے آباؤ اجداد حضرات جلال پور شریف سے بیعت ہیں۔

## حواشی

(۱) آپ بڑے عالم، مدرس اور صوفی منش انسان تھے۔ حضرت محبوب سبحانی جلال پوری آپ کو بہت پسند کرتے تھے۔ جلال پور شریف مسند تدریس پر فائز رہے۔ حضرت پیر صاحب کربوغہ شریف تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ کے خلیفہ تھے۔

خاکسار مولف خانقاہ معلّٰی کڑی شریف ضلع جہلم میں جناب مولانا حافظ نذر حسین شاد فاروقی، جناب راشد عزیز وارثی اور جناب ڈاکٹر تنویر وارث وارثی صاحبان کی رفاقت میں حاضری سے مشرف ہو چکا ہے۔ حاضری کے دوران بہت سرور اور راحت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ

marfat.com

ڈ لک ۔مولف

## ماخذ


۱ عبدالغنی، ڈاکٹر: مجمع البحرین، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

۲ مکتوب خادم القوم سیّد غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی مدظلہٗ بنام محمد مُر ید احمد چشتی مورخہ ۵/ جولائی ۱۹۸۳ء از راولپنڈی شہر

۳ مکتوب خادم القوم سیّد غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی مدظلہٗ بنام محمد مُر ید احمد چشتی مورخہ ۳۰/ جولائی ۱۹۸۳ء از راولپنڈی شہر

۴ مکتوب مولانا محمد اشرف چشتی بنام محمد مُر ید احمد چشتی مورخہ ۲۰ / دسمبر ۱۹۸۶ء از ممتاز آباد، ملتان شریف

۵ صابر براری: تاریخ رفتگاں (حصہ سوم) مطبوعہ کراچی

۶ قاری زوّار بہادر ایم ۔اے: پندرہ روزہ ندائے اہل سنت لاہور، ۱۶ تا ۲۹/ فروری ۱۹۹۲ء، جلد نمبر ۳،
شمارہ نمبر ۱۸ تحریر و ترتیب حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی مدظلہٗ

۷ مکتوب صوفی محمد عباس سیالوی بنام مولف مورخہ ۲۶/ مارچ ۱۹۹۲ء از نجندی ضلع چکوال

۸ ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء، فروری، مارچ، جولائی اکتوبر ۱۹۱۷ء

۹ ملک محمد الدین: ذکر حبیب مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس، لاہور ۱۳۴۲ھ

۱۰ صوفی نور عالم شمس پوری، مقامات المحبوب (فارسی) قلمی، صفحہ ۳۴۲


marfat.com

# حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ جلالپوری

## ولادت باسعادت

آپ کی پیدائش ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو جلالپور شریف ضلع جہلم میں ہوئی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ نے نام تجویز فرمایا۔(۱)

## تعلیم وتربیت

حضرت محبوب سبحانی جلالپوری قدس سرہٗ صاحبزادگان والاتبار کی تعلیم کو بے حد اہمیت دیتے تھے۔ لنگر شریف کا وسیع کتب خانہ اس بات کا شاہد عادل ہے۔ وہاں صرف ونحو کی ایک ایسی قلمی کتاب موجود ہے، جس پر حضرت صاحبزادہ سید بدیع الزمان شاہ، حضرت صاحبزادہ سید مظفر علی شاہ اور حضرت سید محمد قائم الدین شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ایام طالب علمی کے علیحدہ علیحدہ دستخط موجود ہیں۔ صاحبزادگان کی تعلیم کے لئے ہمیشہ بڑے فاضل اور نیک سیرت علماء مامور ہوا کرتے تھے۔(۲)

حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ نے فقہ، صرف ونحو کی تعلیم حضرت مولانا مولوی حافظ نور عالم چشتی ساکن کڑی شریف ضلع جہلم سے حاصل کی۔

نفحات المحبوب میں ہے۔

مولوی صاحب نور عالم مرحوم عرصہ چندیں سال در خدمت حضرت محبوب سبحانی ماندہ بودند وبتعلم حضرت قائم الدین شاہ مرحوم مشغول بودہ اند وچند کتب فقہ وصرف ونحو صاحبزادہ صاحب مرحوم را تعلیم دادہ بودند۔(۳)

صاحب مرآۃ السالکین کا بیان ہے۔

حضرت شاہ صاحب ادام اللہ برکاتہم کو اس ہونہار صاحبزادہ کی تعلیم اور تربیت کا کمال خیال ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ شانہٗ صاحبزادہ سید محمد قائم الدین شاہ صاحب بھی علوم ظاہری کی تعلیم

marfat.com

میں اپنا تمام وقت خرچ کرتے ہیں اور باوجود خوردسالی کے وظائف خواجگان چشت بھی ادا کرتے ہیں۔(۴)

## بیعت

آپ کو حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل ہوا اور حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے بھی فیض پایا تھا۔(۵)

## شیخ طریقت کی نظر میں

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ آپ پر انتہائی مہربان تھے اور آپ کو بہت چاہتے تھے۔

ملفوظات حیدری میں ہے۔

حضرت سجادہ نشین صاحب تونسوی ادام اللہ برکاتہم اس زمانے میں دنیا میں بے مثال ہیں۔ جب قائم الدین شاہ مرحوم بڑی ارادت مندی سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سجادہ نشین مذکور نے انتہائی لطف ومحبت کے ساتھ انھیں قبول فرمایا اور کہا کہ شاہ جی، میری زندگی میں دنیا کے ہر قسم کے اہل کمال ہمارے پاس آئے ہیں، ہم نے کسی کی پروا نہیں کی لیکن آپ کی کشش اور محبت نے دل میں گھر کرلیا ہے۔

حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ اگرچہ ان کی عمر کوتاہ تھی، پھر بھی حضرت مذکور نے اپنے پاس بٹھایا اور لطف ومحبت کی جتنی باتیں ان سے کیں اور کسی سے نہ ہوتی تھیں؟ اسقدر مقبول ہوئے۔(۶)

## حلیہ اور شادی

حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ کم عمری کے باوجود بڑے کمالات کے مالک تھے۔ ان کے اوصاف حمیدہ کو دیکھ کر تمام لوگ ان کے بیحد گرویدہ تھے۔ بڑے دوست پرور، سخاوت پیشہ اور غریب پرور تھے۔ ان کا وجود سراپا جود تھا۔ صاحب جمال بھی تھے یعنی فی الحقیقت حسن صورت

marfat.com

اور حسن سیرت کے اعتبار سے یوسف ثانی تھے۔

۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں حضرت محبوب سبحانی نے ان کی شادی آلومہار شریف حضرت سید چنن شاہ کے یہاں بڑی دھوم دھام سے رچائی تھی (۷) جو خاندانِ نقشبندیہ کے مشہور خلیفہ تھے۔(۸)

## اخلاق واطوار

آپ بلند اخلاق کے مالک تھے۔آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔متبع سنت تھے اور اتباع سنت میں کمال درجہ کا عمل تھا۔صبر و رضا،خوش اخلاقی تعلق پروری،وفا،غیرت اور اغیار سے پرہیز،شریعت کی راہ پر ثابت قدمی،غنا اور استقامت طبع،حال چھپانا،گفتگو میں لطافت اور بلاغت،فطری فراست اور جبلی سخاوت غرضیکہ آپ کی ذات تمام صفات عالیہ کے لحاظ سے منتخب تھی۔

زمانہ طفولیت میں اتنے کمالات کا ہونا صرف روحانی کمال ہی کی وجہ سے ممکن ہے کیونکہ اہل جہان میں سے تمام ادنیٰ اور اعلیٰ کے درمیان مقبول ہو جانا ازلی بلند مدارج اور عالی مراتب کے بغیر ناممکن ہے۔یہ بات عالم ارواح سے متعلق ہوتی ہے اور کوئی اس سے متصف نہیں ہوتا۔

آپ کے صبر و رضا کی یہ حالت تھی کہ آنکھوں کی بیماری ہمیشہ لاحق رہی لیکن کبھی آہ تک نہیں کی۔جب کبھی علاج کے لئے امرتسر جاتے تھے تو آنکھوں میں تلخ دوائی ڈالی جاتی تھی لیکن اف تک نہیں کہتے تھے حالانکہ طویل القامت مذہبی سکھ اس دوائی سے چلا اٹھتے تھے اور آپ تکیہ لگا کر تلخ دوا کو خاموشی سے برداشت کر لیتے تھے جو کوئی حال پوچھتا،کلمہ خیر کے بغیر زبان سے کچھ نہ نکالتے تھے۔

آپ کے نیک اخلاق،محبت اور وفا کا یہ عالم تھا کہ ☆ راجہ رحیم اللہ خان دار اپوری کو دوستی کی وجہ سے وقتاً فوقتاً چھ سو روپے دیئے،جب ان دونوں باپ بیٹوں نے دشمنی کی راہ اختیار کی اور آپ کی زمین پر قبضہ کرنا چاہا۔اس وقت بھی ان کے متعلق کوئی سخت لفظ یا پرہیز کا کلمہ زبان پر نہ لائے اور یہ اس لئے تھا کہ انھیں اپنا دوست کہہ چکے تھے۔

marfat.com

آپ کی غیرت کا یہ عالم تھا اور غیر لوگوں سے اس طرح دوری اختیار کرتے تھے کہ کسی کا کوئی برا فعل یا بری حالت دیکھ لیتے تو پھر ان سے پرہیز کرتے تھے۔ اسی وجہ سے حافظ اللہ دین درویش سے بات نہ کرتے تھے کہ حافظ فقیرانہ لباس پہن کر لنگر شریف میں رہتا تھا چونکہ اس کا ظاہر اور باطن یکساں نہیں تھا، اس سے بول چال بند تھی، اس کے باوجود اس کے ساتھ دشمنی نہیں تھی کیونکہ ان کی غیرت استحکام شریعت کے لئے تھی۔ اسی بنا پر اپنے حقیقی بھائی کے لئے اپنے گھر میں آنے کو بھی غلط قرار دیتے تھے کیونکہ خدا اور رسول ﷺ کے حکم کیمطابق بھائیوں اور غیروں سے پردہ کرانا یکساں فرض ہے۔ رشتہ داری کا لحاظ اور صلہ رحمی کے آداب حقوق اللہ کے مقابلے میں ساقط ہو جاتے ہیں۔

آپ کے غنا اور استقامت کی یہ حالت تھی کہ جب سوار ہو کر شہر سے باہر جاتے تو ہندو عورتیں سنہری زیور اور فاخرانہ لباس پہن کر راستے پر کھڑی ہو جاتی تھیں اور انھیں زعم ہوتا تھا کہ ان کے حسن پر نظر ڈالیں گے لیکن گوشہ چشم سے کبھی بھی ان پر نگاہ نہیں ڈالتے تھے۔ سخاوت پوشیدہ طور پر کیا کرتے تھے اور محتاجوں اور مسکینوں کی حاجت روائی کے لئے کوشش بلیغ کیا کرتے تھے۔

ایک بار ایک مسکین عورت کو راہ میں دیکھا۔ اس کا حال دیکھ کر افسوس کرنے لگے اور چشم پر آب سے کہا اگر حق تعالیٰ مجھے بہت بڑا خزانہ عطا فرمائیں تو کسی مسکین کو مسکین نہ رہنے دیں۔

آپ کی حیا کی یہ صورت تھی کہ جب راہ پر جا رہے ہوتے تھے تو ہندو عورتیں چاہتی تھیں کہ ان کی طرف التفات کریں لیکن آپ کبھی بھی ان کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے تھے۔ (۹)

## وصال شریف اور مدفن

۲۱ رجب المرجب ۱۳۱۶ء مطابق ۵ دسمبر ۱۸۹۸ء بروز سہ شنبہ بوقت عشاء آپ کی روح پرفتوح رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ آپ کی وفات حسرت آیات کا ہر دوست دشمن کو غم تھا۔ لاتعداد لوگوں کے تعزیت نامے موصول ہوئے۔ حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ کی قبر خود ان کے زیر تعمیر بنگلے میں بنائی گئی اور پھر حضرت محبوب سبحانی کے زیر اہتمام اس کی تکمیل ہوئی جس پر تین چار ہزار روپیہ صرف ہوا۔ سنگ مرمر کا مقبرہ بنوا کر اس پر مطلا اور مذہب نقش و نگار سے

marfat.com

گلکاری کی گئی۔

فریضہ مغرب، نوافل اور ختم خواجگان کے بعد حضرت محبوب سجانی کا یہ معمول تھا کہ آپ کی قبر پر دیر تک بیٹھ کر مراقبہ فرمایا کرتے تھے۔(۱۰)

## کوائف وصال

آپ کی وفات کے بعد آپ کی نیکی اور احسان کی باتیں لوگوں سے سنی گئیں۔ ہر شخص ان کا فریفتہ تھا چنانچہ ہندو اور مسلمان روتے ہوئے جمع ہو گئے اور ہندولڑکیاں روتی ہوئی ان کی میت کے پاس آ گئیں باوجودیکہ ان کے مذہب کے مطابق میت کے پاس آنے سے غسل کرنا اور کپڑے دھونا ضروری ہو جاتا ہے۔(۱۱)

آپ کی وفات سے حضرت محبوب سجانی جلال پوری قدس سرہٗ کے قلب مبارک پر بہت اثر ہوا لیکن اس پر درد واقعہ پر کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔(۱۲)

## قطعہ تاریخ وصال

آپ کی وفات حسرت آیات پر شعراً اور اہل قلم نے تواریخ وفات تصنیف کیں، مرثیے کہے۔ مولوی عبداللہ میر پوری مرحوم کی تاریخ ''منظورحق'' بڑی مختصر اور موزوں ہے۔

۱۳۱۶ھ

حضرت مولانا سلام اللہ شائق رحمۃ اللہ علیہ ساکن چک عمر ضلع گجرات کا یہ قطعہ بہت خوب ہے۔

چوں جناب شاہ قائم حاتم ہندوعرب
شد بفردوس بریں بست وکیم ماہ رجب
گفت تاریخ وصالش شائق مسکین حزیں
خوابگاہ شاہ قائم سید والانسب

۱۳۱۶ھ

marfat.com

آپ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔(۱۲)

## حواشی

۱ ذکر حبیب، مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس، لاہور ۱۳۴۲ھ، صفحہ ۱۲۱
۲ امیر حزب اللہ، صفحہ ۸، ۹
۳ نفحات المحبوب، صفحہ ۱۸۰
۴ مرآۃ السالکین، صفحہ ۱۶۷
۵ ذکر حبیب، صفحہ ۱۲۱
۶ ملفوظات حیدری، صفحہ ۲۹۴
۷ امیر حزب اللہ، صفحہ ۶
۸ ذکر حبیب، صفحہ ۱۲۱

☆ صوبیدار راجہ رحیم اللہ خان دارا پوری انگریزی دور میں صوبیدار کے عہدہ پر فائز تھے ان کے والد راجہ پنیدا خان جو کہ صوبائی درباری تھے۔ بنگال لانسر میں ملازم رہے۔ انھوں نے اپنے والد کی موت کے بعد ریٹائرمنٹ لے لی۔ ان کے چچا ملک زمان مہدی خان نے اپنے قبیلے کا نظام انتہائی محنت اور ایمانداری سے چلایا۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کا ساتھ دیا اور خاص طور پر ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو مفید معلومات فراہم کیں۔ زمان مہدی خان نے حریت پسندوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو پکڑ کر جنگی انتظامیہ کے حوالے کیا جو کشتیوں کے ذریعے دریا عبور کر کے انگریزوں کے خلاف مضبوط منصوبہ بندی کرنے والے تھے نیز انھوں نے دوسری افغان جنگ میں بھی ان کی مالی اور افرادی قوت کے ساتھ مدد کی۔ ۱۸۸۷ء میں انھیں وائسرائے کے ہاتھوں توصیفی سند دی گئی، جس میں ان کی وفاداری اور عملی تعاون کا ذکر کیا گیا تھا اور انھیں صوبائی درباری کی نشست الاٹ کی گئی۔ ۱۸۹۱ء میں انھیں خان بہادر کا خطاب دیا گیا۔ ۱۸۹۴ء میں ان کی موت کے بعد ان کے بڑے بیٹے طالب مہدی خان نے سول سروس سے اپنے کیریئر کا آغاز

marfat.com

کیا۔ انھیں مستقل ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر تعینات کیا گیا۔ ایک وقت میں وہ ممدوٹ سٹیٹ کے منیجر بھی مقرر ہوئے اور بہاول پور ریاست کے ریونیو ممبر بھی رہے ہیں۔ علاوہ ازیں صوبائی درباری بھی تھے۔ ان کے کئی چچا بھی انگریزوں کے طرفدار رہے ہیں۔

ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔

صوبیدار راجہ رحیم اللہ خان دارا پوری بن خان بہادر راجہ پینڈا خان، راجہ عبداللہ خان، راجہ شاکر مہدی خان، خان بہادر ملک زمان مہدی بن ملک خیر مہدی خان بن ملک ہشت مہدی خان بن ملک غلام مہدی خان۔ (سیاست کے فرعون)

صوبیدار راجہ رحیم اللہ خان دارا پوری کے حقیقی چچا ملک زمان مہدی خان دارا پوری مرحوم ۲۵ ر رجب المرجب ۱۳۱۱ھ مطابق یکم فروری ۱۸۹۴ء کو فوت ہوئے۔ حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ کے مخلص مرید تھے۔

ملک زمان مہدی خان دارا پوری کی وفات پر شیخ محمد عبداللہ گجراتی نے تاریخ وفات کہی۔

تاریخ راجہ زمان مہدی خان صاحب رئیس اعظم دارا پور

یکم فروری ۱۸۹۴ء مطابق ۲۵ ر رجب ۱۳۱۱ھ

فادخل فی الجنۃ طیبا راجہ زمان مہدی خان مرحوم

۱۳۱۱ھ ۱۳۱۱ھ

آہ ازکار چرخ سرگردان داد فریاد وحسرت وفغان

شد ز دار فنا بہ دار بقا راجہ صاحب زمان مہدی خان

در بہشت بریں گرفت قرار شد مصاحب بہ مجلس رضوان

قبلہ اش راجہ خیر محی الدین در رہ مکہ دادہ بود چو جان

جان خلف رشید در پی او تاکہ واصل شود باو بجنان

نسلش از راجگان جنجوعہ پشت بر پشت شیرمرد جوان

در شجاعت بہادر از امثال ہم بعفت یگانہ اقران

marfat.com

این روایت شنیده ام زثقات / تاکه بالغ شد او به هوش وتوان
ماند محفوظ از زنا وریا / بلکه ازجمله فعلهای بدان
درجوانی چنانکه میدانی / پارسائی کرامت هست عیان
ذکر جود و سخاوت ولنگر / ذکر توقیر وعزت مهمان
ذکر خوش خلقی وتواضع وحلم / محض ذکرعبث به پیش کسان
زانکه این پیشه ش موروثیت / هست روشن چوخور بجمله جهان
آنریری مجسٹریٹ چوشد / درعدالت شده هست شهره آن
درغنی وفقیر فرق نه کرد / اجنبی و قریب را یکسان
شیر وبزگرگ ومیش رایکجا / پاسبانی نمود همچوشبان
درکچهری بدانش وتقویٰ / کرد فیصل مقدمات روان
زودکردی بصلح در خصمین / تاشرارت همه رود زمیان
بود جود وشجاعتش زآبا / لیک صوفی صاف گشت همان
باجماعت به پنج وقت نماز / حاضر اندر نماز گاه اذان
همچو اشراق برضحیٰ قائم / بل تهجد قضا نگشت ازان
جمله اوراد چشتیه به بغل / هم حمائل شریف زیب میان
درحضر در سفرنه کرد قضا / باتکالیف روزه رمضان
اتقالیش ازین توان دریافت / باوضو بود وقت نزع روان
بررعایانمی نمود ستم / نصف حاصل بشرع جائز دان
آخرین برکسی که زیست نکو / ذکر خیراست و رحمت از یاران
این دوبیت ا زکتاب تاریخی / خوانده ام هم شنیدم ازاخوان
یاد داری که وقت زادن تو / هم خندان، برندو توگریان
آنچنان زی که وقت مردن تو / هم گریان شوند و تو خندان
صبر بهتر بامر لاچاری / دردمرگ، است دردبی درمان
شیخ برخاندان والایش / درثناو دعا کشاده زبان

marfat.com

جوش بنمودہ است حق نمک　　مرثیہ گفتہ شد بصد بیان
۱ سال تاریخ انتقال شریف　　"گل جنت زمان مہدی خان"
۱۳۱۱ھ

خاندانش ہمیشہ پایندہ　　طالب خیر ومصدر احسان
ازطفیل شہ حبیب اللہ　　وزطفیل خواجگان زمان
یاالٰہی بقام دارا پور　　تاقیامت زشور وشرمابان
۲ یکم فروری وپنجشنبہ　　در لحد روز جمعہ گشت نہان
۳ شہر معراج سرورعالم　　بست وپنجم مہ رجب برخوان

(بہ غربت خانہ خود بہ ۵رشعبان تحریرنمود حضرت ناظم راقم عاصم علیہ سجال الرحمۃ المتر اکم)

(نشان شیخ (قلمی) صفحہ۱۳۰،۱۳۱)

۹　ملفوظات حیدری،صفحہ۲۹۴،۲۹۵،۲۹۶،۳۳۶

۱۰　ذکرحبیب،صفحہ۸۹　　۱۱　ملفوظات حیدری،صفحہ۲۹۶

۱۲　مزید حالات وواقعات کے لئے نفحات المحبوب (فارسی) ملفوظات حیدری، ذکرحبیب ،امیرحزب اللہ اور مجمع البحرین کا مطالعہ کریں۔　　مولف

marfat.com

## حضرت قاضی احمد حسن المعروف قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدری

### خاندان:

آپ خاندان مغلیہ کے چشم و چراغ داراشکوہ کی اولاد میں سے ہیں۔داراشکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ المعروف سلیمان عالم جوانتہائی بلند پایہ عالم فاضل تھے، نے اپنے والد کے قتل کے بعد بھاگ کر جان بچائی اور گکھڑوں کے ہاں پناہ لی۔انہوں نے رووات اور تخت پڑی کے علاقہ میں سلیمان شکوہ کو قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔سلیمان شکوہ کے پسر قاضی فتح محمدؒ اپنے دور میں قاضی القضاۃ اور مقرب خان کے استاد رہے۔قاضی فتح محمد کی اولاد میں ایک بزرگ حضرت قاضی ہدایت اللہؒ بڑے عالم اور صوفی ہوئے۔ان کے سینہ پر پیدائشی لا الہ الا اللہ نقش تھا۔یہ بھی اپنے دور میں منصب قضاۃ پر فائز رہے۔آپ کی مہر کا سجع ''کلمہ لا الہ الا اللہ نقش بر سینہ قاضی ہدایت اللہ'' تھا۔

قاضی محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ (المعروف چراغِ پنجاب) سلسلہ قادریہ میں مجاز تھے۔
حضرت قاضی احمد جی کے والد گرامی حضرت قاضی غلام محی الدین عالم اور ولی کامل تھے۔بقول حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی جو خود بھی کامل اولیاء اللہ میں سے تھے۔قاضی غلام محی الدین علاقائی اعتبار سے روحانیت کے میدان میں ایک بہت بڑی ہستی تھے۔اپنے وقت کے صاحب ولایت اور قطب الاقطاب تھے۔حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت خواجہ احمد میروی، میاں محمد بخش عارفِ کھڑی شریف، امیر حزب اللہ حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری اور حضرت حاجی نور الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی عظیم ہستیاں آپ کے حلقۂ احباب میں تھیں۔ان کی ذاتِ عالی اس قدر جامع الصفات ہے کہ ان کے تذکرہ کیلئے یہ چند سطور ناکافی ہیں بلکہ ایک الگ تاریخ رقم کی جاسکتی ہے۔آپ کا وصال ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۲۸ کتوبر ۱۹۴۸ء کو ہوا۔نمازِ جنازہ امیر حزب اللہ حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری نے پڑھائی۔
آپ کا مزارِ مبارک ڈھوک قاضیاں شریف (تخت پڑی۔راولپنڈی) میں مرجع خلائق ہے۔
حضرت قاضی احمد جی کا نسب نامہ اس طرح ہے:۔
قاضی احمد جی بن غلام محی الدین بن قاضی محمد احسن بن قاضی محمد محسن بن قاضی غیاث الدین بن

marfat.com

قاضی محمد حفیظ بن قاضی ہدایت اللہ بن قاضی عبدالخالق بن قاضی نور محمد بن قاضی فتح محمد بن سلیمان شکوہ بن دارا شکوہ۔

**ولادت:**

حضرت قاضی احمد حسن المعروف قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدریؒ ڈھوک قاضیاں (تخت پڑی ضلع راولپنڈی) میں ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ والدہ ماجدہ فیض بی بی دختر حضرت قاضی احمد قادریؒ خلیفہ مجاز حضرت اخوند عبدالغفورؒ (سوات) پاکباز اور متقیہ خاتون تھیں۔ نیز حضرت قاضی احمد قادریؒ حضرت قاضی محمد احسنؒ کے حقیقی برادر تھے۔ قاضی احمد جیؒ والدین کے اکلوتے فرزند تھے۔ آپ کی دو بہنیں تھیں۔

**تعلیم و تربیت:**

حضرت قاضی احمد جیؒ نے قرآن مجید اپنے والد گرامی حضرت قاضی غلام محی الدینؒ سے پڑھا۔ دیگر علوم و فنون مروجہ بھی اپنے والد ماجد سے حاصل کیے۔ بعض مقامات پر حضرت قاضی احمد جی نے حضرت مولانا حافظ شرف الدین میانویؒ ساکن میانی خورد علاقہ بھیرہ کو اپنا استاد لکھا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ نے ان سے کب، کہاں، اور کس قسم کی تعلیم حاصل کی۔

**جلال پور شریف کی اولین حاضری اور بیعت:**

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی روایت کے مطابق جب قاضی احمد جی جوان ہوئے تو ایک روز قاضی غلام محی الدین نے انھیں اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ بیٹا اب کسی جگہ بیعت بھی کر لو۔ قاضی صاحب نے عرض کیا۔

حضور آپ کی ذات کو چھوڑ کر کہاں بیعت کروں؟

آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے آپ کو بیعت کرنے کی اجازت نہیں۔ جواباً عرض کیا کہ آپ جہاں ارشاد فرمائیں۔

حضرت قاضی غلام محی الدین نے ارشاد فرمایا۔

بیٹا استخارہ کریں اور جو بات سامنے آئے اس پر عمل کرنا۔

چنانچہ پہلے ہی روز استخارہ میں آپ کو حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑیؒ کے پاس

marfat.com

حاضری اور ان سے مشورہ کا اشارہ ہوا۔ پس آپ کھڑی شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحبؒ سے ملاقات کی اور وہاں ہی شب باشی کی۔ جب میاں صاحب سے مدعا بیان کیا تو ارشاد ہوا کہ آپ خود عالم فاضل اور آپ کے والد ماجد بھی کامل و اکمل ہیں لہذا میں آپ کو بیعت نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں میاں صاحب نے جلال پور شریف محبوب سجانی حضرت خواجہ سید غلام حیدر علی شاہؒ کی خدمت معلی میں حاضر ہونے ارشاد فرمایا۔ جب حضرت قاضی احمد جی جلال پور شریف پہنچے تو حضرت محبوب سجانی جلالپوری اپنے مصلی سے اٹھ کر آپ کے استقبال کے لئے انتظار میں کھڑے تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی حضرت محبوب سجانی نے ارشاد فرمایا۔''احمد جی ہم تمہارے ہی انتظار میں کھڑے تھے۔'' قاضی صاحب نے آگے بڑھ کر آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور آپ کی معیت میں آستان پاک تشریف لے گئے۔ لنگر خانہ سے مسور کی دال کی اور تندوری روٹی خادم لایا، آپ نے لنگر تناول فرمایا۔ نمازِ مغرب کے بعد مشرف بہ بیعت ہوئے اور چند اوراد و وظائف اور سلسلہ شریف کی اجازت حاصل ہوئی۔ حضرت مولانا محمد عبدالخالق ہزارویؒ مقیم سسرال ضلع جہلم مقامات المحبوب کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔

''بیعت ایشاں در شب شنبہ ۷ ماہ صفر المظفر ۱۳۱۵ھ بعد نماز مغرب بردست سند الوقت شیخ المشائخ حضرت خواجہ خواجگان سید غلام حیدر علی شاہ صاحب چشتی جلال پوریؒ شد''

قاضی احمد جیؒ جب گھر واپس آئے تو والد ماجد حضرت قاضی غلام محی الدین نے آپ کا شجرۂ طریقت دیکھا تو بے ساختہ آپ کی چشمان مبارک نمناک ہوگئیں۔ ارشاد ہوا۔ بیٹے! آپ بڑے خوش بخت ہیں کہ جس ذات والا صفات کی طریقت میں آپ داخل ہوئے ہیں۔ اس دور میں یہ ذات بے مثل ہے کہ جنہیں پیر سیال سے بے پناہ فیض ملا ہے۔ اگر تم ہمت و حوصلہ سے کام لو گے تو فیض یاب ہو گے۔ واقعی حضرت قاضی احمد جی کی تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے حضرت محبوب سجانی جلال پوری سے وافر فیض پایا جسے زمانہ نے تسلیم کیا۔

## شیخ سے محبت:

حضرت قاضی احمد جیؒ ہمیشہ جلال پور شریف کا سفر سعادت پا پیادہ کرتے بقول حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ ایک سوٹی آپ کے دستِ اقدس میں ہوتی۔ چشمان مبارک پر چشمہ ہوتا

marfat.com

اور آپ ننگے پاؤں جلال پور شریف کے سفر پر رواں دواں ہوتے۔۔رات اکثر و بیشتر ہمارے ہاں سنگھوئی میں قیام فرماتے پھر یہاں سے مولوی صاحب کڑی شریف والوں کو ساتھ لے کر جلال پور شریف جاتے۔ قاضی احمد جی کی جلال پور شریف سے عقیدت و محبت کا عالم یہ تھا کہ جب آپ جلالپور شریف کی حاضری کا ارادہ فرماتے تو اپنے جوتے ڈھوک قاضیاں میں ہی اتار دیتے اور پیادہ پا چل پڑتے۔ بعد از بیعت تقریباً بارہ سال آپ مسلسل ننگے پاؤں پیدل ہی تشریف لے جاتے رہے، راستے میں اشد ضرورت کے بغیر پاؤں نہ دھوتے تھے۔ کہ راہ محبوب کی خاک پاؤں سے اترنے نہ پائے۔ اکثر و بیشتر آپ میرا شریف (راولپنڈی) یا پھر خانقاہ معلیٰ کڑی شریف (علاقہ سنگھوئی) سے ہو کر جلال پور شریف حاضر ہوتے۔

## نوازشاتِ شیخ:

حضرت محبوب سبحانی جلال پوری کی آپ پر بے پناہ نوازشات تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت قاضی احمد جی جلالپور شریف حاضر ہوئے تو آپ کے پاؤں کے آبلے اور خستہ حال دیکھ کر حضرت محبوب سبحانی جلالپوری نے اپنے پاپوش مبارک آپ کو عطا فرمائے آپ نے قبول فرما کر انہیں چوما، سر پر رکھا اور اس نعمتِ عظمیٰ کو سینے سے لگائے برہنہ پا واپس چلے گئے۔ اگلی دفعہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ کو برہنہ پا دیکھ کر حضرت محبوب سبحانی نے دریافت فرمایا۔ احمد جی جوتے کہاں ہیں۔ معروض ہوئے۔ حضور ان کا جو مقام تھا انہیں وہیں رکھا ہے۔ بھلا در مرشد کریم کی دھول سے اپنے پاؤں کو کیسے محروم رکھ سکتا ہوں؟ حضرت محبوب سبحانی نے تبسم فرمایا۔ اپنے کفش دوز کو بلوا کر احمد جی کے واسطے پاپوش تیار کروائے۔ واپسی پر آپ نے حکماً فرمایا کہ آئندہ برہنہ پا نہ آنا۔ بعد ازاں قاضی احمد جی نے تا زیست دیسی جوتے استعمال فرمائے۔

صاحب نفحات المحبوب حضرت مولانا محمد عبدالرحیم (کڑی شریف) کی زبانی رقمطراز ہیں۔ نقل از مولوی محمد عبدالرحیم صاحب کڑی علاقہ سنگھوئی استاد صاحبزادگان دربار جلالپور شریف کہ از برادران طریقت کہ از پٹھواری آمدند حضرت محبوب سبحانی، قاضی احمد حسن صاحب ساکن تخت پڑی رابسیار پسندمی فرمودند کہ ایں شخص دیراست و صاحب اعتقاد و عاشق برنام پیر خود ہمچو امیر خسرو و صاحب مروت و کتاب گلزار حیدری کہ قاضی صاحب طبع کنانیدہ از نظر کیمیا اثر حضرت

marfat.com

غریب نواز اقدس سرہ العزیز گذشتہ بوداز ہمت قاضی صاحب واعتقاد ایشان بسیار خوش شدند و بدعا خیر یاد فرمودند۔

ترجمہ: مولوی عبدالرحیم صاحب ساکن کڑی علاقہ سنگھوئی استاد صاحبزاگان دربار جلال پور شریف سے نقل ہے۔ کہ پٹھوار میں سے جو پیر بھائی آیا کرتے تھے۔ان میں سے حضرت محبوبِ سبحانی قاضی احمد حسن ساکن تخت پڑی کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے اور ارشاد ہوتا یہ شخص دلیر اور صاحب اعتقاد ہے۔ اور امیر خسرو کی طرح اپنے پیر کے نام پر عاشق ہے۔ صاحب مروت ہے اور کتاب گلزار حیدری جو قاضی صاحب نے طبع فرمائی تھی۔ حضرت غریب نواز قدس سرہ العزیز کی نظر کیمیا اثر سے گزری تھی۔ قاضی صاحب کی ہمت اور ان کی اعتقاد سے بڑے خوش ہوئے۔ اور دعائے خیر سے یاد فرمایا۔

## خلافت:

حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہؒ جلالپوری نے حضرت قاضی احمد جی کو ایک سال بعد از بیعت خلافت واجازتِ بیعت سے مشرف فرمایا۔ لیکن حضرت قاضی احمد جیؒ نے اپنی خلافت کو پوشیدہ رکھا تا کہ بیعت کے لئے خلائق کا ہجوم نہ ہو سکے۔ کیونکہ مرشد کریم کا ادب ملحوظ خاطر تھا اور بوجہ عجز وانکساری اپنے آپ کو اس کے لائق خیال نہ فرماتے تھے۔ کہ کسی کی بیعت لیں لہذا جو غرض مند آتا اسے بارگاہِ مرشد کریم میں پیش کر دیتے۔ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری کی حیاتِ ظاہری میں کسی کو بیعت نہ فرمایا۔ آپ کے وصال شریف کے بعد بیعت کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کو اپنے والد گرامی سے قادری سلسلہ میں بھی خلافت حاصل تھی۔

## حلیہ اور لباس وخوراک:

آپ کا جسم قدرے بھاری اور خوب توانا تھا۔ قدو قامت خوبصورت، بلند، بارعب، رنگت صاف اور سرخ وسفید تھی۔ خوبصورت جوان مردانہ وجاہت کا حسین شاہکار تھے۔ جسم اسقدر سخت تھا کہ بعض اوقات دبانے کی کوشش کی جاتی تو یوں محسوس ہوتا جیسے فولاد ہے۔ آپ کے جسم اقدس پر چارپائی کے نشانات پڑے رہتے تھے۔ آپ کھدر کا خرقہ یعنی کھلا فرغل اور کھدر ہی کی ٹوپی زیب سر فرماتے۔ چمڑے کی دیسی جوتی اور بان بٹھے کی سادہ چارپائی پر آرام فرماتے تھے۔ اگر کسی نے چارپائی پر چادر، دری یا تلائی بچھادی تو آپ سب سے پہلے اسے اٹھواتے پھر

marfat.com

اس پر آرام فرماتے ورنہ نہیں۔آپ کی غذا بالکل سادہ تھی۔ایک روٹی دال یا ساگ کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

**معمولات:**

آپ تہجد کے لئے باقاعدگی سے بیدار ہوتے۔نماز فجر مسجد میں باجماعت ادا فرماتے تہجد اور فجر کے درمیانی وقفہ میں ذکر بالجہر کرتے۔نماز فجر کے بعد اشراق تک وہیں بیٹھتے۔بعد از اشراق حضرت شاہ حقہ تک قرب و جوار کے تمام مزارات مقدسہ پر حاضری دیتے اور فاتحہ پڑھتے تقریباً نو ساڑھے نو بجے واپس تشریف لاتے۔تازہ وضو سے چاشت ادا فرما کر گیارہ بجے تک حاجت مندوں کی عرض معروض سنتے اور دعا اور دم درود کرتے۔لوگ خوش خوش اور مطمئن ہو کر واپس جاتے۔شام کے بعد وظائف ،اوابین ،حفظ الایمان ادا فرماتے بہت کم نیند کرتے تھے۔بقول حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ دونوں باپ بیٹے قاضی احمد جی، قاضی غلام محی الدین کو کبھی سوتے نہیں دیکھا۔پانچ پارے کی تلاوت روزانہ کا معمول تھا۔حزب البحر ،دلائل الخیرات ،درود کبریت احمر ،اسبوع شریف ،درود مستغاث اور سلسلہ شریف باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔مرید بہت کم لوگوں کو کیا کرتے تھے۔آغاز خلافت میں قطعاً نہ کرتے تھے۔اپنی خلافت کو پوشیدہ رکھا۔بیعت کی غرض سے آنے والوں کو اپنے ساتھ جلال پور شریف لے جاتے یا بھجوا دیتے تھے۔آخری دور میں صرف مضافاتی لوگوں کو بیعت کیا۔ذکر اذکار اور پابندی صوم وصلوۃ کی انتہا تھی۔پرہیز گاری اس درجہ کی تھی کہ حضرت فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے زندگی بھر اس درجہ پر کسی کو نہیں دیکھا۔ہندو اور سکھ بھی معتقد تھے۔وہ بھی حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے۔آپ سے دم درود کراتے اور آپ کے کنویں کا پانی باعثِ شفا خیال کرتے اور لے جاتے۔آپ بھی ان سے بے پناہ رواداری سے پیش آتے۔وہ عموماً سلام دعا کر کے ایک طرف بیٹھ جاتے اور مقصد عرض کرتے اور مستفید ہوتے۔اگر کوئی ہندو یا سکھ مصافحہ کرتا تو ان کے جانے کے بعد ہاتھ دھو لیتے۔

**درس و تدریس:**

آپ زندگی بھر اپنے گھر کے وسیع صحن میں ہی درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔جس میں آپ کے بزرگوں کے دور سے ہی علاقائی طلباء کے علاوہ سرحدی قبائلی علاقہ جات ،مری ،جموں کشمیر کے طلباء پڑھتے تھے۔متعدد طلباء وہیں آپ کے پاس قیام فرماتے تھے۔

marfat.com

اور حسب سابق طعام کی تمام تر ذمہ داری آپ پر تھی۔اس درس کی بنیاد آپ کے نانا جان حضرت قاضی احمد قادری نے رکھی تھی۔ بعد ازاں حضرت قاضی غلام محی الدین قادری اسے چلاتے رہے۔ آپ نے اس آبائی مدرسہ کو تاحیات جاری وساری رکھا۔حضرت قاضی احمد جی کے وصال کے بعد چونکہ آپ کے تمام صاحبزادگان ملازمت کے سلسلہ میں مصروف اور باہر رہے لہذا وہ سلسلہ اس انداز سے نہ چل سکا البتہ قاضی صاحبان کے گھروں میں ناظرہ قرآن اور بچوں کی دینی تربیت کا سلسلہ ضرور چلتا رہا۔قاضی صاحب کے وصال کے تقریباً چالیس سال بعد قاضی احمد جی کے نواسے اور حضرت صوبیدار حکیم قاضی محمد یوسف مرحوم کے بیٹے حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ نے اس درسگاہ کے احیاء کے لئے حضرت قاضی غلام محی الدین قادری اور حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدری کے مزارات سے ملحق ایک وسیع قطعہ اراضی میں ایک عالی شان درس گاہ تعمیر کرا کر بچوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم وتربیت کا بندوبست فرمایا اور اسے ایک وقف ادارہ قرار دے دیا جسے اب حکومت پاکستان سے رجسٹرڈ وارثیہ ٹرسٹ چلا رہا ہے۔

**تلامذہ:**

قاضی احمد جی کے لاتعداد تلامذہ میں سے چند ایک قابلِ ذکر نام درج ذیل ہیں:۔

۱۔حاجی مرزا سلطان محمد

۲۔سلام الدین

۳۔شادمان خان

۴۔میاں فضل الٰہی

۵۔صوفی محمد سلمان

۶۔سائیں روڑے شاہ

۷۔مولوی محمد شفیع ساکن پونچھ

۸۔حکیم قاضی زاہد حسین وارثی

۹۔الحاج فقیر عزت شاہ وارثی

☆تمام اولاد (بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں اور دیگر عزیز واقارب)

marfat.com

جنات بھی آپ کے شاگرد اور مرید تھے۔ان کے لئے جداگانہ انتظام تھا۔متعدد صاحبان کو اس کا مشاہدہ ہوا خصوصاً ان کی تلاوت کو بے شمار لوگوں نے سنا۔کوئی بظاہر پڑھنے والا نظر نہ آتا۔ جب آپ سے پوچھا جاتا تو فرماتے کہ یہ جنات ہیں۔ان کے متعلق کئی محیر العقول واقعات بھی سامنے آئے لیکن قاضی صاحب ان کے تذکرے اور مزید تحقیق وتفتیش سے منع فرماتے
آپ اسباق کے علاوہ شاگردوں اور مریدین ومعتقدین کو بٹھا کر بڑے پیارے انداز میں آرام سکون اور تحمل کے ساتھ پند ونصائح فرماتے۔حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کا ارشاد گرامی ہے
میرا ابتدائی دور حضرت قاضی غلام محی الدین قادری اور حضرت قاضی احمد جیؒ کی خدمت میں گزرا۔ قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم میں نے آپ ہی سے پائی۔نماز ظہر آپ مسجد میں ادا فرماتے۔میری ڈیوٹی ہوتی تھی کہ آپ کے ساتھ مسجد میں جانا۔نمازِ ظہر کے بعد آپ مسجد میں ہی رونق افروز ہوتے اور دو حدیث مبارکہ کا درس دیا کرتے۔نماز عصر تک وہیں قیام فرماتے تھے۔میں نے آپ کا یہی معمول تا زیست ملاحظہ کیا۔

## کتب خانہ:

آپ کا کتب خانہ کافی وسیع تھا جس میں قرآن وحدیث،فقہ اور تصوف وغیرہ پر بے شار کتب تھیں۔ایک خاصی تعداد قلمی کتب کی تھی۔صرف قرآن پاک پر تقریباً دو سو تراجم وتفاسیر اور کتب موجود تھیں کل کتب کی تعداد دو ہزار سے اوپر تھی۔بقول حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ ہماری ڈیوٹی ہوتی تھی کہ ہم ہفتہ میں ایک دن ان تمام کتب کی جھاڑ پھونک کرتے اور ایک ایک کر کے قاضی صاحب کو دیتے جاتے۔آپ ایک ایک کتاب پر نظر ڈالتے۔ہم کتب کو دھوپ لگوا کر شام کو واپس ان کی جگہ طاقوں میں رکھ دیتے۔تصوف کی کتب میں ایک خاص بات یہ تھی کہ تقریباً ہر سلسلہ کا تذکرہ موجود تھا۔صرف ونحو پر بھی کافی کتب موجود تھیں۔اب یہ کتب خانہ حضرت قاضی رئیس احمد قادری، پروفیسر مسعود الحسن برلاس، جناب شبیر احمد شہیر اور ٹرسٹ آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کے پاس محفوظ ہے۔

## تصانیف:

حضرت قاضی احمد جیؒ اردو، فارسی، پنجابی اور پھوٹواری زبان کے قادر الکلام اور نغز گو شاعر تھے۔ان زبانوں میں آپ نے سی حرفیاں لکھیں۔آپ کی دو کتب کا علم ہو سکا ہے۔تفصیل

marfat.com

درج ذیل ہے۔
۱۔تذکرہ چشتیہ: اس کتاب میں مہار شریف سے لے کر سیال شریف تک کا تذکرہ تھا۔
۲۔دوسری کتاب محبوب سبحانی جلالپوریؒ کی شان میں تھی۔اس میں آپ کے مرشد کریم کا تذکرہ تھا۔
حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی نے یہ دونوں قلمی کتب جلالپور شریف کی لائبریری میں حضرت نواب سر محمد مہر شاہ جلالپوریؒ کے پاس دیکھی تھیں علاوہ ازیں آپ نے کافی کتب کی طباعت کرائی چند کتب یہ ہیں۔
۱۔نفحات المحبوب: (فارسی): آپ نے یہ کتاب اپنے خرچ سے ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء میں کارخانہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ (انبالہ) سے طبع کروائی۔
۲۔مقامات المحبوب (فارسی) اور کرامات المحبوب (فارسی) کی طباعت کا بھی پروگرام تھا۔مقامات المحبوب (فارسی) کا عکس راشد عزیز وارثی سلمہ، کی لائبریری میں موجود ومحفوظ ہے۔
حضرت مولانا محمد سلام اللہ شائق ساکن چک عمر ضلع گجرات نے مذکورہ بالا تینوں کتب کی تاریخ طباعت نکالی۔

چو قاضی احمد ز تخت پڑی — کہ ہم نیک نام است وہم نیک ذات
بہ فرمود تصنیف زیبا کتب — کہ ہر لفظ اوہست آب حیات
مبانی او خوش فصاحت نشان — معانی دلکش چو مصری نبات
عبارات او دل پسند جہان — اشارات او پائے بند ثقات
قلم از نوشتن شود نیشکر — شود طبلۂ مشک خوشبو دوات
بوصفِ شہنشاہ عالیجناب — کہ فرخندہ نامت و فرخ صفات
ندیمان او زندہ دل با خدا — مریدانِ اُو غوث و قطب جہات
مقامش زتجلیل اُو پُر جلال — حریم سرائش معنبر سمات
ظفر مند خلفش بجاہ و جلال — نمائد شب و روز حل مشکلات
غلامِ جناب شہ محی الدین — نمود از دیالی چو فرمائشات
کہ تا سالِ تصنیف سازم رقم — مگر یاد ماند پس عہد وفات
نوشت از سر ہوش شائق بسال — مقاماتِ محبوب عالی صفات

marfat.com

۱۳۲۷ھ

ایضاً (کرامات المحبوب)

چو عالی نسب قاضی پاک زاد
که فرخنده نام است و فرخ سرشت

کتاب پسندیدہ تصنیف کرد
کہ ہر باب اوہست باب بہشت

بتاریخ او کلک شائق چنیں
کرامات محبوب بہتر نوشت

۱۳۲۷ھ

ایضاً (نفحات المحبوب)

چو قاضی احمد پسندیدہ کیش
نوشت از سر صدق زیبا کتاب

نگوئیم کتابے کہ عقد درر
بحالات سید جلالت مآب

پئے امر قاضی محمد شریف
کہ خلفِ رشید است بہر جناب

بتاریخ اُو گفت شائق بسال
کہ نفحات محبوب کار ثواب

۱۳۲۷ھ

مقامات المحبوب فارسی کا قلمی نسخہ عزیزی راشد عزیز وارثی نے تلاش بسیار کے بعد بمشکل تمام حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدری کے کتب خانہ (مملوکہ جناب قاضی رئیس احمد قادری) سے دریافت کیا اور اس کا عکس تیار کرایا۔ کرامات المحبوب کا نسخہ ہنوز دستیاب نہیں ہوسکا۔ تلاش جاری ہے۔

حضرت مولانا غلام حسن ساکن پٹکیان متصل کلیام شریف نے درج ذیل تاریخ نکالی:

مبارک صد مبارک باد پیہم
دریں ایام فرخ مشفقانم

کتاب مستطابے گشت مطبوع
ز تالیفِ برادر نور عالم

کلید گنج عرفان کنز توحید
دُرے از قلزم اسرار اعظم

گلِ خوشبوئے گلزارِ معانی
نسیم کوئے دلدار مکرم

دل و جانِ خلائق شد معطر
زہے نفحاتِ محبوبِ معظم

شدہ مطبوع در مطبع بلالی
بہ صرف مال احمد جی مجسم

marfat.com

جو حرز و حفظ عالم ہست گفتم ز سالِ طبع او تعویذ عالم

۱۳۲۷ھ

نفحات المحبوب کے آخری ٹائیٹل پیج سے ''اطلاع'' نامی اشتہار سے پتہ چلتا ہے کہ ہر سہ ۳ مجلدات بڑی کوشش سے بصرف زرکثیر زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھیں یہ اشتہار حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدری مقام تخت پڑی ضلع راولپنڈی کی جانب سے مشتہر ہوا تھا۔

مولوی محمد حسین قریشی ساکن ہنیر کسوال تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کی تصانیف گلزارِ حیدری، انتقالِ حیدری، فراقِ حیدری و مذاقِ حیدری مع کرامت نامہ، وصالِ حیدری اور مناقب حیدری کو زیورِ طباعت سے آراستہ فرمایا۔ نفحات المحبوب (فارسی) کے صفحہ ۲۶۲ پر رقم ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب مصنف گلزارِ حیدری و انتقالِ حیدری و مناقب حیدری جن کا کلام خود حضور انور علیہ الرحمۃ والغفر ان نے پرتاثیر پسند فرمایا جو گلزارِ حیدری کی چند ابیات جناب قاضی محمد عالم صاحب حکیم مرحوم ساکن چک نائن نے پیش کئے حضور انور قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ شوق عجب چیز ہے۔ پھر دعائے خیر فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

تحفہ قادریہ تصنیف منشی الٰہی بخش مرحوم احوال و آثار حضرت دیوان حضوریؒ یہ کتاب آپ نے غلام احمد خان بریاں کے مسلم پریس دہلی سے طبع کرائی۔ مولانا غلام احمد خان بریاں مرحوم کے بارے میں پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم لکھتے ہیں۔ خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے مریدین میں مولانا غلام احمد بریاں خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ ان کو تصوف سے بے حد دلچسپی تھی۔ بزرگوں کے حالات اور ملفوظات کی اشاعت میں جو کوشش انہوں نے کی، اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ''ملفوظات خواجگانِ چشت'' فوائد الفوائد، خیر المجالس، کشکول، اخبار الاخیار، اصول السماع وغیرہ کتابوں کو انہوں نے ترجمہ کرا کر اپنے مطبع مسلم پریس دہلی سے شائع کیا اور اس طرح بہت سی ایسی کتابوں کو محفوظ کر دیا جو اگر اس وقت طبع نہ ہوتیں تو ضائع ہو جاتیں۔

### اخلاق اطوار:

حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدریؒ انتہائی متقی، دیندار، سادہ مزاج اور سخی تھے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال تھے۔ آپ اپنے دور کے صاحب عزم و خدمت ولی کامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے خدمت معلیٰ میں حاضر ہوتے اور مشکلات بیان کرتے اللہ تعالیٰ کامیابی عطا کرتا

marfat.com

۔آپ کی زبان مبارک سے جو بھی فرمان صادر ہوتا اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا کیونکہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم تھا۔ حضرت قاضی احمد جی صوم وصلوٰۃ اور اوراد و وظائف کے سختی سے پابند تھے اور تقویٰ وطہارت میں اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ اہل اللہ بالخصوص حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی عقیدت ومحبت آپ کے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوئی تھی۔ کلمۂ حق کی ادائیگی میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ آپ بستی کی مسجد میں امامت خود ہی کراتے تھے۔ حضرت قاضی احمد جی قرب وجوار کے دیہات میں کسی کی وفات کی صورت میں تشریف لے جاتے اور نماز جنازہ پڑھاتے، آپ نے اپنے اکابر کی طرح درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ طلباء سے شفقت و محبت سے پیش آتے۔ اپنے شیخ کامل کی طرح آپ نے بھی لنگر کا سلسلہ جاری رکھا جہاں سے ہر صادر ووارد کو بغیر کسی امتیاز کے کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔ آپ نے دم اور تعویزات وغیرہ کی روایات کو حسب سابق جاری رکھا۔ مختلف علاقوں سے مریض آتے یا ان کے متعلقین آتے اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے انہیں شفاء کی خیرات سے نوازتا جو لوگ الجھنیں لے کر آتے، آپ انہیں رہنمائی فرماتے۔ مصیبت زدہ لوگوں کو تسلی دیتے اور صبر کی تلقین فرماتے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ساتھ محبت وعقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپ زندگی بھر گیارہ اور سترہ ربیع الثانی کو حضرت غوث الاعظم کی یاد میں وسیع پیمانے پر لنگر کا اہتمام کرتے رہے اور لنگر سے امیر وغریب کے امتیاز کے بغیر ہر کسی کو ان مواقع پر کھانا فراہم کرتے رہے۔ حضرت قاضی احمد جی ادب میں بھی منفرد مقام کے مالک تھے۔ حاجی سلطان محمد ساکن کوٹلہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ رفع حاجت کے لئے گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا ابھی راستے میں ہی تھے کہ واپس آگئے۔ جیب سے تسبیح نکال کر گھر رکھ دی پھر چل پڑے۔ میرے استفسار پر فرمایا ''راستے میں مجھے اچانک خیال آیا کہ تسبیح جیب میں ہے۔ تسبیح چونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا وسیلہ ہے لہذا میں نے خلاف ادب سمجھا کہ تسبیح کے جیب میں ہوتے ہوئے رفع حاجت کروں۔''

## علالت اور وصال شریف:

آپ کو چند روز بخار ہوا اور کافی علاج معالجہ کرایا۔ لیکن پانچ یوم بخار میں مبتلا رہ کر چھٹے روز صبح کاذب کے وقت اچانک آپ کا وصال ہو گیا۔ آخر وقت تک باہوش اور چلتے پھرتے

marfat.com

رہے۔ معمولات بدستور جاری رہے۔ آپ نے پیش گوئی فرمادی تھی کہ اب میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۹ء تاریخ وصال ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مؤلف کتاب ہذا محمد مُریداحمد چشتی کو عزیز القدر راشد عزیز وارثی کی رفاقت میں آپ کے عالیشان روضہ کی زیارت کا موقع ملا بوقت حاضری قلبی راحت نصیب ہوئی۔ آپ کی خانقاہِ معلیٰ کے ملحق دینی مدرسہ کا راؤنڈ کیا۔ یہ مقام انتہائی پرفضا اور دلکش ہے۔

الٰہی تا بود خورشید و ماہی ٭ چراغِ چشتیاں را روشنائی

## اولاد امجاد:

حضرت قاضی احمد جی نے دو عقد کئے۔ پہلی زوجہ سے درج ذیل اولاد تولد ہوئی:۔

۱۔ قاضی محمد شریف شائق صدیقی

۲۔ والدہ قاضی محمد افضل

۳۔ قاضی محمد رفیق

دوسری زوجہ سے اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ والدہ قاضی زاہد حسین

۲۔ قاضی محمد حسن

۳۔ مجردہ دختر

۴۔ قاضی محمد سلمان

۵۔ والدہ پروفیسر مسعود الحسن برلاس

حضرت قاضی احمد جی نے تمام اولاد کی تعلیم و تربیت خود فرمائی۔ خصوصاً بچیوں کی اس نہج پر کہ قرآن و حدیث اور فقہ سے مزین کیا۔ مسائل، تاریخ اسلام اور روحانی حکایات از بر تھیں۔ واقعات اور نصائح کو درس و تدریس میں استعمال کرتیں۔ تمام دختران کی بیعت جلال پور شریف تھی۔

## احباب:

حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدری کے جن معاصر علماء و مشائخ سے دوستانہ روابط تھے ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:۔

marfat.com

۱۔ حضرت خواجہ سید غلام علی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، میرا شریف ضلع راولپنڈی
۲۔ حضرت صوفی نور عالم شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ، شمس پورہ ضلع جہلم
۳۔ حضرت مولانا محمد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ، کڑی شریف تحصیل و ضلع جہلم
۴۔ حضرت مولانا حافظ محمد عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ، کڑی شریف تحصیل و ضلع جہلم
[redacted]
۶۔ حضرت مولانا محمد سلام اللہ شائق رحمۃ اللہ علیہ، چک عمر ضلع گجرات

۷۔ حضرت مولانا محمد حسین قریشی رحمۃ اللہ علیہ مصنف گلزاری حیدری، ہیر کسوال تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

۸۔ حضرت مولانا غلام حسن، پنڈکیان متصل کلیام شریف ضلع راولپنڈی

۹۔ حضرت خواجہ سید نیک عالم شاہ کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری قدس سرہ العزیز، ساکن کوٹلی شہانی۔ تحصیل و ضلع جہلم

## کرامات:

حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدری کی لاتعداد کرامات میں سے چند ایک کا ذکر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ راوی ہیں۔ ہمارے چک نمبر ۲۲۹ رای بی، گگو منڈی ضلع وہاڑی کے چوہدری نیک محمد کافی عرصہ سے بے اولاد تھے۔ ان کے ہمارے والد گرامی حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادری سروری کے ساتھ بہت عمدہ تعلقات تھے۔ اور ان کے بیحد معتقد تھے۔ ایک دفعہ قاضی احمد جی پاک پتن شریف حاضری کے لئے گئے تو والد ماجد چک میں ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ والد ماجد نے چوہدری نیک محمد کو کہا کہ یہ قاضی صاحب بہت اللہ والے ہیں۔ اور صاحب نظر ہیں۔ ایک تو ان کے بیعت ہو جاؤ اور دوسرا ان سے اولاد کے لئے دعا کراؤ چنانچہ قاضی صاحب چک میں پہنچے تو چوہدری نیک محمد حاضر خدمت ہوا اور بیعت و دعا کے لئے گذارش کی۔ آپ نے بیعت تو فرما لیا لیکن دعا کے متعلق فرمایا کہ کل دیوان

marfat.com

صاحبؒ چاولی مشائخ کی چوکھٹ پر ہوگی۔ دوسرے روز یہ تمام صاحبان گھوڑیوں پر سوار چک سے دیوان صاحبؒ حاضر ہوئے اور قاضی احمد جی نے وہاں دعا فرمائی چنانچہ بعد ازاں اللہ کریم نے انہیں دولڑکے محمد اسلم اور محمد اکرم سے نوازا۔

ڈھوک قاضیاں (تخت پڑی) کے مضافاتی گاؤں پنڈ جھاٹلہ کا رہائشی مبارک علی خان والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اسے ٹائیفائیڈ ہوگیا دیگر معالجین کے علاوہ صوبیدار حکیم قاضی محمد یوسف نے بھی علاج کیا لیکن صحت نہ ہوئی۔ صوبیدار صاحب نے انہیں کہا کہ آپ قاضی احمد جی سے دعا کرائیں۔ بچے کے والدین اسے قاضی صاحب کے پاس لے گئے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کنوئیں سے پانی لاؤ۔ پانی لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اسے ہمارے سامنے پانی پلاؤ اور صوبیدار صاحب کو کہا کہ دس منٹ کے بعد بخار ٹوٹ جائے گا۔ صوبیدار صاحب حیران و پریشان کہ اتنی دوائیوں سے بخار نہ ٹوٹا۔ قاضی صاحب نے صرف پانی پلا کر کہہ دیا۔ چلیں دیکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے جیبی گھڑی نکالی اور وقت دیکھنا شروع کر دیا۔ ٹھیک دس منٹ بعد واقعی بچے کا بخار اتر چکا تھا۔ یہ شفا پانی میں حضرت قاضی جی کی نگاہِ کرم اور سیف لسانی سے آئی۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گر چہ از حلقوم عبداللہ بود

مندرجہ بالا سطور میں قاضی احمد جی نے جس کنوئیں سے پانی لانے کا فرمایا تھا۔ اس کنوئیں میں پانی کافی کھدائی اور تگ و دو کے باوجود نہ آرہا تھا چنانچہ آپ کے والدِ گرامی حضرت قاضی غلام محی الدین قادریؒ کی دعاؤں سے اس میں پانی آیا۔ لوگ دور دراز سے اب بھی اس کنوئیں کا پانی برائے شفاء لے جاتے ہیں۔

ڈھوک قاضیاں (تخت پڑی) کے مضافاتی گاؤں موہڑہ گولڑہ کی رہائشی مائی بڑھیا مسماۃ مائی نکی کے فرزند کے ہاں اولاد نہ تھی۔ حضرت قاضی غلام محی الدین قادری سے دعا کرائی گئی جب مائی نکی کا بیٹا بفضلِ خدا صاحب اولاد ہوگیا۔ تو وہ کچھ نذر نیاز لے کر اپنے ننھے پوتے کو اٹھائے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حویلی میں داخل ہوتے ہی اس کا سامنا قاضی احمد جی سے ہوگیا۔ مائی نکی نے سلام عرض کیا۔ قاضی صاحبؒ نے دریافت کیا۔ مائی کیسے آئی ہو۔ مائی نے عرض کی۔ حضور بیٹے کے گھر اللہ کریم نے عرصہ بعد رونق دی ہے۔ پوتے کو سلام کرانے آئی ہوں قاضی احمد جی فرمانے لگے۔ یہ لڑکا کب ہے یہ تو لڑکی ہے۔ مائی کہنے لگی نہ حضور یہ تو لڑکا ہے۔

marfat.com

فرمایا ذرا غور سے دیکھو یہ لڑکی ہے مائی نے جب توجہ دی تو وہ حیران و پریشان کہ واقعی لڑکی ہے۔ قاضی احمد جی یہ کہہ کر ایک طرف ہو گئے اور مائی بگی اسی پریشانی کے عالم میں چند قدم آگے چبوترے پر بیٹھے تلاوت میں مصروف قاضی غلام محی الدین کے پاس جا پہنچی اور سلام عرض کیا۔ حضرت نے سلام کا جواب دے کر پوچھا۔ مائی پریشان کیوں ہو؟ عرض کیا۔ یہ پوتا ہوا تھا۔ آپ کو سلام کرانے لائی تھی اب قاضی احمد جی فرماتے ہیں کہ یہ لڑکی ہے جبکہ پہلے تو یہ لڑکا تھا حضرت صاحب ہنس پڑے اور اپنی چادر مبارک اپنے منہ پر رکھ کر فرمانے لگے کہ پریشان نہ ہو یہ لڑکا ہی ہے اب مائی نے دوبارہ دیکھا تو وہ لڑکا ہی تھا۔ حضرت نے فرمایا سلام دعا ہو چکی۔ اب اس طرف نہ جانا جلدی سے اس ڈیوڑھی سے واپس چلی جاؤ۔

قاضی حسن دین (قاضی احمد جی کے داماد اور راشد عزیز وارثی کے نانا جان اور قاضی عمیر احمد کے دادا جان) محکمہ تعلیم میں ملازم تھے۔ ان کی ٹرانسفر روات سے مری کے علاقے میں ہو گئی وہ بہت پریشان تھے کیونکہ انہیں پتہ چلا کہ اس طرف ٹریفک کا خاطر خواہ انتظام نہیں۔ جنگل میں سے پیدل بھی سفر کرنا پڑتا ہے راستے میں شیر اور چیتے تک ہیں۔ قاضی حسن دین وہاں جانے سے قبل ڈھوک قاضیاں پہنچے اور قاضی غلام محی الدین قادری سے ملے اور بتایا کہ میرا تبادلہ مری کے دور دراز پہاڑی علاقے میں ہو گیا ہے۔ اور راستے کی کیفیت بیان کر کے بتایا کہ اس وجہ سے میں وہاں نہیں جانا چاہتا۔ حضرت قاضی غلام محی الدین فرمانے لگے۔ حسن دین پریشان نہ ہو احمد جی کے پاس چلے جاؤ۔ انہیں عرض کرو۔ وہ اس کا کوئی خاطر خواہ بندوبست کر دیں گے۔ چنانچہ جب قاضی حسن دین نے قاضی احمد جی کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا حسن دین پریشان نہ ہو جب کوئی مشکل وقت پیش آیا تو مجھے یاد کر لینا فکر نہ کرنا میں پہنچ جاؤں گا بے فکر رہو تمہیں کچھ نہیں ہو گا قاضی حسن دین کا بیان ہے کہ میں وہاں جانے کے لئے نکلا تو بس نے مجھے راستے میں ہی کافی لیٹ کر دیا اور شام کا اندھیرا چھا گیا۔ جہاں بس نے مجھے اتارا۔ وہاں سے آگے چند میل کا فاصلہ بالکل جنگل اور پہاڑ تھے۔ میں بہت ڈرا اور گھبرایا کیونکہ کبھی شیر بولتا کبھی کوئی چیتا اور کبھی کوئی درندہ۔ ایک دفعہ جب بہت ہی قریب سے شیر کی آواز آئی تو میں بہت گھبرایا اور سوچا کہ قاضی احمد جی نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے یاد کر لینا لہٰذا اب اس مشکل وقت اور کیا ہو گا؟

marfat.com

اب کسی بھی وقت کوئی چیز آئے گی اور مجھے کھا جائے گی۔ لہٰذا مہربانی فرمائیں اور دستگیری فرمائیں۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے گھوڑے کے دوڑنے کی آواز آئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش گھوڑے پر سوار آیا اور میرے پاس سے گزر گیا۔ اسی طرح ایک دوسرا اور پھر تیسرا سوار آیا اور میرے پاس سے گزر گیا۔ جب چوتھا سوار آیا تو اس نے میرے پاس رک کر مجھے کہا کہ مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ اور میرے پیچھے بیٹھ جاؤ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ ابھی چند لمحے بھی نہ گذرے تھے کہ اس نے گھوڑا روکا اور کہنے لگا۔ لو تمہارا اسکول آ گیا۔ دیکھ لو یہی ہے ناں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ یوں گھوڑ سوار مجھے وہاں پہنچا کر فوراً غائب ہو گیا۔

چند یوم کے بعد جب قاضی حسن دین گھر واپس آئے اور دوبارہ حضرت قاضی غلام محی الدین قادری سے ملے تو حضرت صاحب فرمانے لگے سناؤ بھئی حسن دین تمہارا کیا حال ہے؟ وہاں تمہارے، راستے میں جنگل تو بہت ہے۔ وہاں شیر بھی ہیں، گیدڑ بھی ہیں اور ہاں جنگل تو کہتے ہی اس کو ہیں کہ جس میں شیر بھی ہوں اور چیتے بھی اور گیدڑ بھی جس میں ہر چیز ہو لیکن تمہیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے تمہیں کسی چیز نے کیا کہا ہے؟ قاضی حسن دین عرض کرنے لگے حضرت آپ نے دستگیری فرمائی ہے تو کام چل رہا ہے ورنہ میرا تو کوئی حال نہ تھا پھر وہ تمام منظر بیان کیا کہ ایک سوار گزرا پھر دوسرا، پھر تیسرا اور پھر چوتھے سوار نے مجھے اٹھایا۔ حضرت فرمانے لگے اسی لئے چوتھے سوار کے پاس ہی تو بھیجا تھا کہ جاؤ اس سے بات کرلو۔ (وہ چوتھے سوار قاضی احمد جیؒ تھے)

## جانشین:

حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدریؒ کے وصال شریف کے بعد آپ کی مجردہ دختر نے آپ کے مشن کو کامیابی سے رواں دواں رکھا۔ بعد ازاں حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ (م ۱۹۹۳ء) جانشین ہوئے۔ آجکل جناب قاضی محمد رئیس احمد قادری آپ کے مشن کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

## ماخذ و مراجع


۱۔ صوفی نور عالم شس پوری: نجات المحجوب مطبوعہ کارخانہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ۱۳۲۷ھ

۲۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت مطبوعہ ندرت پرنٹرز لاہور


marfat.com

۳۔ملفوظات حیدری مطبوعہ لاہور (باراول) ۱۴۰۴ھ
۴۔محمد مُرید احمد چشتی: فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء
۵۔صوفی نور عالم شمس پوری: مقامات المحبوب (فارسی)
۶۔افتخار احمد حافظ قادری: اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف وتحفہ قادریہ (منظوم) مطبوعہ ۱۴۲۴ھ
۷۔قاضی فقیر محمد چشتیؒ: گلدستہ دیوانہ (قلمی)
۹۔انٹرویو: الحاج فقیر عزت شاہ وارثی انٹرویو کنندہ محمد مُرید احمد چشتی
۱۰۔انٹرویوز: جناب قاضی محمد بشیر الدین، قاضی محمد رئیس احمد قادری، پروفیسر مسعود الحسن برلاس:
انٹرویو کنندہ جناب راشد عزیز وارثی سلمہ،
۱۱۔نوٹ: انٹرویوز اور مضمون کی تیاری میں عزیز القدر راشد عزیز وارثی سلمہ، نے خصوصی معاونت فرمائی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

marfat.com

# حضرت مولانا غلام محی الدین طوروی

حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب انیسویں صدی کے اوائل میں جہلم کے گاؤں طور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام مولوی فتح اللہ تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد نے پنڈی بہاؤ الدین سے ہجرت کر کے اس گاؤں میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ آپ کا خاندان تو جنجوعہ راجپوت تھا لیکن علمی و ادبی اور دینی و روحانی خدمات کی بناء پر تعظیماً میانے کہا جاتا۔ چونکہ آپ کے والدین خود ہی بڑے صاحبِ علم و فضل تھے لہٰذا انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت بھی خود ہی فرمائی۔ آپ کی حیثیت اس علاقہ میں قاضی القضاۃ کی تھی۔ علاوہ ازیں امامت و خطابت، فتویٰ نویسی اور علومِ قرآنی کی درس و تدریس بھی فرماتے۔

آپ کی بیعتِ طریقت محبوبِ سبحانی حضرت سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ العزیز سے تھی۔ آپ ایک عالمِ دین تو تھے ہی لیکن آپ کے مرشدِ کامل کی نگاہِ کرم نے آپ کو ایک عارفِ کامل بھی بنا دیا۔ جس کے آثار آپ کی اولاد کی دینی و روحانی خدمات اور تصانیف کی صورت میں سامنے آئے۔

آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ صاحبزادے مولانا محمد عارف اور مولانا محمد فاضل بہترین کاتب، انتہائی زیرک عالم و فاضل اور صاحبِ تصنیف ادیب اور قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآنِ پاک کا قلمی نسخہ آج بھی ان کی اولاد کے پاس محفوظ ہے۔ دیگر قلمی کتب جو حدیثِ مبارکہ، تصوف اور پنجابی صوفیانہ کلام پر مشتمل تھیں اور ایک عرصہ دراز ان کے پسماندگان کے پاس محفوظ رہیں وہ کافی حد تک ۱۹۹۲ء کے سیلاب میں برد ہو گئیں۔ مولانا عبد السلام چشتی چوٹالوی اور مولانا عبد الرحمان جامی جیسے اعلیٰ پائے کے صاحبانِ علم و ادب اور واقفِ اسرار و رموزِ شریعت و طریقت ان تصانیف کو دیکھ کر مولانا غلام محی الدین، مولانا محمد عارف اور مولانا محمد فاضل کے مقام و مرتبہ کے معترف ہیں۔

آپ کی اولاد میں سے آپ کی صاحبزادی مسماۃ ھدایت بی بی روحانی اعتبار سے آپ کی اولاد میں سب سے زیادہ عالمہ، فاضلہ، زاہدہ، عابدہ اور متقیہ تھیں۔ نماز، روزہ، اوراد و وظائف

marfat.com

کے ساتھ ساتھ قرآنِ پاک کی تدریس ان کا مشن تھا۔ مرکزی جامع مسجد طور سے ملحق آج بھی ان کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

مولانا غلام محی الدین صاحب کا وصال مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ بمطابق ۱۰ دسمبر ۱۸۸۸ء بروز پیر موضع طور میں ہوا۔ مرقدِ انور طور کے مرکزی قبرستان میں اپنے آباؤ اجداد اور اولاد کی قبور کے درمیان مرجع خلائق ہے۔ آپ کے وصال پُر ملال پر دسمبر ۱۸۸۸ء کے ''سراج الاخبار'' (جہلم) میں مولوی غلام غوث کھوڑوی مرحوم ابنِ فاضلِ اجل مولوی محمد عالم رئیس کھوڑوی ضلع گجرات نے ان الفاظ میں منظوم تاریخ وصال رقم فرمائی:

بغوث رفت اشارت ز حضرت ہاتف
بپاک دوحۂ بالا غلام محی الدین

۱۳۰۶ھ

## ماخذ و مصادر:

۱۔ سراج الاخبار۔ جہلم (دسمبر ۱۸۸۸ء)
۲۔ انٹرویوز: علامہ حافظ عبدالرحمان جامی۔ رانا محمد سعید۔ رانا محمد نسیم۔
چوہدری شہزاد احمد ساہی۔ پروفیسر زاہد حسین ساہی۔
خصوصی مساعی: راشد عزیز وارثی

marfat.com

# حضرت حکیم علی محمد خان دہلوی

شفاء الہند حکیم ملک علی محمد خان سابق صدر الطباء صوبہ بمبئی (انڈیا) سابق صدر الطباء ضلع سرگودھا (پاکستان) کے آباؤاجداد وادیٔ سون کے موضع مردوال کے باشندہ تھے۔ حکیم صاحب موصوف کے والد ماجد حضرت حافظ ہادی بخش ولد حافظ خیر محمد نے اپنی حیات میں اپنے پیر خانہ سیال شریف کے قریبی گاؤں دھیر ووال میں سکونت اختیار کرلی۔ آپ کی پیدائش اسی دھیر ووال گاؤں میں ۱۸۹۱ء کو ہوئی۔

چار پانچ سال کی عمر میں شفقت پدری سے محروم ہو گئے اور دینی علوم کی تحصیل کے سلسلہ میں معظم آباد شریف (ضلع سرگودھا) مقیم رہے۔ آپ کی پہلی بیعت اشرف الاولیاء ثانی لا ثانی حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ بعدازاں حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ثانی کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ کے دورِ مبارک میں حکیم صاحب نے سہ بارہ بیعت کی التجا کی تو حضور شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ پہلے والی بیعت ہی کافی ہے۔ حضور کے وصال شریف کے بعد حضور امیر شریعت خواجہ حافظ محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی کے دورِ ہمایوں میں حضرت حکیم ملک علی محمد خان نے وفات پائی گویا اس طرح حکیم صاحب آستانہ عالیہ سیال شریف کی چار پشتوں کے ادوارِ مبارکہ سے مستفیض ہوئے اور یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو بہت ہی کم حضرات کے حصہ میں آیا۔

حضرت ثالث سیالوی، حکیم علی محمد خان کو مختصر کہہ کر یاد فرماتے تھے۔ اس لئے حکیم صاحب موصوف نے اپنی اُردو، پنجابی شاعری میں لفظ مختصر کو ہی اپنا تخلص قرار دیا۔ حضرت ثالث کے زمانہ میں تحریکِ خلافت کے دوران میں اڑھائی سال قید و بند کی اذیتیں برداشت کیں۔ اغلباً ۱۹۲۲ء کا واقعہ ہے کہ گرفتار ہوئے۔ گرفتاری کا عمل بھیرہ سے ہوا جہاں حضرت ثالث کی صدارت میں جلسہ کا انعقاد ہونا تھا مگر حکومتِ انگریز نے جلسہ کا انعقاد نہ ہونے دیا۔ حکیم علی محمد خان مختلف

marfat.com

جیلوں میں رہے۔ جیل میں انتہائی سختی کا سلوک روا رکھا گیا کیونکہ یہ لوگ حکومتِ انگریزی کی مخالفت کے باعث جیل گئے تھے۔ رہائی کے بعد حصول علم کے لئے پھر متوجہ ہوئے اور حضرت ثالث غریب نواز کی اجازت سے اغلباً ۱۹۲۶ء میں دہلی تشریف لے گئے اور مختلف حکماء سے فیض حاصل کیا اور اپنی طبی تعلیم مکمل کی۔ حکیم صاحب کے اساتذہ میں حکیم عبدالرحمٰن پرنسپل طبیہ کالج دہلی اور حضرت حکیم محمد اجمل خان دہلوی قابلِ ذکر ہیں۔

حکیم محمد اجمل خان دہلوی نے دہلی میں غرباء کے لئے شفاخانہ قائم کیا تو شفاخانہ کے طبیب کی تقرری کے لئے آپ سے فرمایا کہ آپ شفاخانہ کے طبیب کا چارج سنبھال لیں، آپ کو ماہوار تنخواہ بھی ملتی رہے گی، خدمتِ خلق بھی ہے اور اس میں آپ کا گذارہ بھی، جواباً آپ نے فرمایا کہ آپ کا جو حکم ہو سر آنکھوں پر اور جو خدمت آپ فرمائیں میں انجام دینے کے لئے تیار ہوں مگر میں ملازمت نہیں کروں گا۔ حکیم محمد اجمل خان اس جواب سے بے انتہا خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ لڑکا خاندانی لگتا ہے۔

فراغتِ تعلیم کے بعد حکیم علی محمد خان نے دہلی میں مجربات آفس کے نام سے اپنا ذاتی دواخانہ قائم کیا۔ یہ دواخانہ ۱۹۲۹ء میں قائم تھا، اس سن کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ حضرت ثالث سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲/محرم ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء) کے وصال کی اطلاع حضرت مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ (محمدی شریف) نے اسی مجربات آفس دہلی کے پتہ پر بذریعہ کارڈ آپ کو روانہ کی۔

قیامِ دہلی کے دوران بمبئی سے بعض مریضان حکیم محمد اجمل خان کے پاس بغرضِ علاج آئے، ساتھ ہی انہوں نے اس غرض کا اظہار بھی کیا کہ بمبئی سے دہلی بغرض علاج آنا جانا مشکل رہتا ہے آپ براہِ کرم اپنا کوئی نائب بمبئی کے لئے تجویز فرمادیں تاکہ ہمیں اور دیگر اہالیانِ بمبئی کو علاج معالجہ کی سہولت حاصل ہو سکے۔ اس پر حکیم محمد اجمل خان نے آپ کا نام نامی تجویز فرمایا اور اس طرح حکیم علی محمد خان کا قیام بمبئی ممکن ہُوا۔

حکیم علی محمد خان نے بمبئی جا کر اجمل میڈیکل ہال کے نام سے اپنا مطب شروع کیا۔ اس کے علاوہ بمبئی کے تین دیگر مقامات پر بھی اپنے مطب کا اجراء فرمایا اور اس طرح ہر مطب کے لئے

marfat.com

دو، دو گھنٹے کا ٹائم تجویز و تشخیص کے لئے مقرر تھا۔ بقیہ اوقات میں دیگر ملازم اطباء کام سرانجام دیتے تھے۔ قیام بمبئی کے دوران حکیم علی محمد خان نے ایک ماہوار طبی رسالہ ''اجمل میگزین'' کے نام سے جاری کیا، اس کے علاوہ ہفتہ وار رسالہ ''شباب'' نیز یومیہ اخبار ''آفتاب'' اور ایک شام کو شائع ہونے والا اخبار ''نشاط'' جاری کیا اور یہ اخبار و رسائل کافی عرصہ تک جاری رہے۔ ''اجمل میگزین'' کی فائل حکیم محمد ذاکر صاحب مدظلہٗ جوہر آباد ضلع خوشاب کے پاس موجود ہے۔

حضرت حکیم علی محمد خان صوبہ بمبئی کی طبی ایسوسی ایشن کے صدر بھی مقرر ہوئے اور ایک اہم کارنامہ بمبئی میں اجمل فری فارمیسی کا قیام تھا، جس کے افتتاحی اجلاس میں بمبئی کے مقتدر ہستیوں نے شرکت فرمائی جن میں حضرت مولانا شوکت علی اور سر قاسم متھا قابل ذکر ہیں۔ اس اجمل فری میسی میں ایک آنہ یومیہ پرچی پر غرباء کو علاج معالجہ کی سہولت حاصل تھی۔

حکیم علی محمد خان اپنی طبی شہرت کے باعث افریقہ علاج کی غرض سے بھی تشریف لے گئے جس کی مقررہ فیس تین صد روپیہ -/300 یومیہ تھی اور یہ بھی ایک انتہائی بڑا اعزاز ہے جو آپ کو حاصل ہُوا کیونکہ ہندوستان کا کوئی طبیب بغرض علاج آج تک باہر نہیں گیا۔ یہ ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے، جب ہندوستان میں چالیس روپیہ فی تولہ سونا تھا۔

حکیم علی محمد خان نے قیام بمبئی کے دوران ۱۹۳۱ء میں سرگودہا میں دہلی دواخانہ کے نام سے جامع مسجد کے قریب اپنے مطب کی ایک شاخ بھی قائم کی۔ حکیم صاحب ہر دو ماہ کے بعد کچھ عرصہ کے لئے سرگودہا تشریف لاتے۔ دواخانہ کی دیکھ بھال، مریضان کے علاج معالجہ کی ضروریات کی تکمیل کے بعد سیال شریف اور تونسہ شریف کی حاضری دیتے ہوئے واپس بمبئی تشریف لے جاتے۔ حکیم صاحب کی عدم موجودگی میں دواخانہ کا ملازم عملہ تمام امور کی تکمیل کرتا۔ ۱۹۳۴ء میں حکیم صاحب کی اہلیہ محترمہ کی وفات کے بعد دہلی دواخانہ سرگودہا بند کر دیا گیا اور اسی سن میں حکیم صاحب نے دوسری شادی اجمیر شریف میں حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بھتیجی سے کی۔

marfat.com

اطباء صوبہ بمبئی کے صدر کی حیثیت سے حکیم علی محمد خان کی ملاقاتیں اکثر قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم سے بمبئی میں ہوتی رہتی تھیں اور مختلف قومی، سیاسی امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہتا تھا، طبی وفود کی شکل میں بھی آنا جانا رہتا تھا۔ اس طرح مسلم لیگ کی ترقی اور مقبولیت کے امور باہمی طور پر توجہ کا مرکز بنے رہتے، اس سلسلہ میں قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی طرف سے حکیم علی محمد خان کے نام ان کی اہم تحریریں اور خطوط آپ کی زندگی کا اہم ترین تاریخی سرمایہ تھیں جو افسوس زمانہ کی دست بُرد سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

ایک دفعہ حکیم علی محمد خان نے جناح صاحب سے بمبئی میں جناح میڈیکل کالج کے انعقاد کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے بخوشی اپنا نام استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح بمبئی میں جناح میڈیکل کالج کا اجراء بھی حضرت حکیم علی محمد خان کا مرہونِ منت ہے۔ جس کا افتتاح گورنر بمبئی نے کیا۔ ۱۹۴۰ء میں جب حکیم علی محمد خان عرس مبارک میں شمولیت کی غرض سے سیال شریف حاضر ہوئے تو حضور شیخ الاسلام حضرت خواجہ حافظ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہٗ نے حکیم صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا:

"حکیم صاحب آپ بہت عرصہ باہر رہے ہیں، اب آپ اپنے وطن واپس آجائیں"
جواباً حکیم صاحب نے عرض کیا جو حضور کا حکم ہو، تعمیل ہوگی۔ یہ خیال رہے کہ اُس وقت پاکستان بننے کے کوئی ظاہری امکانات قطعاً موجود نہیں تھے۔ حکیم صاحب حضور کے فرمان کے مطابق ۱۹۴۳ء میں بمبئی کو خیر باد کہہ کر سیال شریف کے قریبی گاؤں ساہی وال میں رہائش پذیر ہوگئے۔ ایک سال ساہی وال قیام رہا۔ اس کے بعد سرگودھا منتقل ہوگئے اور تا زیست سرگودھا میں ہی قیام پذیر رہے۔

حضرت حکیم علی محمد خان اپنی گوناگوں عملی صلاحیتوں اور خوبیوں کی بنا پر سرگودھا میں بھی انتہائی بااثر شخصیت کے طور پر نمایاں رہے۔ بی اہمیت، پنجاب اسمبلی میں ان کی آبادی کے لحاظ سے ممبران کا انتخاب یہ مقاصد لے کر تنظیم الاعوان کے نام سے ایک تحریک شروع کی اور اس آواز کو بلند کرنے کے لئے ایک سہ روزہ اخبار "ندائے اعوان" بھی سرگودھا سے جاری کیا جس کی ادارت بھی صاحب موصوف خود ہی فرماتے۔ اس کے علاوہ طبی خدمات کے طور پر سرگودھا میں

marfat.com

سنٹرل طبیہ کالج سرگودہا کا اہتمام ان کی انتہائی قابل قدر خدمات کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

سرگودہا طبیہ کالج کے مستند حضرات پاکستان کے قیام کے بعد جب ہندوستان منتقل ہوگئے تو وہاں کی حکومت نے ان سندات کو منظور کرتے ہوئے معالجین کو رجسٹرڈ کردیا۔ بعد میں حکومتِ پاکستان نے بھی رجسٹریشن کے دوران سنٹرل طبیہ کالج سرگودہا کے سند یافتگان معالجین کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں رجسٹرڈ کردیا۔ حکیم علی محمد خان نے قیامِ سرگودہا کے دوران چھ طبی کانفرنسوں کا انعقاد کیا، جس میں ہندوپاکستان کے جلیل القدر اطباء شرکت فرماتے رہے جن میں بمبئی سے آیورویدک طبیب پنڈت شیوشرما اور دہلی سے حکیم اجمل خان دہلوی مسیح الملک کے فرزند گرامی حکیم محمد جمیل خان نیز لاہور سے حکیم محمد حسن قرشی اور حکیم نیّر واسطی جیسی شخصیات کی شرکت انتہائی قابل ذکر اور انتہائی قابل فخر ہے۔

پنڈت شیوشرما بمبئی سے طبی کانفرس میں شمولیت کے لئے جب سرگودہا پہنچے تو حکیم علی محمد خان کو مخاطب ہوکر کہنے لگے۔ ''آپ جیسے بڑے طبیب کے لئے سرگودہا جیسی چھوٹی جگہ کسی طرح موزوں نہیں تھی، آپ کو تو کسی بڑے شہر میں ہونا چاہئے تھا''۔ اسی طرح حکیم محمد جمیل خان جب سرگودہا طبی کانفرنس میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تو حکیم علی محمد خان سے کہنے لگے۔ آپ کی دعوت پر سرگودہا آگیا ہوں کیونکہ آپ کا کہا ٹالا نہیں جاسکتا تھا، یہ خیال رہے کہ حکیم محمد جمیل خان کسی طبی اجلاس میں شمولیت کی غرض سے کبھی دہلی سے باہر نہیں نکلے۔

ان دو اہم ترین تاریخی طبی شخصیات کے مختصر جملوں سے حکیم علی محمد خان کی طبی اہمیت اور شخصیت کا بھرپور اندازہ ہوجاتا ہے، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پورے ہندوستان میں کسی شخص نے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان دہلوی کے نامِ نامی سے اپنے کسی ادارہ کا اجراء نہیں کیا۔ حکیم علی محمد خان ہی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے بمبئی میں ''اجمل میڈیکل ہال'' اور ''اجمل فری فارمیسی'' کے نام سے ادارہ قائم کیا اور ایک طبی رسالہ ''اجمل میگزین'' کے نام سے بھی شائع کیا۔ بلاشبہ یہ جسارت باہمی اعتماد اور اُنس و محبت ہی کا نتیجہ ہوسکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان دہلوی کے خاندان کے کسی فرد نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

معارف اعظم گڑھ نے اجمل میگزین پر تبصرہ لکھا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

marfat.com

اجمل میگزین بمبئی (ماہانہ) ناظر جناب حکیم علی محمد خان صاحب دہلوی، ۵۰ صفحے تقطیع ۸/۲۰×۳۰، قیمت سالانہ پتہ، کوٹھاری منشن، مقابل جنرل پوسٹ آفس، بوری بندر، بمبئی نمبرا

یہ طبی رسالہ جس میں عام فہم طبی معلومات چھپتے ہیں اور طب جدید کے مقابلہ میں طب قدیم کی حمایت کی جاتی ہے۔ حفظان صحت طبی معلومات، دواسازی، الادویہ، الامراض والعلاج، مجربات، سوالات، اقتصادیات وغیرہ اس کے مستقل عنوان ہیں۔

طبیہ بورڈ سرگودہا، اوراس کے تحت سنٹرل طبیہ کالج اور خیراتی شفاخانہ کی ترویج وترقی اور اطباء کی تنظیم کو منظم کرنے کی خاطر جہاں کئی تدابیر حکیم علی محمد خان نے اختیار کیں، وہاں ان کا یہ کارنامہ بھی نہایت مستحسن تھا جوانہوں نے حکومتِ وقت سے ضلع سرگودہا کے تمام اطباء کے لئے کھانڈ کا کوٹہ سنٹرل طبیہ بورڈ کے نام منتقل کروایا تاکہ طبیہ بورڈ اپنے نامزد کردہ اطباء کی وساطت سے ہر گاؤں، ہر قریہ اور ہر شہر میں کھانڈ کی تقسیم کا بندوست کر سکے اور کسی طبیب کو کسی سرکاری ڈپو پر کھانڈ کے حصول کے لیے نہ جانا پڑے۔ یہ وہ کارنامہ ہے جس کی پورے پاکستان میں کوئی مثال نہیں ملتی بلکہ میں تو کہوں گا کہ کسی اور حکومت میں اس کی کوئی مثال نہیں کہ کسی سرکاری ادارہ نے اپنی ذاتی ذمہ داریاں کسی نجی ادارہ کے حوالے کردی ہوں۔ بلاشبہ اس میں حکیم علی محمد خان کی شخصیت اوران کا ذاتی اثر ورسوخ ہی کارفرما تھا۔ اس تحریک کا مقصد اطباء ضلع سرگودہا کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع کرنا اور طبی اداروں، سنٹرل طبیہ بورڈ، خیراتی شفاخانہ اور طبیہ کالج سرگودہا کو زیادہ سے زیادہ خودکفیل بنانا مقصود تھا۔

واقعی یہ ایک عظیم تحریک اور ایک عظیم مقصد تھا۔ بلاشبہ حضرت حکیم علی محمد خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام زندگی اک جہد مسلسل عمل پیہم اور عظیم کارناموں کا مجموعہ ہی نہیں رہی جس کو دیکھ کر بے ساختہ زبانِ حال سے یہی نکلتا ہے۔

مرحبا اے مردِ عالی مرحبا

آپ درج ذیل طبی کتب کے مصنف ہیں۔

سلک الدُرَر

اسرارِ خزانہ

marfat.com

۳ کیمیا گر
۴ بیاض اجمل وغیرہ

شفاء الہند جناب حکیم علی محمد خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر اطبا ء صوبہ بمبئی (انڈیا)، سابق صدر اطباء سرگودہا (پاکستان)، مالک مجربات آفس دہلی، اجمل میڈیکل ہال، اجمل فری فارمیسی، نشاط فارمیسی بمبئی، مدیر ماہنامہ رسالہ اجمل میگزین ہفت روزہ رسالہ شباب، روزنامہ اخبار آفتاب، شبینہ اخبار نشاط بمبئی، ناظم جناح میڈیکل کالج بمبئی، مالک دہلی دواخانہ سرگودہا، ہیلتھ ڈپو، ماء اللحم کمپنی، صوفی طبی کتب خانہ سرگودہا، مدیر اخبار ندائے اعوان سرگودہا، صدر طبیہ بورڈ، سنٹرل طبیہ کالج، خیراتی شفاخانہ سرگودہا ۲۹/صفر المظفر ۱۴۰۳ھ موافق ۱۶/ دسمبر ۱۹۸۲ء بروز پنجشنبہ سرگودہا میں واصل بحق ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قبرستان دادا باغ سیال شریف میں مدفون ہیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ فرزندان گرامی کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ حکیم محمد ذاکر صاحب مدظلہ، جوہر آباد ضلع خوشاب
۲ محمد اجمل، سرگودہا شہر

بندہ مولف کی فرمائش پر حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہ سونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات نے قطعہ تاریخ وفات کہا

<u>شفاء الہند حکیم علی محمد خان</u>

۱۴۰۳ھ

| | |
|---|---|
| مردِ مومن علی محمد خان رحمۃ اللہ علیہ | زبدۂ اہلِ حق خجستہ خصال |
| نادرِ وقت بود در فنِ طب | بدز تشخیص مرض ہا بے مثال |
| صاحبِ علم وحلم وعزمِ جواں | صائب الرائے بود شیریں مقال |
| بُد مشرف زنسبت پیرسیال | مُرشدش خواجہ ثانی قطبِ کمال |
| روزِ پنجشنبہ بست وثہ ازصفر | کرد عزم سفر سوئے ذوالجلال |
| تا ابد بر مزارِ اُو روز و شب | ابرِ انوار، و رحمتِ لایزال |

marfat.com

جُست فیضِ الٰہی چوں سال از خرد گفت "مستور شُد شہید جمال"

۱۴۰۳ھ

بندہ مولف کی درخواست پر حضرت صابؔر براری مدظلہ العالی نے قطعہء تاریخ وصال کہا

حضرت علی محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ طبیب حاذق
ارضِ وطن میں جن کو حاصل تھی خاص شہرت
سالِ وصال ان کا کہہ دو یہ صاف صابرؔ
"ہیں اب علی محمد جنت میں نیک صحبت"

۱۴۰۳ھ

شفاء الہند جناب حکیم علی محمد خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشدزادہ حضور شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ کی خدمت میں افریقہ سے ایک عریضہ تحریر فرمایا۔ فھو ھذا

۴/ اگست ۱۹۳۸ء ۷۸۶

۶/ جمادی الآخر جمعرات ۷۹۶

تو جان عالمی وفدائے تو جانِ ما
قربان خاکِ راہے توروح وروان ما

حضرت اقدس مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عالیجاہ ۱۸/ جولائی کو مَیں ایک رجسٹری لفافہ جس میں ۵۵۰ کے نوٹ تھے، روانہ کر چکا ہوں مع ایک عریضہ کے غالباً لفافہ حاضر حضور ہو چکا ہوگا۔ الحمدللہ مَیں نے وہ عریضہ نیروبی افریقہ کے صدر مقام سے روانگی پر لکھا تھا۔ افریقہ کے تین صوبے ہیں۔

(۱) کینیا۔ (۲) یوگنڈا۔ (۳) ٹانگا ینکا۔

نیروبی کینیا کا صدر مقام ہے۔ ۱۸/ جولائی صبح دس بجے یہ ناچیز نیروبی سے یوگنڈا کی طرف روانہ ہُوا۔ تقریباً ایک ماہ نیروبی رہا۔ چند ایک مایوس مریضوں کا علاج آپ کے لطف وکرم

marfat.com

کے بھروسہ پر کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ نتیجہ تسلی بخش رہا اور حضور نے اپنے اس بے سُلجے طبیب کی لاج رکھی۔ اس اثناء میں شکار کے لئے بھی جاتا رہا۔ صدہا قسم کے جانور ہرنوں کی بیسیوں قسم، نیل گائے عجیب وغریب، شتر مرغ عجیب الخلقت جانور ہے۔

زیبرہ ایک قسم کا گدھا ہے جس کے بدن پر سیاہ رنگ کی خوبصورت موٹی لکیریں ہوتی ہیں۔ جنگلی بھینسے وغیرہ ایک جانور دیکھا جسے ظراف کہتے ہیں یہ حقیقتاً بڑا ظریف جانور ہے۔ اونٹ کے مشابہ ہے۔ ٹانگیں دس فٹ لمبی پیٹھ وغیرہ صرف نوفٹ کے قریب مگر گردن آسمان کی سیر کرتی ہے۔ زیادہ دیر نہیں بھاگ سکتا۔ اس کا دولتہ اس قدر خوف ناک ہے کہ شیر بھی نزدیک نہیں پھٹکتا۔ اس کا گوشت بہت مزیدار اور نمکین ہوتا ہے۔ اس لئے شیر اس کے شکار کا بہت شوق ہوتا ہے، اس کی تاک میں رہتا ہے۔ جب یہ کسی جگہ پانی پینے لگتا ہے تو اس وقت شیر اسے دبوچ لیتا ہے کیونکہ لمبی گردن کا وزن قائم رکھنے کے لئے پچھلی ٹانگیں پھیلا دیتا ہے اور مُرغ کی طرح پانی پینا شروع کر دیتا ہے۔ اس وقت دولتے مارنا اس کے لئے ناممکن ہوتا ہے۔

شکار کا لائسنس ہے۔ گینڈے ہاتھی کے لئے دوسو، شیر کے لئے ساٹھ اور شتر مرغ کے لئے پندرہ روپے ہے۔ یہ رقم صرف ایک ایک جانور کے لئے ہے۔ باقی پرندوں، ہرنوں کے لئے صرف ۵۰ روپے سالانہ ہے۔ شتر مرغ کی سخت حفاظت کی جاتی ہے۔ شکار کے لئے ہر سال اس کا نیا لائسنس اور اجازت لینی پڑتی ہے۔ نہایت چھان بین ہے۔ اس کے انڈے لینا تو سخت جرم ہے۔ ایک انڈہ تین سیر کا ہوتا ہے بلکہ زائد۔ آپ کے کرم سے کوشش کر رہا ہوں کہ دو ایک ہمراہ لے جاسکوں۔ شتر مرغ بھی اتنا بڑا جانور ہے کہ اس پر سواری کی جاسکتی ہے۔ ایک شتر مرغ سے کنٹرے زاید چربی برآمد ہوتی ہے۔

ہاتھی تو ابھی نہیں دیکھے البتہ ہاتھی کے سر کا کاسہ اور اس کے دانت دیکھے تو حیرت ہوئی کیونکہ اس کا ایک ایک دانت شہتیر سے بڑا تھا بعض بیس بیس فٹ لمبے ڈیڑھ فٹ موٹائی کا قطر ایک دانت کا وزن ڈیڑھ من سے زائد دیکھ کر بڑی عبرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی کیسی کیسی مخلوق ہے۔ ایک دفعہ شکار میں نصف درجن ہرن اور نیل گائیں ماریں تو لاری بھر کر لائے جس قدر آدمی چاہے شکار کر سکتا ہے۔ مَیں نے شکار کی چونکہ نرالی قسمیں اور نرالے انداز دیکھے ہوئے تھے اور اب کہ بدقسمتی

marfat.com

سے وہ کچھ نہ تھا اس لئے پھر شکار کو نہیں گیا کیونکہ ع

بے گل کہ اپنے سیر گلستان خراب ہے

اب یوگنڈہ کا سفر مختصر اًعرض ہے۔حضور کے کرم سے نیروبی سے بھی میرے لئے سیکنڈ کلاس کا ڈبہ ریزرو تھا۔پنجرے کی طرح اس میں بند ہو گیا۔ادھر انجن جس میں لکڑی زیادہ جلائی جاتی ہے۔شام کو نکورو پہنچا۔ریلوے اسٹاف و دیگر معززین نے خیر مقدم کیا۔یہ مقام بھی پر افزا ہے مگر علاقہ کینیا کا ہے۔یہاں کوہ آتش فشاں کا ایک رقبہ دیکھا جو چھبیس میل کا ہے اور ڈیڑھ ہزار فٹ زمین میں دھنس گیا ہے۔یہاں ایک جھیل بھی ہے جس میں لاکھوں بطخ نما بگلے گلابی رنگ لئے ہوئے موجود ہیں۔یہ بگلوں کا جہاں تھا۔عجیب ہو ہا و شور و غل تھا۔تیسرے دن یہاں سے روانہ ہُوا۔راستہ میں ایک مقام دیکھا جس کا نام کوٹیٹر ہے یہ خط استوا کا مرکز ہے آٹھ ہزار فٹ اونچا مقام ہے اس کو طے کرنے کے بعد یہ خیال ہُوا کہ نصف دُنیا تو طے کر لی مگر منزل دین کا ہنوز پتہ ہی نہیں۔

چہل سال عمر عزیزم گذشت　　　مزاج من از حال طفلی نگشت (۱)

پھر معاً یہ خیال آیا، جس کے جوتوں کا صدقہ یہ عبور حاصل ہُوا ہے وہ ہی اپنے کرم سے منزل حقیقت تک بھی پہنچا دے گا۔ان کی تو یہ شان ہے کہ

سگ　راولی　کند مگس　راہما کند

باشد کہ　گاہے　گوشہء　چشم　بما کند

ان شاء اللہ وقت بھی آئے گا۔اس کے بعد عالیجاہ ایک اسٹیشن ٹمرواآیا۔یہ دُنیا بھر میں سب سے اونچا اسٹیشن ہے۔نو ہزار فٹ بلندی پر واقع ہے۔رات کو دو بجے ایلڈوریٹ پہنچا۔برسات ہو رہی تھی۔سردی کافی تھی۔رات کی تاریکی کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔سرو ہم آغوش میں سمٹا ہوا تھا۔غنچوں نے منہ بند کئے ہوئے تھے۔غرض ایک عالم ہو طاری تھا،ایسے وقت میں جب کہ زاہدوں کو بھی اٹھنا شاق گزرے مگر میرے شیخ کی عنایت ملاحظہ ہو کہ اسٹیشن پر اس روسیاہ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

الحمدللہ یہ علاقہ نہایت شاداب ہے بارشیں بکثرت،انگریز زمینداروں کے باغات،

marfat.com

فصلوں کے کھیت در کھیت میلوں چلے جاتے ہیں۔کافی اور چائے کے بوٹے نہایت خوبصورتی سے لائن میں بالکل شترنجی معلوم ہوتی ہے۔پورے ملک میں بھینس کا نام نہیں، ہر گاؤ ماتا کی ہے۔ایلڈ روریٹ سے لٹودرو سے اب جینجے پہنچا۔جینجا یہ یوگنڈہ میں دوسرے نمبر پر شہر ہے۔نہایت سبزوشاداب ہے۔اب یہاں فوجی مرکز بنایا جارہا ہے چونکہ اٹلی کے حبش کی سرحد قریب ہے اور انگریز آج کل چوکنے ہورہے ہیں۔اس لئے ممکن ہے کہ آئندہ یہ شہر اول نمبر آجائے گا۔

غلام نواز یہ وہ مقام ہے جہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔یہاں ایک جھیل ہے جو جھیل وکٹوریہ کے نام سے مشہور ہے۔یہ بہت وسیع ہے۔صدہا میل میں اس کا رقبہ ہے۔جہاز بھی اس میں چلتے ہیں۔چھوٹا سمندر ہے مگر اس کا پانی میٹھا ہے جس جگہ اس جھیل سے دریائے نیل نکلتا ہے۔اس دھانے کو وین خالی کہتے ہیں یہ دہانہ آٹھ سوفٹ چوڑا ہے۔پانچ قدرتی آبشاریں ہیں۔جہاں سے پانی نیچے گرتا ہے۔پانی کا بہت شور ہے۔سومیل فی گھنٹہ کی رفتار سے پانی نیچے گرتا ہے۔دریائے نیل کا یہ منبع ہر لحاظ سے دریائے جہلم کے منبع سے پچاس گنا زیادہ ہے۔ایک میل کے فاصلے پر اس دریا پر ریلوے نے پُل باندھا ہے۔اتفاق سے پہاڑ کے تنگ درہ سے یہ موقع ہاتھ لگ گیا ورنہ نیل پر کون پل باندھ سکتا ہے۔دریا میں مگرمچھ کثرت سے موجود ہیں جیسے مینڈک،مگرمچھ بھی بڑے گوہر دریا ہیں۔ایک اور عجیب جانور ہے، جسے یہاں کی زبان میں کبوکو کہتے ہیں۔بھینس کی طرح ڈیل ڈول ہے مگر بہت خوفناک شکل قوی ہیکل اس کا منہ اتنا بڑا ہے کہ اگر دہانہ کھولے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعے کا دروازہ ہے۔اس آفت کا وزن چارٹن یعنی ایک سومن سے زیادہ وزن رکھتی ہے۔

یہاں بھی حضور کے کرم سے خاطر مدارت کافی ہے۔اس ناچیز کے اعزاز میں گذشتہ شب ایک دعوت پر بہت لوگ مدعو تھے۔چند مریضوں کا علاج بھی شروع ہے۔حضور کو ہر قسم کی لاج وشرم ہے ورنہ کیاپڈی اور کیاپڈی کا شور ہا۔

حضرت صاحبان وحضرت مائی صاحبہ قبلہ وکعبہ وحرم پاک کی خدمت اقدس میں نیاز عرض ہیں۔پہلے حضور کو تکلیف دی اور اپنے خرافات سے حضور کی سمع خراشی کی ہے۔حضرات صاحبزادگان والا شان خواجہ غلام فخر الدین صاحب، حضرت خواجہ بدرالدین صاحب وجناب خواجہ

marfat.com

ظہیر الدین امید ہے کہ حسب دستور دامن عفو میں پناہ دی جائے گی۔ خدا کرے میری یہ کور چشمی بہت جلد جلد حضور کے دیدار پر انوار سے جلد منور اور خواجہ حمید الدین صاحب کا اونٹ بنوں۔

غلام حیدر کو سلام　　　　علی محمد خان

[ (۱)　کریما، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ میں یہ شعر اس طرح ہے

چہل سال عمر عزیزت گذشت　مزاج تو از حال طفلی نگشت.................... (خاکسار مولف) ]

## ماخذ و مراجع


۱　شفاء الہند حکیم ملک علی محمد خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی کوائف محب گرامی حضرت حکیم محمد ذاکر صاحب مدظلہ العالی جوہر آباد بلاک نمبر ۶ نزد جوہر ہائی سکول نے فراہم کئے۔

۲　حکیم غلام محی الدین چغتائی (مدیر): الحکیم لاہور بابت ماہ اپریل ۱۹۵۲ء، جلد ۳۸، نمبر ۴، مقام اشاعت، رفیق منزل، موچی دروازہ لاہور (پنجاب)

۳　ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شمس العارفین نمبر) بابت ماہ جنوری ۱۹۸۰ء

۴　حکیم سیّد عطا محمد کاظمی: یادِ ایام مطبوعہ ثنائی پریس، سرگودہا

نوٹ: خاکسار مولف نے ایک دوبار دہلی خانہ متصل میونسپل کمیٹی، سرگودہا حکیم علی محمد خان دہلوی مرحوم و مغفور کی زیارت کی ہے۔

۵　سیّد سلیمان ندوی: معارف اعظم گڑھ، ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق مارچ ۱۹۳۶ء، جلد نمبر ۳۷، شمارہ نمبر ۳، صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷


marfat.com

# حضرت مولانا حافظ قاری خان محمد مردوالوی

آپ کی ولادت ۱۳۰۰ھ موافق ۱۸۸۳ء بمقام مردوال ضلع خوشاب وادئ سون میں ہوئی۔ اعوان خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ جید عالم، حافظ اور قاری تھے۔ دس بارہ برس مدرسہ مظہر العلوم محلّہ کھڈہ، کراچی (سندھ) میں فارسی اور عربی کے استاد رہے۔ مردوال میں مثنوی شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ تحریکِ خلافت میں بھرپور حصہ لیا اور حضور ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کے معتمد رفقاء میں سے تھے۔

حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت تھے۔ بہت ہی خوش الحان تھے۔ دل کے سخی اور خوش اخلاق تھے۔ یاد ایام کا مصنف لکھتا ہے۔

حافظ خان محمد صاحب جو علم تجوید کے ساتھ قرآن کریم کے قاری تھے، قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ سبحان اللہ! کیا داؤدی لحن پایا تھا اور کس قدر خوش آواز تھے اور کس ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھتے کہ غیر مسلم ہندو سکھ قیدی اور ملازم بھی اصرار کرتے کہ حافظ صاحب کچھ اور پڑھیں۔

آخری عمر میں دولڑکے پیدا ہوئے۔ ایک نے زندگی میں وفات پائی اور دوسرا محمد ادریس بقید حیات ہے۔

حضرت مولانا حافظ قاری خان محمد مردالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳/ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ موافق ۱۸/فروری ۱۹۶۲ء بروز آدینہ وصال فرمایا اور مردوال میں ایک چاردیواری میں مدفون ہیں۔ خاکسار مولف کی فرمائش پر صابر براری نے قطعۂ تاریخ وصال کہا ہے

روزِ جمعہ تھا ماہِ رمضان، ہوگئے رخصت بزمِ جہاں سے
عالم، قاری، حافظ قرآں خان محمد خان محمد
آئی ندائے غیبی صابرؔ کہہ دے ان کا سالِ رحلت
صاحب ایماں، عالی انساں خان محمد خان محمد

marfat.com

۱۹۶۲ء

## حواشی و ماخذ

۱ مکتوب محمد امیر خان اعوان (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر) بنام مولف مورخہ ۲۶/نومبر ۱۹۹۸ء ازمردوال ضلع خوشاب

۲ سید عطا محمد شاہ کاظمی: یاد ایام مطبوعہ ثنائی پریس، سرگودھا

۳ مکتوب حضرت صابر براری بنام محمد مرید احمد چشتی از کراچی

۴ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شمس العارفین نمبر)، جنوری ۱۹۸۰ء

marfat.com

# حضرت مولوی فیض احمد بہاول پوری

حضرت مولوی فیض احمد بہاول پوری، للہانی تحصیل بھلوال، سرگودہا کے راں راجپوت خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نورالدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مُریدوخلیفہ تھے۔ جید عالم، مدرس اور ولی اللہ تھے۔ ریاست بہاول پور میں افسر مدارس دینیات کے عہدہ پر فائز تھے۔ شرافت ونجابت میں بے مثل تھے۔ مدفن پاک درللہانی مرجع خلائق ہے۔

حضرت مولوی فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ بہاول پور میں یکم اپریل ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئے۔ جناب محمد حسن خان میرانی نوشاہی صاحب نے محمد عبدالباقی صاحب سے ملاقات کرکے درج حالات بھجوائے۔

مولوی فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اُس وقت کی سیاسی حالت سے دل برداشتہ ہوکر ۱۹۵۱ء میں ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ وہ اس وقت ڈی سی بہاولپور تھے۔ ریاست بہاول پور کے انگریز وزیراعظم کرنل ڈرنگ خود مولوی صاحب کے گھر پر چل کرآئے اور کہا کہ مولوی صاحب استعفیٰ واپس لے لو، کام کرو۔ ڈی۔سی کی پوسٹ کی بجائے اسسٹنٹ کمشنر کی پوسٹ پر آجاؤ اور سکون سے رہو لیکن مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہ اب نوکری نہیں کرتے، اللہ اللہ کریں گے۔ محمد عبدالباقی صاحب نے بتایا کہ حکومت نے ان کے والد کی ماہانہ پنشن مقرر کردی مگر انہوں نے نوکری دوبارہ قبول نہ کی۔ استعفیٰ دینے کی وجہ یہ تھی کہ قصبہ جمال دین والی تحصیل وضلع رحیم یار خان کے رئیس اعظم مخدوم الملک سیّد غلام میراں شاہ اور اُن کے فرزند مخدوم زادہ سیّد حسن محمود (دونوں باپ بیٹا ماہ اگست ۱۹۸۶ء کو فوت ہوگئے ہیں) اس وقت ریاست بہاول پور کے اعلیٰ عہدوں پر تھے۔ وہ مولوی صاحب سے ناراض تھے۔ وجہ ناراضگی یہ ہے کہ مخدوم الملک نے نواب صاحب بہاول پور کے نام پر ولایت (لندن) سے اسلحہ منگوایا۔ سی۔ آئی۔ ڈی نے نواب صاحب کو رپورٹ دی۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے تو پرائیویٹ طور پر کوئی اسلحہ منگوانے

marfat.com

کا آرڈر نہیں دیا۔

تفتیش شروع ہوئی۔مولوی صاحب مخدوم الملک کے پاس چل کر گئے اور کہا کہ جو ناجائز اسلحہ ہے وہ حوالے کر دیا جائے،اس اسلحہ کو ہیڈ پنجند میں دریا میں پھینک دیا جائے گا۔مخدوم الملک نے انکار کر دیا۔جب مولوی صاحب نے سختی سے کہا تو ناجائز اسلحہ تہ خانہ سے نکال کر مولوی صاحب کے حوالے کر دیا گیا۔وہ اسلحہ مولوی فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ کے مطابق ہیڈ مذکور میں پھینکوا دیا۔نواب صاحب کو رپورٹ دی گئی کہ مخدوم الملک کے پاس کوئی ناجائز اسلحہ نہیں ہے۔نواب صاحب بڑے سمجھدار تھے اور فرمایا کہ فیض احمد! مخدوم الملک کو بچا گئے انگریزی میں you save them کے الفاظ فرمائے۔مخدوم الملک سیّد غلام میراں شاہ کی شادی محلہ عام خاص بہاول پور کے لودھی خاندان میں ہوئی۔مخدوم صاحب کے سُسر کا گھر مولوی صاحب کے مکان کے بالمقابل ملتانی/مچھی بازار کی جنوبی طرف لب سڑک تھا۔مخدوم صاحب جب سُسر کے گھر آتے تو مولوی صاحب سے ضرور مل کر جاتے۔حق ہمسائیگی کو مدنظر رکھ کر مولوی صاحب مخدوم الملک کو بچا گئے لیکن مخدوم صاحب کے دل میں انتقامی جذبہ موجود رہا۔ان حالات کے تحت مولوی صاحب نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

راقم کو یاد ہے کہ مولوی فیض احمد صاحب نے غالباً ۱۹۵۱ء میں ریاست بہاول پور کی اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا،جس میں وہ کامیاب نہ ہوئے۔حلقہ جھانگی والا تحصیل وضلع بہاول پور تھا۔ان کے مدِ مقابل میاں اللہ بخش مہتمم جاگیرات نواب صاحب تھے۔وہ کامیاب ہوگئے۔الیکشن میں دھاندلی ہوئی تھی۔مخدوم زادہ سیّد حسن محمود کا زور تھا۔واضح ہو کہ میاں اللہ بخش کا ایک فرزند میاں اللہ نواز۔لاہور ہائی کورٹ کا چیف جسٹس رہا۔۱۹۹۹ء میں ریٹائرڈ ہوگیا۔

راقم کو یاد ہے کہ ایک دن جمعہ نماز کے بعد جامع مسجد الصادق بہاول پور (شہر کی بڑی جامع مسجد) میں مولوی صاحب نے تقریر کی اور کہا کہ ایک دن مخدوم الملک سیّد غلام میراں شاہ نے تشکیل پاکستان سے کچھ ماہ قبل اپنے محل واقع جمال دین والی میں مجھے بلایا اور کہا کہ مولوی صاحب آپ اس وقت ضلع رحیم یار خان کے ڈی۔سی ہیں۔میں (مخدوم صاحب) تشکیل پاکستان کے وقت اپنی نوابی کا اعلان کروں گا،آپ خاموش بیٹھے رہیں،کسی قسم کی مداخلت نہ کرنا۔مولوی

marfat.com

صاحب نے فرمایا کہ وہ جمال دین والی سے واپس آ کر بھیس بدل کر ''ڈیرہ نواب صاحب'' میں نواب صادق محمد خان خامس عباسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴/مئی ۱۹۶۶ء) کوصورت حال سے آگاہ کیا۔نواب صاحب نے اپنی فوج کے چندٹرک فوجیوں سے بھر کر جمال دین والی میں بھجوادیئے۔فوجیوں نے محل کے چاروں طرف گھیراڈال دیا۔اس اقدام پر مخدوم الملک بڑا پریشان ہُوا۔مشکل سے محل سے باہر آیااورنواب صاحب سے معذرت کی۔ یہ تقریر مقامی اخبارات میں ضرورچھپی ہوگی۔افسوس کہ اب اس کاریکارڈمیرے پاس نہیں ہے۔

مولوی صاحب کوراقم نے دیکھاہُواتھا۔دراز قد،سفیدرنگ،شلوار،قمیص اورسر پرسُرخ تُرکی ٹوپی پہنتے تھے۔طرزِ گفتگونہایت شریفانہ تھا۔چہرہ سے رُعب اورشرافت کاعکس نمایاں تھا۔

محمد عبدالباقی صاحب خاکسار مولف کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔

والدصاحب صبح کی نماز کے بعدتلاوت کرتے تھے پھرناشتہ اوردوسری ضروریات سے فارغ ہوکردوبارہ وضوکرکے باہرمردانہ مکان میں آ کر بیٹھتے تھے اوروہ وہاں پرہی مختلف لوگوں سے ملاقات کرتے تھے اورساتھ ہی ساتھ وہ مختلف جگہوں سے آنے والے خطوط کے جوابات بھی تحریرکرتے رہتے تھے۔دوپہر کے کھانے کے بعدآرام فرماتے تھے۔رات کی نماز کے بعد کھاناتناول فرمانے کے بعدموسم سرمامیں ہم سب بچوں کودرس حدیث دیتے جس کادوقفہ ۲۰منٹ سے لے کربھی ایک گھنٹہ تک بھی ہوجاتا۔اس سے زیادہ مَیں اُن کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی البتہ اِس قدرجانتاہوں کہ دفتروں میں ڈپٹی کمشنر بہاول پور نے مقامی طور سے چھٹی دے دی تھی اورسب افسران نے نماز جنازہ میں شرکت کی تھی نیز جنازہ کی جگہ جوکہ ملتانی گیٹ کے باہرتھی،کااہتمام بھی گورنمنٹ ہی نے کیاتھا،جوآج کے افسران کےنصیب میں نہیں،جب کہ والدصاحب توریٹائرڈ تھے۔

حضرت خواجہ حافظ غلام فخرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے خاکسارمولف سے ایک ملاقات میں بیان فرمایا کہ مولوی فیض احمد صاحب مرحوم ساکن للہانی حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاءالدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے مُرید تھے۔

مولوی فیض احمد مرحوم کی دوبیویوں سے سات لڑکے اورسات لڑکیاں ہوئیں۔جس کی

marfat.com

تفصیل یہ ہے۔

۱ نُوراحمد مرحوم (لڑکپن میں لاولد فوت ہوئے)

۲ نام معلوم نہ ہو سکا، بچپن میں فوت ہوئے۔

۳ فاروق احمد مرحوم (۱۹۳۶ء تا ۱۹۷۹ء)

۴ محمد عبدالباقی (سعودی عرب میں بطور انجینئر کام کرتے رہے ہیں)

۵ محمد عبدالباری (ڈپٹی سکریٹری اسٹیبلشمنٹ اسلام آباد)

۶ مسعود احمد مرحوم

۷ شاہد احمد (والد کی زندگی میں بعمر ۱۸ سال لاولد فوت ہوئے)

بقول محمد عبدالباقی صاحب والد صاحب کے بارے میں والدہ بتاتی تھیں کہ جب تک والد صاحب جاگتے رہتے ہر وقت باوضو رہتے تھے ان کا یہ معمول تمام جوانی میں بھی تھا۔ والد صاحب نے مکان کا نام دادا صاحب (مولانا نورالدین صاحب) کے نام پر ''النور'' رکھا تھا۔

حضرت مولوی فیض احمد مرحوم نے ۲۷/شوال المکرم ۱۳۸۶ھ موافق ۸/فروری ۱۹۶۷ء بروز بدھ وصال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ملتانی گیٹ بہاول پور کے باہر تھوڑے فاصلہ پر بہاول پور کی سرکلر روڈ ہے جسے ملتان روڈ بھی کہتے ہیں۔ اس سڑک کے کنارے شرقی جانب ایک چھوٹا سا قبرستان ہے۔ اس میں سیّد محمد نواز شاہ گردیزی اوّل متوفی ۱۹۰۸ء کا مقبرہ بنا ہوا ہے جو دالان نُما ہے، گنبد نہیں ہے۔ دالان کے چھ دروازے ہیں، اس کے ملحق شمالی جانب مسجد ہے جہاں پانچوں وقت نماز ہوتی ہے۔ گردیزی صاحب کے مقبرہ سے چند قدم دور جنوبی جانب سیّد احمد شاہ صاحب گیلانی متوفی ۱۳۱۰ھ کا بڑا بلند گنبد نما مقبرہ ہے جو اکثر مُقفل رہتا ہے۔ اسی قبرستان میں مولوی فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ محوِ خوابِ استراحت ہیں۔

حضرت محمد حسن میرانی نوشاہی بہاول پوری مدظلہٗ نے حضرت مولوی فیض احمد مرحوم کی وفات کے تاریخی مادے اور قطعہ لکھا

ے

''آہ! فیض احمد صاحب۔ ڈی۔ سی۔ بہاول پور''

marfat.com

۸۶ ھ ۱۳

''قبر مولوی فیض احمد مرحوم۔ڈی۔سی۔بہاول پور''

۶۷ ء ۱۹

وہ عالم و فاضل وہ ڈپٹی کمشنر شرافت میں اُن کا نہ تھا کوئی ثانی

لکھی مَیں نے تاریخ بے حدِ رنج ہوئے فیض احمد خلد آشیانی

۳ ۱۹۷۰ـ ۳=۱۹۶۷ء

فیضِ احمد ما چو رفت اندر جناں وصل گفتم ''راہبر فخرِ زماں''

۱۳۸۶ھ

## ماخذ

۱ مکتوب محمد حسن خان میرانی نوشاہی بنام محمد مُرید احمد چشتی مورخہ ۳۱/ مارچ ۲۰۰۱ء از بہاول پور شہر

۲ مکتوب محمد عبدالباقی صاحب بنام محمد مُرید احمد چشتی مورخہ ۲۸/اپریل ۲۰۰۱ء از النور، ملتانی گیٹ، بہاول پور شہر

۳ فہرست ملازمین بہاول پور حکومت، فراہم کردہ جناب محمد حسن خان میرانی نوشاہی بہاول پوری

۴ شجرہ اولاد مولوی فیض احمد مرحوم سابق ڈپٹی کمشنر صاحب بہاول پور مرتبہ محمد حسن خان میرانی نوشاہی صاحب مدظلہ العالی

۵ ماہنامہ العزیز بہاول پور بابت ماہ اگست ۱۹۴۲ء

۶ حاجی محمد مُرید احمد چشتی: فَوزُ المَقَال فی خُلَفَاءِ پیر سیال جلد دوم مطبوعہ لاہور

۱۰ ھ ۱۴

marfat.com

# حضرت مولوی شمس الدین بہاول پوری (ا)

آپ موضع للیانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودہا (پنجاب) کے باشندہ تھے۔ ریاست بہاول پور میں ڈپٹی کمشنر کے عہدہ پر فائز تھے۔ حضرت مولوی فیض احمد مرحوم و مغفور کے خاندان سے تھے۔ حضرت ثالث خواجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کے مخلص مُرید تھے۔ بیعت والی بات فخر الاسلام حضرت خواجہ حافظ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی۔

marfat.com

# حضرت حافظ فضل کریم رتوی

اسم گرامی فضل کریم والد ماجد کا اسم علی محمد تھا۔ پیدائش شریف ضلع چکوال میں ہوئی۔ مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ بچپن ہی سے دین مبین کی طرف طبعی میلان تھا۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ نے اس وقت کی مشہور درس گاہ شاہ یوسف ضلع سرگودہا سے تھوڑے عرصہ میں بڑی محنت سے قرآن پاک حفظ کرلیا۔ آپ کی ذہانت پر اساتذہ کرام کو بڑا فخر تھا۔ ازاں بعد دینی تعلیم کے حصول کے لئے مرکزی دینی درس گاہ گھوٹہ ضلع ملتان تشریف لے گئے وہاں پر آپ نے تقریباً درس نظامی کے ضروری نصاب کی کتب پڑھیں۔ اسی دوران شاہ یوسف کے اساتذہ کرام کی خصوصی دعوت پر آپ ملتان سے تشریف لائے۔ یوں رمضان شریف میں نماز تراویح میں قرآن کریم سنایا۔ آپ وقت کے مایہ ناز حفاظ کرام میں شمار ہونے لگے۔ بعدہٗ واپس اپنے گاؤں رتہ شریف تشریف لائے۔ تقریباً بیس سال کی عمر میں آپ کی شادی اپنے ہی خاندان میں ہوگئی۔ حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر آپ نے بیعت کی۔ آپ اپنے پیرومرشد کے بڑے مُحب اور عاشق صادق تھے جب سے آپ کا روحانی تعلق سیال شریف سے قائم ہُوا پھر پوری زندگی بڑی باقاعدگی سے اپنے پیرخانے پر حاضری دیتے رہے۔

یہ بات بڑی مشہور ہے کہ آپ نے کسی عرس شریف کے موقع پر غیر حاضری نہیں کی۔ حضرت استاذ الحفاظ صوفیٔ باصفا حافظ فضل کریم رتوی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی رتہ شریف کے لئے باعث برکت ثابت ہوئی وہ اس طرح کہ دربار عالیہ رتہ شریف کے سجادہ نشین حضرت قبلہ مفتی امام الدین نقشبندی رتوی کی خصوصی توجہ سے آپ کا میلان ذکر وفکر کی طرف بکثرت ہوگیا پھر قبلہ مفتی صاحب کی فرمائش پر ہی آپ نے جامع مسجد رتہ شریف کے ایک چھوٹے سے حجرے میں قرآن کریم کا درس شروع فرمایا جو رفتہ رفتہ ایک مرکزی حفظ قرآن کی درس گاہ کی شکل اختیار کرگیا۔ اسی درس گاہ میں بے شمار لوگوں نے قرآن پاک حفظ کیا جس میں بچے اور بچیاں بھی شامل ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رتہ شریف کے گھر گھر میں آپ کو خواہ مرد ہو یا عورت ایک نہ ایک ضرور حافظ قرآن

marfat.com

ملے گا۔ یہ آپ کی محنت کا ثمر ہے۔ آپ شب و روز قرآن کریم کی تعلیم میں مصروف رہتے اور احسن طریق پر زیور تعلیم قرآن سے عوام الناس کو بہرہ ور فرماتے۔ یہ تدریس قرآن کا سلسلہ پوری زندگی بڑے جوش و خروش سے جاری رہا۔ اس دوران آپ کا قیام ہمیشہ مسجد میں ہی رہا کرتا تھا۔ آپ تادم زیست یادِ خدا اور ذکر مصطفیٰ (ﷺ) میں مشغول رہے۔ آپ نے کم وبیش ساٹھ سال تک مسلسل قرآن کریم کا درس دیا اور تدریس حفظ قرآن کریم کا درس دیا اور تدریس حفظ قرآن کریم کی مسند پر فائز رہے۔ آپ بڑے اوصاف اور بڑی خوبیوں کے حامل تھے۔ پوری زندگی علم وعمل، ذکر وفکر اور زہد وتقویٰ میں گزاری۔

آپ انتہائی وجیہہ شکل وصورت کے مالک تھے۔ گول چہرہ، شرمیلی آنکھیں، خوبصورت مسنون ریش مبارک، سادہ لباس وخوراک بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ کا انداز گفتگو بڑا کریمانہ اور اخلاق بیحد مثالی تھا جو بھی مجلس میں ایک دفعہ بیٹھتا وہ آپ کا ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اُس دور کے مشہور حفاظ کرام اور ممتاز اساتذہ کرام میں آپ کا شمار ہوتا تھا جو کہ قرآن کریم کی تدریس میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ حضرت مفتی امام الدین نقشبندی، مفتی حافظ دین محمد نقشبندی، مفتی حافظ جمال الدین نقشبندی اور جملہ حضرات مفتی صاحبان کے خاندان کا بیحد ادب واحترام فرماتے تھے۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے جنہوں نے آپ سے فیض قرآن حاصل کیا۔ آپ کے مایہ ءناز شاگردوں میں یہ نام ہیں۔

۱ حضرت مفتی جمال الدین نقشبندی، رتہ شریف
۲ حضرت مفتی عبدالقدوس ہاشمی، رتہ شریف
۳ حافظ محمد حنیف اعوان
۴ حکیم حافظ عبدالرزاق عبرت
۵ حافظ محمد ظفر الحق
۶ زوجہ مفتی جمال الدین نقشبندی
۷ زوجہ قاضی غلام مہدی

marfat.com

۸ صاحبزادہ قاری محمد کفایت احمد مجددی مدظلہٗ۔ سجادہ نشین رتہ شریف ضلع چکوال

۹ حافظ میاں عبدالرشید، رتہ شریف ضلع چکوال

حضرت حافظ فضل کریم رتوی کی تاریخ ولادت انداز اً۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۲ء ہے آپنے کم وبیش سو سال کی عمر میں یکم محرم الحرام ۱۳۸۹ھ بروز سہ شنبہ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۷۰ء میں وصال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ علاقہ کی مایہء ناز شخصیت ممتاز عالم دین حضرت مولانا حافظ محمد امین سیالوی خطیب اعظم کلر کہار نے پڑھائی۔ علاقہ بھر سے لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ رتہ شریف کے قدیمی ومرکزی قبرستان میں آپ کی آخری آرامگاہ ہے جو کہ مرجع ہر خاص وعام ہے۔

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔اے نے تاریخ کہی ہے

''گوہر یکتا مولانا فضل کریم''

۱۹۷۰ء

اس جہاں سے ہوگیا رُخصت سوئے خُلدِ نعیم
مردِ مومن پاک باطن صاحبِ خُلقِ عظیم
سالِ رحلت کے لئے آئی ندا فیض الامیں
لکھ ''زعیم ملّت اسلامیاں فضل کریم''

۱۹۷۰ء

آپ کے تین بیٹے تھے۔

۱۔ محمد عظیم سیالوی۔ ۲۔ محمد شریف سیالوی۔ ۳۔ محمد امین سیالوی۔

موخر الذکر دونوں بیٹے بقید حیات ہیں اور الحمدللہ آپ کی یادگار، صحیح نشانی، بڑی خوبیوں کے مالک، نیک صورت، نیک سیرت اور شریف النفس، شریعتِ مطہرہ کے پابند اور سیال شریف کے سچے اور پکے غلام ہیں۔

حضرت قاری محمد عبیداللہ ہاشمی خطیب مرکزی عیدگاہ چکوال لکھتے ہیں:۔

رتہ شریف ضلع چکوال کا اگرچہ ایک نہایت کم آباد گاؤں ہے لیکن ہم اسے بلا خوف

marfat.com

تر دیدایک مردم خیز بلکہ صوفیاء خیز گاؤں کہہ سکتے ہیں۔ اس مختصر سے گاؤں میں بڑے بڑے صوفیاء اور علماء پیدا ہوئے جو اپنے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے کئی ایک قد آور شخصیات پر بھاری تھے۔

اس گاؤں کو آباد کرنے والی قوم گوندل کے نام سے معروف تھی۔ گوندل قوم کا پہلا شخص جس نے اسے آباد کیا، اُس کا نام میاں رتہ تھا۔ گوندل برادری کے اکثر افراد کے حالات پردہ اخفاء میں ہیں لیکن ایک عظیم الشان نام جس نے پوری گوندل برادری کو ایک ممتاز مقام عطا کر دیا وہ حضرت حاجی نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی ہے جو کہ بہت بڑے صاحبِ کرامات بزرگ تھے، ان کا مزارِ مقدس آج بھی عوام الناس کیلئے باعثِ کشش اور برکت ہے۔ لوگ ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں اور اپنی مرادوں کو پہنچتے ہیں۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ حاجی نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سب سے بابرکت ہستی حضرت استاد حافظ فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ حضرت حافظ فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں شاہ یوسف ضلع سرگودھا میں جا کر قرآن مجید حفظ کیا۔ حفظ کرنے کے بعد آپ دینی کتب کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن رتہ شریف میں قرآن مجید کا درس نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مفتی امام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی صلاحیتوں کو بھانپ کر ۱۹۱۰ء کے لگ بھگ آپ کو مسجد کے بغلی حجرے میں گاؤں کے بچوں اور چھوٹی بچیوں کو پڑھانے کیلئے بٹھا دیا۔ اُس وقت آپ کی عمر ۱۹ سال کے لگ بھگ تھی۔

آپ درمیانے قد اور صاف رنگت اور نہایت مقبول نقوش کے مالک تھے۔ ان کی آنکھوں میں بچپن سے شرم وحیا بسی ہوئی تھی۔ قرآن مجید کی تدریس کا بیڑا اُٹھایا اور پون صدی تک ایسی باقاعدگی، اتنی مستعدی اور اس درجے کی شرافت کے ساتھ اس فرض کو انجام دیا کہ جس کی مثال شاذ ہی کہیں ملے گی۔ آپ سے سینکڑوں بچوں اور بچیوں نے قرآن مجید پڑھا لیکن پورے دورِ تدریس میں گاؤں میں کسی ایک طرف سے بھی آپ کی کسی کمزوری کے متعلق لوگوں کی زبان پر ایک لفظ تک نہ آسکا۔ یہ شرافت، یہ کردار اور یہ اپنے کام سے لگن صرف ایک استاد ہونے کی حیثیت سے نہ تھی بلکہ ایک صاحبِ نظر کی نظرِ شفقت نے اس سونے کو کندن کر دیا تھا اور یہ خصوصی توجہ آپ کے مرشدِ کامل واکمل حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جس نے آپکے ظاہر و باطن کو تمام خوبیوں سے آراستہ فرما دیا تھا لیکن ایک بات جسے میں نے کسی اور کے معمولات میں قطعاً نہیں دیکھی وہ یہ تھی کہ آپ بلاشبہ پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہو چکے تھے اور ہوتے

marfat.com

رہے تھے لیکن آپ کے طور اطوار پر حضرت اعلیٰ مفتی امام الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا بہت گہرا اثر بھی تھا۔ حضرت اعلیٰ مفتی رحمۃ اللہ علیہ تربیت فرمانے میں بے مثال تھے اور استاد حافظ فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تربیت لینے میں کوئی کسر نہ رہنے دی۔

حضرت مفتی اعلیٰ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے ختم خواجگان میں کسی غیر نقشبندی کو پڑھنے کیلئے کسی کو نہیں بٹھاتے تھے مگر استاد فضل کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اس پابندی سے مستثنیٰ تھی۔ وہ ختم خواجگان میں بھی شامل رہتے اور مراقبے میں بھی شامل ہوتے۔

حضرت مفتی اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات تقریباً دس سال تک آپ کو حاصل رہیں۔ ۱۹۱۹ء میں مفتی اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے دونوں بیٹے مفتی ثانی حضرت عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ اور مرشد ثانی حضرت قاری دین محمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ دونوں بھائی ختم خواجگان کا التزام فرماتے اور میں اکثر حضرت استاد فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد ثانی کے مراقبات اور توجہات میں شامل ہوتے دیکھتا رہا ہوں اور یہ استفادہ ۱۹۴۶ء تک مسلسل ہوتا رہا۔

حضرت فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ اپنے طلباء اور طالبات کو ہر جمعرات کے دن مفتی اعلیٰ کے مزار پر لے جاتے جو کہ مسجد کے صحن کے باہر مشرق کی طرف واقع تھا اور جہاں پر اب ایک عظیم الشان اور خوبصورت روضہ مبارک تعمیر ہو چکا ہے۔ آپ طلباء سے وہاں پر قرآن مجید پڑھواتے اور دیر تک آپ مفتی اعلیٰ کے مزار پر مراقب رہتے۔ اس معمول میں آپ کی آخری عمر تک کوئی فرق واقع نہ ہوا۔

میں نے کئی مرتبہ استاد فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کو مرشدِ ثانی سے راز دارانہ گفتگو کرتے ہوئے سنا جس میں اکثر اس بات کا حضرت فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ فرماتے۔ استاد صاحب نے آج مجھے یہ حکم دیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے اور آپ کیلئے یہ خاص ہدایت دی ہے اور یہ سارے احکامات اور ہدایات وہ دورانِ مراقبہ لیا کرتے تھے۔

یاد رہے کہ حضرت فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو استاد جی کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ دونوں کی یہ باہمی گفتگو اگرچہ دوسروں سے چھپ چھپا کر ہوا کرتی تھی لیکن میں کیونکہ چھ سات سال کا بچہ تھا اور انہیں یہ اندیشہ نہیں تھا کہ یہ کسی بات کو نوٹ کر رہا ہوگا، اس لئے مجھ سے پردہ داری ضروری خیال نہیں کرتے تھے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو ہدایات آپ کو ملتی تھیں

marfat.com

،اُن کو تو وقتاً میں نہ سمجھ سکا لیکن اتنا مجھے احساس تھا کہ مفتی اعلیٰ کی روحانی ہدایات مرشدِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا رہے ہیں۔ استاد فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کشف معلوم نہیں کہ اپنے پیر کامل کے ذریعے سے حاصل ہوا تھا یا کہ مفتی اعلیٰ اور مرشدِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کے سبب سے؟ بہر حال آپ نے اپنے دل کی پاسبانی کی اور خوب کی۔ ساری زندگی آپ سر اُٹھا کر نہیں بلکہ سر کو جھکا کر چلے۔ کسی بھی انسان سے کبھی آنکھیں چار نہیں کیں۔ آپ کی ہر بات نظریں زمین پر گاڑے ہوتی تھی۔ مٹی سے لگاؤ رہا اور خاکساری کو تا عمر سینے سے لگائے رکھا۔ شائد علامہ اقبال نے استاد صاحب کیلئے کہا تھا:

غافل نہ ہو خودی سے کر اپنی پاسبانی شائد کسی حرم کا تو بھی ہے آستانہ!

میں نے برسوں استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح دیکھا کہ آپ تہجد کیلئے تشریف لاتے اور اندھیرے ہی میں وضو فرماتے، مسجد کے اندر تشریف لے جاتے اور گھپ اندھیرے میں نوافل ادا کرتے۔ مسجد کے اندر بائیں جانب آپ نے ایک جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ اذانوں کے وقت تک کوئی شخص جان نہیں سکتا تھا کہ استاد صاحب ہیں یا نہیں اس قدر خاموشی اور بے ریا عبادت آپ کے معمولات کا حصہ تھی مسجد میں دائیں طرف اور محراب کے قریب کچھ دوسرے لوگ تہجد پڑھ رہے ہوتے لیکن وہ کسی نہ کسی انداز میں کھنکار کر یا مختلف آوازیں نکال کر اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہتے۔ کیا خبر صوفیاء حضرات کے نزدیک یا صوفیاء حضرات کے خیال کے مطابق ریاءِ خفی کے زمرے میں آتی ہوں جس سے استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سو فی صد مبرا تھے۔ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ زمیندار تھے۔ سیر چشمی اُن کی فطری میراث تھی۔ یہی سبب ہے کہ آپ نے زندگی بھر تدریسی فرائض کا نہ معاوضہ چاہا، نہ کسی سے کچھ امید رکھی جہاں تک مجھے یاد ہے آپ کی بے طمع طبیعت کی وجہ سے آپ کے شاگردوں نے کبھی بھی تحفۃً کوئی چیز پیش کرنے کی سعادت کم ہی حاصل کی۔ مجھے یاد ہے۔ ایک مرتبہ میری والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے پیر کھارا شریف سے جب میں چلنے لگا تو مجھے پانچ روپے دئے اور کہا کہ میرے استاد محترم کو رتہ شریف جا کر پیش کر دینا۔ میں نے استادِ گرامی کی خدمت میں پانچ روپے پیش کئے اور امی جان کا سلام عرض کیا۔ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش ہوئے اور بہت سی باتیں والدہ محترمہ کے متعلق پوچھیں۔ میں نے بھانپ لیا تھا کہ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خوشی پیسوں کی نہ تھی بلکہ اس بات کی تھی کہ میری

marfat.com

ایک طالبہ نے مجھے یاد کیا اور استاد کے احترام کو ملحوظ رکھا۔

آپ نے اپنے مرشدِ کریم سے خلافت اگر چہ حاصل کر رکھی تھی لیکن کسی ایک انسان کو بھی آپ نے اپنا مرید نہ بنایا نہ کبھی میں نے آپ کو اپنے مرشد کریم کی تعریف اس طریقے سے کرتے ہوئے دیکھا کہ لوگ میرے پیر کی باتیں سن کر میرے پیر بھائی بنیں اور ایک گروپ کی شکل میں عرس مبارک پر سیال شریف حاضری دیا کریں حالانکہ آپ باقاعدگی سے سیال شریف ہر عرس پر حاضری دیتے اور حضرت سجادہ نشین صاحب آپ کی بہت قدر افزائی فرماتے مگر اس کے باوجود استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہ کبھی کسی کو خود پر پیر کی بے پناہ شفقت کا ذکر فرمایا نہ خودنمائی کا کوئی موقع پیدا ہونے دیا۔ آپ کا یہ وطیرہ آپ کی بےنفسی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بسترِ علالت پر تھے اور خاصے کمزور ہو چکے تھے۔ آپ کے چھوٹے بیٹے محمد امین صاحب مرحوم دبئی میں ملازم تھے، رخصت پر گھر آئے اور جب چھٹی ختم ہونے لگی تو سخت بے چین تھے کہ مجھے ملازمت کی وجہ سے واپس جانا پڑ رہا ہے کہیں میری غیر حاضری میں کوئی عظیم حادثہ رونما نہ ہو جائے۔ اپنی پریشانی کا انہوں نے اپنے والدِ محترم سے ذکر کیا تو استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا تم اپنی ڈیوٹی پر جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری ملاقات کے بغیر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے پاس نہیں بلائے گا۔ چنانچہ بہت سے لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ کے چھوٹے بیٹے دوبارہ رخصت پر آئے اور استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تسلی بخش باتوں کے بعد آپ نے سفرِ آخرت اختیار فرمایا۔ ع

خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

## ماخذ


۱ مکتوب شریف حضرت صاحبزادہ مفتی محمد کفایت احمد مجددی سجادہ نشین بنام مولف مرقومہ ۲۵/ جولائی ۲۰۰۱ء از دربار شریف نقشبندیہ ریتہ شریف ضلع چکوال (پنجاب)

۲ مکتوب صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی بنام مولف مورخہ یکم اگست ۲۰۰۱ء از موناں ٹھیکریاں ضلع گجرات (پنجاب)


marfat.com

# حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی

## خاندان اور ولادت

آپ خانوادۂ سادات خوارزمیہ کے ایک عظیم فرد تھے۔ والد ماجد حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ ولیٔ کامل اور درویش صفت انسان تھے۔ چشتیہ سلسلہ سے مجاز تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ سیّد محمد اکرام شاہ رحمۃ اللہ علیہ (مدفون سلھو کی شریف) کے داماد تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء کو سلھو کی شریف میں ہوئی۔ والد ماجد نے غلام حسین نام تجویز فرمایا۔

## تحصیلِ علم

حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے سکول میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید اور دیگر مروجہ فارسی اور عربی کی کتب حضرت مولانا محمد دین ساکن باہری (حافظ آباد) سے موضع باہری میں پڑھیں۔ حضرت مولانا محمد دین رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید تھے۔ حضرت مولانا محمد دین مرحوم ومغفور بہترین کاتب، حکیم حاذق اور جید عالم دین تھے۔ حضرت مولانا غلام علی ساکن راکے مینڈر ضلع گوجرانوالہ حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی کے مدرس تھے۔

## سیال شریف حاضری اور بیعت

والد ماجد حضرت خواجہ سیّد امیر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد سیال شریف حاضری کے لئے سلھو کی شریف سے پاپیادہ روانہ ہوئے۔ محبت علی ولد نواب دین خادم ہمراہ تھا۔ جب آپ سرگودہا کے قریب چک نمبر ۱۰۰ کی مسجد میں داخل ہوئے چونکہ مسجد کا پانی مناسب نہ تھا لہٰذا آپ چک نمبر ۱۰۰ سے باہر تشریف لائے تا کہ نہر پر وضو کر کے نماز عصر ادا کریں۔

marfat.com

چنانچہ وضوسے جب آپ فارغ ہوئے توملکھہ نامی سکھ جوشرف بہ اسلام ہو چکا تھا، نے اپنا لڑکا بھیج کر بلوایا کہ آج آپ میرے مہمان ہیں۔مَیں نے حضورغوث الاعظم سیّدعبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پرآپ کا کھانا تیار کیاہُوا ہے لہٰذا آپ میری دعوت قبول فرما کر کھانا تناول فرمائیں۔آپ اس کے گھر تشریف لے گئے۔رات کووہ آپ کوخانقاہ حضرت سیّد ہاشم شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر لے گیا۔ساری رات اس نے خانقاہ پر کلمہ طیبہ کاورد جاری رکھااور بوقت فجر اپنے مکان پرآیا۔ناشتہ کھلاکرآپ کوالوداع کیا۔

جب آپ اہلی وٹوواں سے گزرے توایک عورت مسماۃ فاطمہ نے عرض کیا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے مشرف بہ زیارت فرمایا ہے نیز ارشادفرمایا ہے کہ آپ کی دوپہر کی ضیافت کروں لہٰذا آپ میری دعوت قبول فرمائیں۔آپ دوپہر کے قیلولہ کے بعدڈیرہ جاڑا میں مقیم ہوئے۔ راستہ میں ایک مائی صاحبہ نے ٹھنڈی لسی پلائی۔آپ نے استفسار فرمایا کہ مائی صاحبہ آپ کا کیانام ہے؟ جواباً مائی صاحبہ نے کہا کہ میرانام ''ہیر'' ہے۔

الغرض آپ بوقت شام سیال شریف وارد ہوئے۔یہ دَور حضرت ثالث خواجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ العزیز کا تھا۔حضرت ثالث سیالوی کی خدمت میں حاضری پر دوتھال مصری مع نقدی پیش کئے۔نذر بردار نے آپ کی نذر اٹھالی۔

حضورثالث سیالوی نے پوچھا۔یہ برخوردارکون ہے؟ خادم نے عرض کیا کہ حضرت سیّدامیرعلی شاہ صاحب سلھو کی شریف کے صاحبزادے ہیں۔حضرت ثالث سیالوی نے سینے سے لگایااوردست شفقت سرپرپھیرا۔آپ نے روکردرج ذیل اشعار عرض کئے

بشب آں گفتہ کہ چہ می پُرسی زنحوستِ اخترِ کورمرا
من دفترِ آدم جام شہم پروردۂ شہرِ بھنبھورمرا
الحال خیال وصال چنوں افگند دریں سرشورمرا
دانم کہ بمیرم درطلبش درراہ گزرم کن گورمرا

یہ شعرسماعت فرماکرآپ ازحد متاثر ہوئے اوراپنی بے پایاں عنایات اورنوازشات سے نوازا۔بیعت سے مشرف ہوکرسینہ عشقِ حقیقی کا گنجینہ بنالیا۔بعدازاں مسلسل سیال شریف کی

marfat.com

حاضری جاری رہی۔ خرقہ خلافت والد ماجد حضرت سیّد امیر علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں آپ کو خلافت اپنے حقیقی چچا جان حضرت مولانا سیّد محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تھی۔

## شیخ سے عشق

آپ کو سیالوی حضرات سے بے انتہا عشق تھا۔ سال میں کئی بار سیال شریف حاضر ہوتے۔ لنگر شریف کی خدمت بجالاتے۔ اپنی ہر چیز کا مالک پیر سیال کو گردانتے۔ گھر میں موجود ہر اچھی سے اچھی چیز پیر سیال کی نذر کردیتے تھے۔ بہترین اور خوبصورت مویشی صاحبزادگان والا تبار کی خدمت میں پیش کردیتے۔ ہمہ وقت پیر سیال کا ذکر ورد زبان ہوتا۔ سچی بات ہے کہ آپ کی زبان سے پیر سیال کا ذکر بجتا تھا۔ مؤلف کی یہ باتیں چشم دید ہیں۔

### مدارس کا اجراء

آپ نے کئی دینی مدارس قائم کئے اور ان کا انتظام و انصرام اپنے ذمہ لیا۔ چند مدارس کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱ دار العلوم رضویہ حنفیہ عارف والا ضلع ساہی والا (قائم شدہ ۱۹۵۷ء)

۲ جامعہ حسینیہ فخریہ حفظ القرآن، پنڈی راواں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات (قائم شدہ ۱۹۶۰ء)

۳ جامعہ قمریہ رضویہ فخر الاسلام، نور پور کوٹی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات (قائم شدہ ۱۹۶۸ء)

۴ جامعہ قمریہ رضویہ ضیاء القرآن، سلہو کی شریف ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۷۰ء)

۵ جامعہ حسینیہ رضویہ، بنکہ چیمہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۷۴ء)

۶ جامعہ نوریہ رضویہ، چک وٹوداں والہ علاقہ عارف والہ ضلع ساہی وال (قائم شدہ ۱۹۷۱ء)

۷ جامعہ رضویہ قمر المدارس، محلہ شمس العارفین جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۷۹ء)

۸ مدرسہ حسینیہ رضویہ تعلیم القرآن، تونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۸۳ء)

marfat.com

۹ جامعہ شمسیہ رضویہ، جسووال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات (قائم شدہ ۱۹۷۶ء)

۱۰ جامعہ خواجہ غریب نواز (رجسٹرڈ)، پیناکھ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۸۳ء)

۱۱ جامعہ رضویہ قمر المدارس محلہ مومن آباد، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۷۸ء)

۱۲ مدرسہ تعلیم القرآن رضویہ حنفیہ، محلہ محمد پورہ عارف والا ضلع ساہی وال (قائم شدہ ۱۹۷۲ء)

۱۳ جامعہ رضویہ تنویر القرآن، محلہ سلامت پورہ کھیالی گوجرانوالہ شہر (قائم شدہ ۱۹۸۱ء)

۱۴ مدرسہ ضیاء القرآن، چک نمبر ۲۱ گنیانوالہ ضلع شیخوپورہ (قائم شدہ ۱۹۷۰ء)

۱۵ جامعہ رضویہ فیض القرآن، وَرپال چٹھہ ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۸۱ء)

۱۶ دار العلوم صاحب لولاک (رجسٹرڈ) پیر محل ضلع ٹوبہ (دار السلام) (قائم شدہ ۱۹۷۷ء)

## اخلاق و اطوار

حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ حُسن اخلاق کے مالک تھے۔ ہر کسی سے لطف و احسان کرتے تھے۔ دل میں محبت دُنیا ہرگز نہ تھی۔ دل کے غنی اور سخی تھے۔ درویشانہ زندگی بسر کی۔ شیریں زبان تھے۔ ان کی باتیں دل میں گھر لیتی تھیں۔ غرباء و مساکین پر بیحد مہربان اور شفیق تھے۔ جنات بھی آپ کے دسترخوان سے فیض یاب ہوتے تھے۔ مقروض لوگوں کے قرضے اپنی گرہ سے ادا کردیتے تھے۔ مدارس دینیہ کی دل کھول کر مدد فرماتے تھے۔ طلبہ پر بیحد مہربان اور شفیق تھے۔ موسم کے مطابق طلبہ کی فروٹ سے ضیافت کرتے تھے۔

منڈی بہاؤالدین سے انیس ٹوکرے آموں کے خرید کر پنڈی راواں کے مدرسہ کے طلباء کو کھلائے۔ زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری میں مشہور تھے۔ صوم و صلوٰۃ، تہجد اور وظائف چشتیہ کے پابند تھے۔ خندہ رُو اور ہنس مکھ تھے۔ پیر سیال کے سچے عاشق تھے۔

## حُلیہ

حضرت شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا رنگ سرخ و سفید تھا۔ خوب صورت اور حسن و جمال کا پیکر تھے۔ سفید لباس جو سفید قمیض اور چادر پر مشتمل ہوتا، استعمال کرتے تھے۔ سفید دستار

marfat.com

باندھتے تھے اور یہ لباس آپ کو بجتا تھا۔ پیشانی چمکدار اور نُورانی تھی۔

## حج بیت اللہ

آپ ۱۹۷۵ء میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہء رسول مقبول ﷺ سے شرف یاب ہوئے۔ جدہ شریف، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں آپ کی دعوتیں ہوئیں۔ دوران حج آپ کے رفقاء میں حضرت مولانا سیّد مراتب علی شاہ مدظلہ العالی (فرزندار جمند وجانشین)، حاجی محمد خلیل صاحب (گوجرانوالہ) اور مولانا محمد التجا صاحب (گوجرانوالہ) شامل تھے۔ حجاز مقدس میں آپ کے لاتعداد مُریدین اور عقیدت مند موجود ہیں۔

## بعض احوال وکوائف

۱ حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں کچہری مصطفیٰ ﷺ دیکھی۔ ایک بہت بڑا وسیع وعریض خوبصورت شامیانہ نصب ہے۔ شامیانے کی رسیوں کے قریب امیر حزب اللہ پیر سیّد محمد فضل شاہ جلال پوری قدس سرہٗ مع مُریدین تشریف فرما ہیں۔ آپ نے امیر حزب اللہ کی خدمت معلّیٰ میں عرض کیا کہ حضور اندر تشریف لے چلیں تو امیر حزب اللہ نے ارشاد فرمایا۔ شاہ جی، یہاں قیام ہی سعادت ہے۔

حضرت امیر حزب اللہ ثانی پیر سیّد برکات احمد شاہ مدظلہ العالی دربار مصطفیٰ (ﷺ) میں آجا رہے ہیں۔ شاہ جی نے دوبارہ عرض کیا برکات شاہ صاحب تو آجا رہے ہیں۔ جواباً امیر حزب اللہ نے فرمایا۔ شاہ جی! برکات احمد، کچہری مصطفیٰ (ﷺ) کے حاضر باش ہیں۔

۲ حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ عالم شباب میں کُشتی کرتے تھے۔ نامی گرامی پہلوان تھے۔ یا علی یا علی کا نعرہ دوران کُشتی کھینچتے تھے۔ خواب میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے شرف دیدار بخشا اور ارشاد فرمایا۔ شاہ جی! گھٹنے ننگے کر کے میرا نام نہ لیا کرو چنانچہ بعد ازاں کُشتی کا شغل ترک کر دیا۔

۳ حضور غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرف زیارت بخشا تو آپ نے فرمایا۔ شاہ جی 'دست' کے کیا معنیٰ ہیں؟ عرض کیا، ہاتھ پھر فرمایا۔ ''گیر'' کے معنیٰ

marfat.com

تو عرض کیا'' پکڑنے والا'' آپ نے شاہ جی کا ہاتھ پکڑ کر چلنا شروع کر دیا، تیز تیز چل رہے تھے کہ سامنے حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ نظر آئے۔ آپ نے شاہ جی کا ہاتھ ان کے ہاتھوں میں دے کر فرمایا۔ تیرے ''دستگیر'' یہ ہیں، اتنا فرمایا اور غائب ہوگئے۔

۴ حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدس پر حاضر ہوئے۔ رات کو خواب میں سائیں جی نے جلال آمیز لہجہ میں فرمایا۔ آپ سیّدزادہ ہیں، پائنتی کی طرف سے کیوں آئے؟ شاہ جی نے عرض کیا۔ آپ دروازہ سر کی جانب لگوائیں۔ میں ادھر سے آجایا کروں گا۔ چنانچہ جب دوسری مرتبہ حاضری دی تو دروازہ سر کی طرف لگا ہُوا تھا۔

۵ پارٹیشن (۱۹۴۷ء) میں جب بسیں اور گاڑیاں بند تھیں تو آپ سلہو کی شریف سے پاپیادہ قصور تشریف لے گئے۔ قصور سے گاڑی پر سوار ہو کر پاک پتن شریف حاضری دی۔ آپ نے بہشتی دروازہ کی حاضری قضا نہ کی۔ ۶۵ سال متواتر بابا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری دیتے رہے۔

۶ ۱۹۷۰ء کی بات ہے۔ دارالعلوم رضویہ حنفیہ میں حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی اقامت گزیں تھے۔ رات کو بہشتی دروازہ سے گزرنے کے لئے شاہ جی شاہ جی نے اصرار کیا۔ صبح بعد از نماز فجر حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی عارف والہ سے سوار ہو کر پاک پتن شریف حاضر ہوئے، بہشتی دروازہ سے دونوں باپ بیٹا گزرے۔ عارف والہ سے پاک پتن شریف کا سفر تقریباً تین گھنٹے کا ہے۔ جب عارف والہ میں واپس آئے اور گھڑی پر ٹائم دیکھا تو صرف بیس منٹ وقت صرف ہُوا تھا۔

۷ حضرت صاحبزادہ سیّد مظفر علی شاہ سخت بیمار ہوگئے۔ شاہ جی انہیں سیال شریف لے گئے۔ دربار شریف پر حاضری کے لئے مجلس خانہ کے باہر ہی تھے کہ سیّد مظفر علی شاہ رحلت کر گئے۔ مجلس خانہ میں داخل ہو کر روضہ شریف کے مشرقی دروازہ پر میت لٹا کر اوپر کپڑا تان دیا۔ خادم کو پاس بٹھا کر آپ جنوبی دروازہ سے روضہ شریف میں داخل ہوئے اور عرض کیا، حضور شفا کے لئے حاضر ہوا تھا۔ جوں ہی باہر تشریف لائے تو میت کے پاس بیٹھ گئے۔ تھوڑے وقفہ کے بعد سیّد مظفر علی شاہ کے پاؤں میں حرکت ہوئی اور پھر ہاتھوں میں ازاں بعد مظفر علی شاہ نے پانی طلب

marfat.com

گیا۔ تالاب سے پانی لاکر پلایا گیا۔ سیّد مظفر علی شاہ تادمِ تحریر زندہ ہیں اور صاحب اولاد کثیرہ ہیں۔

## تحریکِ پاکستان

حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی نے تحریک پاکستان میں اپنے شیخ زادہ کے حکم پر حصہ لیا۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی جب جنوری ۱۹۴۷ء میں جیل میں تھے تو حکومت کے خلاف جلوس میں حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی اور ان کے برادر خورد پیر سیّد سلطان شاہ مرحوم ومغفور شامل رہے۔ لاٹھی چارج ہوا تو انہوں نے برداشت کیا۔ حضرت شاہ جی کے ساتھ کثیر تعداد میں مُریدین تھے بالآخر حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور حضور شیخ الاسلام کو ایک سازش کر کے جیل سے نکال کر سیال شریف پہنچا دیا گیا۔

سول نافرمانی کی تحریک میں جیل کے دروازہ کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے جب تک پیر سیال جیل سے باہر نہ آئے، میدان میں رہے پھر گرفتاری پیش کی۔ ازاں بعد حضرت میاں سعد اللہ سیالوی تشریف لائے اور آپ کو مع مُریدین سیال شریف لے گئے۔ تحریکِ پاکستان کے دوران ہر تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت کی۔

## اورادووظائف

آپ روزانہ درود مستغاث شریف، دعاء کبیر، درود کبریت احمر، اسماء حسنیٰ ہفت اسماء، شجرہ شریف، تین تسبیح درود شریف، ۲ تسبیح کلمہ شریف، ایک پارہ قرآن مجید، سورۃ الناس سو مرتبہ، سورۃ یٰسین ایک بار۔ اکثر فجر کی نماز میں سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے، ہر رمضان شریف میں درود مستغاث شریف کی زکوٰۃ دیتے اور تہجد باقاعدگی سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ نوافل اشراق، چاشت، اوابین اور حفظ الایمان باقاعدہ ادا کرتے تھے۔ نماز باجماعت کی پابندی سختی سے کرتے تھے۔

## کوائف وصال

حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲/ جولائی ۱۹۸۶ء بروز شنبہ سحری کے وقت غسل کر کے لباس تبدیل فرمایا پھر ویگن میں سوار ہو کر سلہو کی شریف تشریف لے

marfat.com

گئے۔ برادران اور فرزندان کو یاد فرمایا۔ سب کے لئے دعاءِ خیر فرمائی بعد ازاں تمام لوگ زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت ادا کیں۔ مغرب سے قبل لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ اپنی چارپائی صحن میں بچھوائی۔

اپنے فرزند کلاں حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی مدظلہ کا دست مبارک پکڑ کر اپنے سینہ مبارک پر رکھا۔ کلمہ طیبہ رواں تھا کہ بعد از مغرب آٹھ بجے جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ اناللہ و انا الیہ راجعون

یہی تاریخ، وقت اور دن والد ماجد حضرت خواجہ سیّد امیر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا تھا۔ اپنے وصال شریف سے سات یوم قبل اپنا تابوت شریف اور قبر انور تیار کروائے اور وصال شریف سے ایک یوم قبل اپنے وصال کی خبر حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی مدظلہ کو دے دی تھی۔

## وصال شریف

آپ نے ۴/ ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۲/ جولائی ۱۹۸۶ء بروز شنبہ رحلت فرمائی۔

## جنازہ

آپ کا جنازہ ۵/ ذی قعدہ بروز یکشنبہ گیارہ بجے دن حضور امیر شریعت خواجہ حافظ الحاج محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی نے پڑھایا۔ نماز جنازہ میں بکثرت علماء و مشائخ، حفاظ، طلبہ اور معززین غرضیکہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ جنازہ میں بے پناہ ہجوم تھا۔

سیال شریف سے فخر الاسلام حضرت خواجہ حافظ الحاج غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے شمولیت فرمائی۔

## قطعہ تاریخ وفات

marfat.com

آپ کی وفات پر حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل تاریخ کہی ؎

شاہ جی بے شک زآلِ پاک بُود | پس بُروحش صد سلام وصد درُود
در فقیری دل تونگر داشتے | حُبِ دُنیا در دلش ہرگز نبود
لُطف واحسانش بہر کس بے دریغ | زیں سبب در قد سیاں جاہش فزود
روز شنبہ بُود ذی قعدہ چہار | شاہ صاحب کرد در جنت ورُود

سالِ رحلت فخر از ہاتف شُنید
مردِ عادل شاہ جی رحلت نمُود

۱۴۰۶ھ

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی نے درج ذیل مادے اور تاریخ وفات کہی

''فخر کشور'' ''زاہدِ ذی احترام سیّد حسین شاہ صاحب''

۱۴۰۶ھ ۸۶ ۱۹ء

''گوہر تابان سلہو کے شریف''

۱۴۰۶ھ

پیر سیّد حسین افتخارِ زماں | زاہدِ بے ریا زبدۂ چشتیاں
ملکِ اسلام را نابغہ بے مثال | یاروا غیاررا مشفق و مہرباں
بر سریرِ طریقت شہ نامدار | قلب پاکش زحُبِ نبی ضوفشاں
فیض یاب ازکرم ہائے خواجہ سیال | حضرتِ شیخ الاسلام عالی نشاں
بَست درماہِ ذی قعد رخت حیات | مردِ مومن رواں شُد تبسم کناں
رونقِ خانداں گشت ویراں ازو | شُد پریشان ودماندہ دل مُخلصاں
تاقیامت ہمہ وقت برمرقدش | ابرِ رحمت ببارد خدائے جہاں
جانشینش مراتب علی خوش ادا | درعلومِ شریعت شہیرِ زماں

مصرعِ رحلتش گفت فیضِ الامیں

marfat.com

''سیّدِ نیک خُوشُد بدار الجناں''

۱۴۰۶ھ

## مدفن

آپ کو سلہو کی شریف میں دفن کیا گیا۔ روضہ شریف تعمیر ہو چکا ہے۔

قبر شریف پر گنبد کی تعمیر کے لئے خواب میں حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی (فرزند ارجمند) نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت خواجہ سیّد محمد اکرام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہء مبارک کے نقشہ اور محل وقوع کے مطابق آپ نے روضہ شریف کی بنیاد رکھی ہے۔ آپ کی معیت میں کئی بزرگان ہیں چنانچہ خواب میں اشارہ کے مطابق حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی نے گنبد کی تعمیر کا آغاز فرمایا۔ چار ماہ کے قلیل عرصہ میں دو لاکھ کے صرفہ سے ایک عالیشان گنبد تعمیر ہُوا۔

تکمیل گنبد پر حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی کو خواب میں والد ماجد نے فرمایا۔ سیال شریف حاضری کی تیاری کرو۔ سیال شریف بر موقع حاضری فرزند کلاں کو روضہ شریف خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی جانب چلنے کا اشارہ کیا اور خود حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو بنگلہ شریف سے ہمراہ لائے۔ سیّد مراتب علی شاہ صاحب نے قدمبوسی کی اور دُعائے خیر ہوئی۔

روضہ شریف کی تعمیر میں مستری محمد شفیع صاحب ساکن بلّے والا متصل گوجرانوالہ نے اپنی صناعی کی بہترین کاوش کا مظاہرہ کیا۔ مستری محمد شفیع صاحب حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مُریداور جانثار عقیدت مند ہیں۔ مستری محمد شفیع صاحب کی اولاد حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی کے حلقہء غلامی میں داخل ہے۔

## اولادِ امجاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو درج ذیل اولاد سے نوازا۔

حضرت العلامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی (جانشین)

marfat.com

۲ حضرت صاحبزادہ سیّد مظفر علی شاہ

۳ حضرت صاحبزادہ سیّد علی رضا شاہ

۴ حضرت صاحبزادہ سیّد محمد رضا شاہ

علاوہ ازیں چار دُختر یادگار ہیں۔

## سجادہ نشین

حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی کے پہلے عُرس مبارک منعقدہ ۴/ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ پر فخرالاسلام حضرت خواجہ غلام فخرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ مجلس میں حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی کی دستار بندی کروائی اور چچا صاحبان حضرت خواجہ سیّد غلام فرید شاہ خوارزمی، حضرت صاحبزادہ سیّد سلطان شاہ اور خاندان کے دیگر حضرات موجود تھے۔ جنہوں نے دستار بندی پر ہاتھ لگایا اور تائید کی۔

## عُرس

آپ کا عرس مبارک دربار عالیہ حسینیہ سلھو کی شریف میں ہر سال تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔

۴/ذی قعدہ کو بعد از نماز عصر مجلس ختم خواجگان، بعد از نماز مغرب تقسیم لنگر اور بعد از نماز عشاء علمائے کرام کی تقاریر دلپذیر ہوتی ہیں۔ بعد ازاں تمام رات محفل شبینہ ہوتی ہے۔

۵/ذی قعدہ ۸/ بجے صبح مجلس ختم خواجگان اور دعائے خیر اور لنگر ہوتا ہے۔

## کرامات

حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ مجسمہء کرامت تھے۔ لاتعداد کرامات میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حافظ عبدالخالق صاحب بغداد شریف (عراق) میں بسلسلہء ملازمت مقیم تھے کہ اچانک ان کے والد ماجد حافظ خان محمد مرحوم کا انتقال ہوگیا۔ حافظ موصوف کی والدہ ماجدہ بیحد مشوش

marfat.com

ہوئی۔ حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی کی خدمت معلیٰ میں حاضر ہو کر اپنی تشویش عرض کی۔ شاہ جی نے فرمایا۔ حلوہ پکا کر پنڈی راواں کے درس میں بھیج دو، عبدالخالق کل آ جائے گا۔

ادھر عبدالخالق کو بغداد شریف غوث الاعظم کی مسجد میں بعد از ادائیگی نماز ایک سفید ریش بزرگ ملتے ہیں اور عبدالخالق کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ تیرے والد ماجد فوت ہو چکے ہیں لہٰذا جلدی پاکستان پہنچو۔ دوسرے روز عبدالخالق اپنے گھر موضع اُوپی ضلع سرگودھا پہنچ گیا۔

حضرت صاحبزادہ سیّد مظفر علی شاہ صاحب کے مکان میں حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی سر میں مالش کرا رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مکان کا دروازہ کھول دو۔

آپ نے حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی کے مکان میں تشریف لا کر چند ہدایات فرمائیں جب مراتب علی شاہ خوارزمی اُس مکان میں جہاں آپ مالش کرا رہے تھے، تشریف لے گئے تو شاہ جی کو وہاں موجود پایا۔

یاد رہے کہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی اور سیّد مظفر علی شاہ کے مکان میں ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ شاہ جی بیک وقت مکان میں مالش بھی کرا رہے ہیں اور دوسرے مکان میں اپنے فرزند و جانشین کو ہدایات بھی دے رہے ہیں۔

گویا حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ خوارزمی کو طےارض کا مقام ودیعت تھا۔

## کوائف بعد از وصال

آپ نے اپنی وفات کے بعد بھی کئی عقیدت مندوں کو شرف ملاقات بخشا۔ بخوف طوالت ایک واقعہ ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ کے وصال شریف کے بعد حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی نے خواب دیکھا کہ شاہ جی فرما رہے ہیں۔

''شامیانے جلدی اتر واؤ''

آپ گوجرانوالہ سے سلہو کی شریف چل پڑے اور شامیانے اُتار کر بھجوا دیئے۔ جونہی یہ

marfat.com

کام پایہء تکمیل کو پہنچا۔ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔

روز نامہ ''امروز'' لاہور میں آپ کے انتقال کی خبر چھپی۔

(امروز کے نامہ نگار سے)

گوجرانوالہ ۱۳/ جولائی، آستانہ عالیہ سلھو کی شریف سجادہ نشین پیر سیّد حسین شاہ گذشتہ روز قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ انہیں سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی رسم قُل صبح آٹھ بجے سلھو کے شریف میں ادا کی جائے گی۔

## ماخذ و مراجع


۱ انٹرویو حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی مدظلہٗ مورخہ ۴/ مارچ ۱۹۸۸ء بروز آدینہ در جامعہ رضویہ، قمر المدارس، گوجرانوالہ (پنجاب)

۲ حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی: باب جبریل مطبوعہ رہبر پرنٹرز، لاہور ۱۴۱۲ھ

۳ محمد مُریداحمد چشتی، حاجی: فَوْزُ الْمَقَال فِی خُلَفَاءِ پیرِ سیال جلد اوّل مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ۱۰ ھ ۱۴

۴ محمد مُریداحمد چشتی، حاجی: فَوْزُ الْمَقَال فِی خُلَفَاءِ پیرِ سیال جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۰ ھ ۱۴

۵ مکتوب گرامی حضرت علامہ سیّد مراتب علی شاہ خوارزمی بنام مؤلف مورخہ ۱۲/ جنوری ۱۹۸۹ء از دربار حسینیہ سلھو کی شریف ضلع گوجرانوالہ (پنجاب)

۶ روز نامہ امروز لاہور مجریہ ۱۳/ جولائی ۱۹۸۶ء

۷ مکتوب صاحبزادہ فیض الامین فاروقی بنام مولف مورخہ جولائی ۱۹۸۶ء


marfat.com

# حضرت خواجہ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی

حضرت خواجہ حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ پیر گلاب شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند تھے۔ولادت اورنگ آباد شریف ضلع اٹک میں تخمیناً ۱۲۸۹ھ مطابق ۳-۱۸۷۲ء کو ہوئی۔قرآن مجید مروال تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک (پنجاب) میں حفظ کیا۔علوم دینیہ مرجبہ کی تحصیل اپنے برادر کلاں حضرت علامہ عبدالرؤف شاہ المعروف جناب شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔

حضرت مولانا عبدالحی شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ بن غلام جیلانی شاہ برادر خورد حضرت خواجہ حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی نے اپنے دادا جان حضرت خواجہ پیر گلاب شاہ اورنگ آبادی، عمِ مکرم حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ اورنگ آبادی اور پنڈی سرہال کے قاضی عبدالرحمٰن قادری خلیفہ سلطان العارفین سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ علیہ اعوان شریف ضلع گجرات (پنجاب) سے علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل کی۔بیعت حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔اکثر سیال شریف کے مسافر وراہی رہے۔

حضرت خواجہ سیّد گلاب شاہ اورنگ آباد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد مسجد کی امامت اور والد ماجد کے سجادہ پر متمکن ہوئے۔والد ماجد کا عرس پاک باقاعدہ منعقد کرتے تھے جس قسم کا حاجت مند آتا،اسے دم اور تعویذ عطا فرماتے تھے۔اکثر حاجت مند سوئی بُدہ کے آتے اور کامیاب وکامران واپس جاتے۔صادر ووارد کو لنگر دیا جاتا تھا۔

حضرت خواجہ حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت مجاہد اعظم ضیاء العارفین حضرت ثالث خواجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔بڑے شوق اورعقیدت سے سیال شریف حاضر ہوتے تھے۔اپنے شیخ کامل کا تذکرہ اکثر فرماتے رہتے تھے۔لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ نے ستر کے قریب قرآن شریف ماہ رمضان میں سُنائے۔ہمہ وقت قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔علوم دینیہ سے اچھی طرح واقف تھے۔نماز تہجد پابندی سے ادا فرماتے تھے۔لوگوں کو پند ونصیحت فرماتے تھے۔راست گو اور حق پرست تھے۔

marfat.com

داڑھی کومہندی لگاتے تھے۔پیشہ کھیتی باڑی تھا۔اورادووظائف چشتیہ کے پابند تھے۔
آپ کاوصال شریف ۱۹۶۲ء کوہُوا۔اپنے برادر بزرگ کی مشرقی سمت میں قبربنی۔
حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔اے نے تاریخ وفات کہی ہے۔

''پاک اوصاف غلام فرید صاحب اورنگ آبادی''

۱۹ ۶ ۶۲

ہوئے فوت حافظ غلام فرید — وہ تھے نیک اوصاف مردِ سعید
تھا کیسا مبارک وہ پُرنور دل — تھی محفوظ جس میں کلامِ مجید
وہ تھے چونکہ خواجہ ضیاء کے مُرید — ملی اُن کوخُلدِ بریں کی نوید
کرے اُن کی مرقد پر دائم نزول — سحاب کرم رحمتِ حق مزید

کہو مصرع سال فیض الامیں

''زہے اہلِ فطنت غلامِ فرید''

۱۹ ۶ ۶۲

اللہ تعالیٰ نے آپ کوچار دُختر اورایک پسر عطا کیا۔جن کے اسماء یہ ہیں۔

۱ میمونہ بی
۲ خدیجہ بی
۳ زیب النساء
۴ صلحاء
۵ محمد عطاءاللہ شاہ صاحب ہاشمی مدظلہٗ (سجادہ نشین)

حضرت الحاج ملک فیض رساں اورنگ آبادی مدظلہٗ کابیان ہے۔

مَیں نے ۱۹۳۱ء میں آٹھ سال کی عمر میں حضرت پیرگلاب شاہ صاحب کی خدمت میں حاضری دی۔اپنے کندھے پراُن کاہاتھ مبارک رکھ کرمسجد میں پہنچانے کی سعادت حاصل کی اوراس عمر میں مسجد کے مشرقی دروازہ کی سیڑھیاں چڑھ کرمسجد میں آپ کوجانے کی معذوری تھی۔مَیں نے آپ کوظہراورعصرکی نمازیں لوگوں کوپڑھاتے دیکھا۔ایک بزرگ فرماتے تھے کہ

marfat.com

اس عمر میں حضرت صاحب نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف لاتے تھے جبکہ کوزہ وو بھرنے کی طاقت اچھی طرح نہ تھی۔

حضرت خواجہ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی کے اکلوتے فرزند حضرت صاحبزادہ محمد عطاء اللہ شاہ صاحب ۱۹۳۰ء کو اورنگ آباد شریف میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید کی تعلیم تراب تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مولوی غلام حسن قریشی سے حاصل کی۔ تراب میں ہی مولوی عبداللطیف سے گلستان پڑھی، مکھڈ شریف میں مولوی احمد دین سے کنز اور قدوری پڑھی بعد ازاں درسی اور عربی کتب حضرت مولانا سیّد عبدالرؤف شاہ اورنگ آبادی سے پڑھیں۔

والد ماجد کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ اپنے دادا جان کا عرس مبارک بڑے اہتمام سے منعقد کرتے ہیں۔

آپ کا قد دراز، رنگ سرخ و سپید، مضبوط اعضاء، متشرع ریش مبارک، حسین و جمیل، سر پر رومال، سفید شلوار اور قمیض لباس ہے۔ اپنے بزرگوں کے مزارات مقدسہ کے پاس جو مسجد ہے، اس میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ذریعہ معاش کھیتی باڑی ہے۔

دور دراز سے لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ سوئی گیس کے لئے لوگ بکثرت آتے ہیں۔

آپ بڑے خوش اخلاق، مہمان نواز، عبادت گذار اور متقی انسان ہیں۔ صحیح العقیدہ اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر ہیں۔ بیعت حضور شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ سے ہے۔ اولاد میں دو فرزند اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

۱ محمد ضیاء اللہ شاہ ہاشمی

۲ محمد ذکاء اللہ شاہ ہاشمی

## ماخذ و مراجع

۱ محمد مُرید احمد چشتی، حاجی: فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اوّل مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء

۱۴ ۵ ۱۰

marfat.com

۲ انٹرویو محمد عطاء اللہ شاہ ہاشمی مورخہ ۶/اگست ۱۹۹۲ء درخانقاہ معلیٰ اورنگ آباد شریف، ضلع اٹک (پنجاب)

۳ مکتوب الحاج ملک فیض رساں اورنگ آبادی بنام مولف مورخہ ۶/جون ۱۹۹۲ء از اورنگ آباد شریف ضلع اٹک

۴ مکتوب محمد عطاء اللہ شاہ ہاشمی بنام مولف مورخہ ۵/جولائی ۱۹۹۲ء از خانقاہ معلیٰ اورنگ آباد شریف ضلع اٹک

۵ محمد مُریداحمد چشتی: فوزُالمقال فی خلفاءِ پیر سیال جلد دوم مطبوعہ لاہور

۱۴ ھ ۱۰

marfat.com

# حضرت مولانا محمد عثمان غنی چشتی میروی

آپ ۴/ جون ۱۹۱۳ء کو بمقام چاولی ضلع چکوال پیدا ہوئے۔ آپ کے جدامجد حضرت اعلیٰ سیالوی رضی اللہ عنہ کے مخلص مُرید تھے۔ حضرت مولانا محمد عثمان غنی نے ابتدائی تعلیم اپنے خاندانی بزرگ حضرت مولانا نوراحمد چشتی ساکن چاولی ضلع چکوال، مفتی عطامحمد رتوی اور مولانا ولی محمد ساکن چاولی مدفون چک نمبر۱۰ جنوبی ضلع سرگودہا سے حاصل کی۔ بعد میں مفتی عطامحمد رتوی کے حکم پر ریاست رامپور (یو۔ پی) مزید تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔ بعض فنون کی کتب مدرسہ عالیہ رامپور میں پڑھیں اور دورۂ حدیث حضرت مولوی خلیل احمد محدث رامپوری وبانی مطلع العلوم سے پڑھا۔ اسی تعلیم کے دوران صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین شاہ مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سرداراحمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بریلی شریف میں استفادہ کیا۔ حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی پہلی ملاقات رامپور میں ہوئی۔ ۱۹۴۰ء میں بعدازفراغت علاقہ فیصل آباد میں آٹھ دس سال خطابت وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔ وہیں سے منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحان پاس کئے اور تحصیل چکوال کے مختلف سرکاری مدارس میں او۔ٹی معلم کی حیثیت سے ۲۸ سال مدرسی کے فرائض انجام دیئے۔ دوران تعلیم جہاں رہے وہاں فی سبیل اللہ تبلیغ کی اور مسلک اہل سنت کی اشاعت کرتے رہے۔

آپ کے والدین حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید تھے۔ آپ نے بھی ان کی پیروی میں حضور ثانی احمد خان میروی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ آپ میراشریف کے مخصوص علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کو میراشریف سے گہری عقیدت ہے۔ میراشریف سے مجازی حیثیت حاصل ہے۔ علاقہ چکوال میں آپ کا وجود اہل سنت کے لئے باعث غنیمت ہے۔ چکوال کا غربی علاقہ آپ سے والہانہ عقیدت رکھتا ہے۔ علم وتقوی میں اسلاف کا صحیح نمونہ ہیں۔ علمائے اہل سنت آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پیرانہ سالی میں تقریر وتحریر کے ذریعے مسلک کی تبلیغ واشاعت میں کوشاں ہیں۔

آپ کی تصانیف وتراجم درج ذیل ہیں۔

marfat.com

۱ عظمتِ مصطفیٰ (ﷺ) مطبوعہ

۲ رسالہ مغربیہ (مرتبہ) مطبوعہ ایس۔ٹی پرنٹرز راولپنڈی

۳ بدرِ منیر (حالات حضرت خواجہ احمد میروی) مطبوعہ گلستان پریس سرگودہا ۱۹۸۶ء

۴ قُرَّۃُ العینین ترجمہ مناقب المحبوبین مطبوعہ ایس۔ٹی پرنٹرز راولپنڈی

۵ تفسیر احسن القصص مطبوعہ

۶ فیضِ جاوداں (بزرگان رتہ شریف کے حالات) مطبوعہ

۷ نالہ ءفراق (تشریح سی حرفی مفتی امام الدین رتوی) مطبوعہ

۸ ڈائری حج حرمین (۱۹۸۸ء کے سفر حج کے کوائف)

۹ بھونچال بر لشکر دجال (فرقہ ہائے باطلہ کا تعارف) مطبوعہ

بندہ مولف کوان سے شرف نیاز حاصل تھا۔خوش اخلاق اوراولیاء اللہ سے محبت رکھنے والے بزرگ تھے۔سادگی اورانکساری کا مجسمہ تھے۔دراز قامت، چھریرا بدن، نرمبندہ مولف کوان سے شرف نیاز حاصل تھا۔خوش اخلاق اوراولیاء اللہ سے محبت رکھنے والے بزرگ تھے۔سادگی اورانکساری کا مجسمہ تھے۔دراز قامت، چھریرا بدن، نرم ونازک اعضا تھے۔لباس میں چادراور کرتہ استعمال کرتے تھے۔سر پر دستار ہوتی تھی۔کندھے پر رومال ہوتا تھا۔سادہ چکوالی جوتا پہنتے تھے۔بندہ مولف کی حتی المقدور بھرپور قلمی معاونت فرمائی۔

آخری ایام میں اپنے وطن چاولی مقیم ہوگئے تھے۔ان کے ایک بیٹے مولوی مقبول غنی صاحب تھے جو عین جوانی میں داغ مفارقت دے گئے۔آپ نے یہ صدمہ کمال صبر سے برداشت کیا۔آپ کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے۔اورادووظائف کے پابند اور مجاز تھے۔

افسوس حضرت مولانا چاولی ۱۶/ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ مطابق ۹/ اگست ۱۹۹۸ء بروز یکشنبہ کواس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔مدفن آبائی قبرستان چاولی تحصیل وضلع چکوال میں بنا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی مقبول غنی مرحوم اسلامیہ ہائی سکول چکوال میں میری اسامی پر چکوال تشریف لائے اور مولف کا وہاں سے تبادلہ گورنمنٹ ہائی سکول پنڈ دادنخان میں ہُوا اور یہ تبادلہ میری (مولف)

marfat.com

مرضی سے ہُوا۔ بندہ مولف نے اپنی سروس کا نصف عرصہ پنڈ دادنخان میں گزارا۔

## حواشی و ماخذ


۱ محمد عثمان غنی، مولانا: بدرِ منیر مطبوعہ گلستان پریس، سرگودہا ۱۹۸۶ء

۲ محمد عثمان غنی، مولانا: قرۃ العینین مطبوعہ ایس۔ ٹی پرنٹرز راولپنڈی

۳ محمد عثمان غنی، مولانا: تفسیر احسن القصص مطبوعہ ۱۹۷۹ء

۴ بیاضِ چشتی مرتبہ حاجی محمد مُرید احمد چشتی سیالوی غفرلہٗ

۵ مکتوب مولوی ممتاز علی ایم۔ اے بنام موءلف مورخہ ۲۵ جون ۱۹۹۸ء از چکوال شہر


marfat.com

# حضرت مولانا روشن دین چھاچھی

حضرت مولانا روشن دین رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق مغل قوم سے تھا۔ بن گئی المعروف بھنگی گاؤں جو حضرو سے ملحق ہے، میں ولادت ہوئی۔ یہ گاؤں (بھنگی) اہل سنت کا گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے غور غشتی قصبہ کے مقتدر عالم دین حضرت فیضی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مولانا قطب الدین رئیس المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔

بعد از فراغتِ علوم مسجد حلیم بابا بنگئی میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے لگے۔ مسجد کے قریب کپڑے کی دکان کرتے۔ آپ کی معاش کا ذریعہ یہی دکان تھی۔ اکثر جرگہ اور جنازہ کے اجتماع میں لوگوں سے قبر و قیامت کے مسائل بیان کرتے۔ مزاج بہت سخت تھا۔ باطل فرقوں کا خوب رد کرتے اور "وہابی" کو گالی سمجھتے تھے۔ فارغ وقت میں علاقہ چھچھ کے مشہور و معروف عالم دین استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ مفتاح العلوم میں تشریف لے جاتے اور کتب اسلامیہ کا مطالعہ کرتے رہتے۔ مسجد سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ نہ لیتے۔ ان کی مسجد میں مدرسہ مفتاح العلوم کے طلباء رہتے۔ اکثر صدقہ وخیرات فطرانہ ان میں تقسیم کر دیتے۔ اپنی تقریر میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار خوب پڑھتے تھے۔ آپ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں۔ ایک بچہ تھا جو جوانی میں فوت ہوا۔ اس صدمے کی شدت نے انھیں جلد ہی بوڑھا کر دیا تھا۔ تین لڑکیاں ہیں جو بال بچے دار ہیں۔ بڑھاپے میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ واپس آنے پر اکثر وہاں کی باتیں کرتے رہتے تھے پھر آپ نے کپڑے کا کاروبار ترک کر دیا اور خلوت نشینی اختیار کر لی۔

لباس نہایت سادہ، طبیعت سادگی پسند تھی۔ خوبصورت چہرہ، سفید داڑھی، سر پر عمامہ شریف رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد دین رحمۃ اللہ علیہ سموں گڑھی کے حضرت حافظ محمد سعد اللہ خان اعوان کے مُرید تھے۔ انھوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ تم بھی سموں گڑھی سے نسبت رکھنا تو اس وصیت کے مطابق مولانا روشن دین اور ان کے بھائی سموں گڑھی میں جایا کرتے اور مولانا کا سلسلہ بیعت وہیں پر تھا، حضرت خواجہ حافظ محمد سعد اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے لیکن بعد میں گولڑہ شریف حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق

marfat.com

پرست پر بیعت ہوگئے اور اکثر بڑے عرس مبارک گیارھویں شریف کے موقع پر گولڑہ شریف حاضر ہوتے رہتے تھے۔ مولانا روشن دین نے ۹۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعاً(۱)

## حواشی وماخذ

(۱) فراہم کردہ محمد صادق نواسہ مولانا روشن دین بوساطت حضرت مولانا حافظ محمد اظہر محمود اظہری مدرس مدرسہ مفتاح العلوم بنگئی نزد حضرو ضلع اٹک مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۳ء، مولف

marfat.com

# حضرت خواجہ قاری غلام نبی للّٰہی

## خاندان اور پیدائش

استاذ القراء سلطان الاولیاء حضرت شیخ حافظ قاری حکیم غلام نبی چشتی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب کٹھہ سگھر ال ضلع خوشاب کے بزرگ حضرت ثناء اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے ان کے نام کی وجہ سے ان کے خاندان کو شنادہ کا عرف ملا۔ حضرت ثناء اللہ خان، گولڑہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عون قطب شاہ بغدادی علوی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے جو حضرت عباس علمدار بن حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کی اولاد امجاد سے ہیں لہٰذا آپ قطب شاہی اعوان ہیں۔

حضرت خواجہ غلام نبی چشتی رحمۃ اللہ علیہ للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں غالباً ۱۲۹۵ھ موافق ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت امیر بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کامل ولی تھے۔ والدہ ماجدہ کا نام رسول بی بی تھا جو پارسا خاتون تھیں۔

## تحصیل علم

آپ نے حفظ قرآن اور قرأت وتجوید کی کتب مدرسہ تعلیم القرآن جنڈ شریف نزد گلیانہ ضلع گجرات میں حضرت حافظ قاری علم دین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور درس نظامی کی تعلیم دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں حاصل کی۔ علم فقہ حضرت مولانا حافظ بدرالدین گجرسے اور علم طب وحکمت حضرت مولانا حکیم خادم علی سیالکوٹی (م ۱۹۷۱ء) اور حضرت مولانا حکیم راجہ احمد دین چشتی ساکن ننددوال ضلع گجرات سے حاصل کئے۔

### بیعت

آپ تکمیل علوم کے بعد شکریلہ شریف حضرت خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری رحمۃ اللہ

marfat.com

علیہ (م ۱۹۱۸ء) کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ آنحضور نے شکریلہ میں سورۂ یٰسین کا چلہ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ چلہ کشی کے دوران درخواب حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت و بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور ظاہری بیعت سید غلام رسول سے کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اسی لمحہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ بیعت ہوئے۔

## شیخ سے عشق

آپ اپنے شیخ کریم کے عاشق صادق تھے۔ مرشد کریم کا ذکر کرتے تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔

## عطائے خلافت

آپ نے اپنے شیخ کریم کی خدمت میں مسلسل حاضر رہ کر منازل سلوک طے کیں بالآخر ۱۹۱۷ء میں خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔

## درس وتدریس، مجاہدات اور تبلیغ وارشاد

حضرت خواجہ غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ نے عرصہ بارہ سال نندوال ضلع گجرات کے جنگلوں میں چلہ کشی اور مجاہدہ وریاضت کی۔ تیس سال کمبلہ شریف ضلع گجرات میں درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ سے دین اسلام کی خدمت کی۔

آپ پر مرشد کریم کا خاص کرم تھا اور انھوں نے فیوض وبرکات کا ایک خزانہ آپ کے سینہ میں انڈیل دیا۔ آپ کے بیان اور وعظ میں اتنا اثر اور سوز وگداز تھا کہ ہزارہا لوگ آپ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ آپ کی ضیاباریوں سے خصوصاً تمام مضافات گجرات اور بالعموم پورا پنجاب روحانی اور علمی برکتوں سے مالا مال ہوا۔

یہ بات زبان زدِ خاص وعام ہے کہ آپ کے سینہ پر نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا۔

marfat.com

حضرت پیر سید احمد شاہ المعروف آہی والے ساکن رانیوال سیداں ضلع گجرات آپ کے عاشق مرید تھے۔ان کی والدہ ماجدہ کسی سے بیعت نہ تھیں۔خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت قاری غلام نبی للہی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

یہ میرا درویش ہے،ان سے بیعت کرلو۔

چند یوم بعد قاری صاحب رانیوال سیداں تشریف لے گئے۔مائی صاحبہ نے آپ کو پہچان لیا۔مائی صاحبہ اوران کا خاندان بیعت ہوا۔

مست فقیر سائیں رحیم بخش مرحوم مدفون محلہ فتو پورہ گجرات نے اپنے خاص منظور نظر خادم سائیں محمد حسین مستری کو حکم فرمایا۔تیرا فیض للہ شریف ہے،حضرت قاری غلام نبی چشتی سے جا کر بیعت کرو۔

جناب زاہد چشتی صاحب رقمطراز ہیں۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی علاقہ گجرات میں گزاری۔آزاد کشمیر تک ان کے عقیدت مند ہیں۔درویش خدامست تھے۔بندہ نے حالتِ شعور میں ان کی زیارت کی ہے۔وعظ اتنا پُرتاثیر ہوتا کہ لوگ دھاڑیں مار کر روتے۔حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصنف سیف الملوک کے عاشق تھے اوران کا کلام پڑھنے میں لاثانی۔زندگی کا آخری حصہ کمبلہ شریف نزد لالہ موسیٰ مستقل قیام رہا۔

## تلامذہ

آپ کے بیشمار تلامذہ میں سے صرف تین کا علم ہوسکا۔

۱ زبدۃ الاولیاء استاذ الحفاظ اولعلماء حضرت مولانا الحاج پیر سید ولایت شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۰ء) مدفون محلہ علی پورہ گجرات

۲ حضرت مولانا قاری حکیم نور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مدفون للہ شریف ضلع جہلم

۳ نادر خان مہر ساکن للہ شریف ضلع جہلم

marfat.com

## مریدین

آپ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع تھا۔ چند مشہور مریدین کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ راجہ برکت علی خان ساکن نندوال
۲ راجہ غضنفر علی خان ساکن نندوال
۳ میاں فضل الٰہی پگانوالے
۴ میاں محمد اکبر ایم پی اے
۵ میاں برکت علی
۶ میاں نور الٰہی پگانوالے
۷ حاجی میراں بخش ساکن مراڑ پور
۸ چوہدری فتح محمد نمبردار ساکن سنت پورہ
۹ راجہ صاحبداد
۱۰ مولوی عبدالکریم سرسال
۱۱ بابا سید علی موہری شریف
۱۲ راجہ محمد بوٹا خان سدوال چیاں
۱۳ چوہدری غلام سرور ساکن چک مرتضیٰ ضلع گجرات
۱۴ میاں محمد حسین پگانوالے
۱۵ الحاج میاں مظفر حسین پگانوالے

## حلیہ اور اخلاق

آپ کا قد میانہ تھا۔ خوبصورت اور طاقتور جوان تھے۔ آپ میں خاندانی وراثت کے مطابق جلال و رعب اور جمال و رافت اخلاق دونوں چیزیں موجود تھیں۔ صوم وصلوٰۃ اور شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔

marfat.com

## کرامات

آپ صاحب کرامت تھے۔ چند کرامات ہدیہ قارئین ہیں۔

میاں فضل الٰہی پگانوالہ مرحوم اور حاجی میراں بخش مرحوم ساکن مراڑ پور گجرات والے جب حج پر گئے تو حضرت خواجہ قاری غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں مکہ معظمہ میں طواف کرتے دیکھا۔ واپسی پر ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور طواف کی بات شروع ہی کی تھی کہ آپ نے روک لیا

آں را کہ خبر باشد خبرش باز نیامند

چوہدری سردار خان نمبردار ساکن کمبلہ شریف کا بیان ہے۔

میں آپ کی رفاقت میں رانیوال سیداں جا رہا تھا۔ راستہ میں بارانی آبی نالہ پڑتا ہے، نالہ میں پانی چل رہا تھا۔ عرض کی حضور جوتے مجھے دے دو۔ ارشاد ہوا نہیں! درویشوں کے آگے یہ نالہ ایک قدم ہے، اور خشک پاؤں پار چلے گئے۔

مولوی راجہ طالب حسین اور راجہ برکت علی خان ساکن ننڈوال کا بیان ہے۔

آپ بوقت سحری مسجد میں تشریف لے گئے۔ ارشاد ہوا۔ دیا جلاؤ۔ عرض کی حضور والا ماچس نہیں ہے۔ فرمایا۔ دیا ادھر لاؤ۔ ایک پھونک سے دیا جلا دیا۔

راجہ میجر قمر زمان خان ساکن ہیسہ کلاں ضلع گجرات آپ کے مخلص مرید تھے۔ ان کے والد راجہ دلاور خان مرحوم کا بیان ہے۔

ہمارے گاؤں کا ایک آدمی قتل کے کیس میں ملوث ہو گیا۔ انگریز کی حکومت تھی۔ سول جج سکھ تھا۔ لال خان سے کلمہ طیب عدالت میں بلند آواز سے پڑھنے کے باعث چڑ گیا اور کہنے لگا۔ تجھے ضرور قید یا دار ملے گی۔

حضرت خواجہ قاری غلام نبی چشتی کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔

آپ نے فرمایا۔ مومن اور کافر کا کیا مقابلہ ہے؟ جاؤ تمہارے کاغذات غائب کر دیئے

marfat.com

جائیں گے چنانچہ تاریخ فیصلہ کے دن باقی ملزمان کے کاغذات تھے مگر لال خان کی فائل غائب تھی چنانچہ لال خان بری ہو گیا۔

نادر خان مہر ساکن للہ شریف ایک قتل کے کیس میں آ گئے حوالات کی کوٹھڑی میں حضرت قاری غلام نبی للّٰہی نے خواب میں ارشاد فرمایا۔

بیٹا! فکر مند نہ ہو، تم بری ہو جاؤ گے چنانچہ نادر خان مہر جملہ ساتھیوں کے رہا ہو گئے۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ توجہ اور نگاہ کرم سے جابر، ظالم اور سرکش آدمی کو دیندار اور پارسا بنا دیتے تھے۔ ایسے بیشمار واقعات ہیں صرف ایک واقعہ تحریر کیا جاتا ہے۔

الحاج راجہ عبدالرحمٰن خان رئیس بیسہ کلاں (گجرات) نے آپ کی مجلس و برکت سے خلاف شرع جملہ عادات ترک کر دیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، صاحب درد وعشق اور صاحب عمل ہو گئے۔

جناب حاجی محمد عالم لوہار کے والد جمال دین نے حاضر خدمت ہو کر نرینہ اولاد کی استدعا کی۔ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ تجھے بادشاہ بیٹا عطا کرے گا چنانچہ دو سال بعد محمد عالم پیدا ہوا۔

## کوائف وصال

آپ کا مرض الموت میں قلب جاری رہا۔ نماز اشارہ سے کبھی بیٹھ کر پڑھتے۔ زبان پر اکثر تلاوت قرآن مجید اور سورۃ یٰسین جاری رہی۔ وفات سے دو روز قبل ارشاد فرمایا۔

میرا جنازہ عاشقِ رسول حضرت پیر سید ولایت شاہ صاحب پڑھائیں۔ ان کو بروز جمعرات ٹیلی گرام دے دیا۔ دوسرے روز جمعۃ المبارک تھا ارشاد فرمایا۔ شاہ صاحب گجرات جمعہ پڑھا کر چلیں گے۔ بروز جمعہ ان کا پہنچنا مشکل ہے۔ چلو، وفات تو جمعہ کو ہونا تھی مگر شاہ جی کا انتظار ہے لہٰذا ہفتہ کو سہی۔

چنانچہ شاہ صاحب بروز ہفتہ صبح پہنچے بس نگاہیں ملیں، ہاتھ ملایا اور فرمایا۔ شاہ صاحب

marfat.com

آ گئے ہو، کلمہ سنا کران کو گواہ بنایا۔اپنے فرزندار جمند حضرت قاری نور حسین چشتی للہی کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور روح مقدسہ پرواز کر گئی۔انا للہ و انا الیہ راجعون.

## وصال شریف

آپ کے وصال شریف کی تاریخ ۲۲راکتوبر۱۹۴۹ء موافق ۲۹رذی الحجہ ۱۳۶۸ھ بروز شنبہ ہے۔

## مدفن

حضرت خواجہ قاری غلام نبی چشتی للہی کا مزار شریف اسٹیشن للہ ٹاؤن کے قریب آبائی قبرستان میں ہے اور مرجع خلائق ہے۔

## عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ہر سال منعقد ہوتا ہے۔

## سجادہ نشین

آپ کے سجادہ نشین حضرت قاری نور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ للہ شریف کے محلہ گنج میں ۱۳۴۵ھ بروز دوشنبہ ایک تاریخی بلند پایہ علمی ،ادبی ،روحانی متشرع متورع باوقار زمیندار خاندان میں پیدا ہوئے ۔اس خاندان کی روحانی، مذہبی ، دینی اور طبی تعلیمی تدریسی ملی خدمات اور کشف وکرامات روز روشن کی طرح واضح ہیں۔علم اور فقر تو اس خاندان کی وراثت ہے۔

اس خاندان کے چشم و چراغ حضرت مولانا الحاج حافظ محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو صوفی باصفا اور عالم بے ریا تھے جن کی روحانی اور علمی ضوفشانیوں سے سرزمین للہ اور بلاد تھل مستفیض ہوئے۔

آپ نے قرآن مجید، قرأت اور علم طب اپنے والد ماجد سے پڑھا۔صرف ونحو، منطق ،

marfat.com

معانی، فقہ، اصول فقہ وغیرہ کی کتب حضرت مولانا عبدالکریم ہزاروی، حضرت علامہ سلطان احمد فاضل بریلی شریف ساکن حاصلانوالہ ضلع گجرات اور جامعہ خیرالمدارس جالندھر میں پڑھیں۔ بعدازاں جامعہ عزیزیہ بھیرہ شریف سے جلالین شریف، ہدایہ اولین، مختصر معانی اور قطبی وغیرہ پڑھ کر سندِ تکمیل حاصل کی۔

تقریباً دو سال کا عرصہ والد گرامی کی خدمت میں رہ کر سلوک، تہذیب نفس، درویشی کے اصول اور صوری فیوضات سے مستفیض ہوئے۔ آخری وقت پر والد ماجد نے خلافتِ طریقت چشتی قادری عطا فرمائی نیز سلوک، وظائف، عملیات اور نسخہ جات مرحمت فرمائے اور اپنا جانشین مقرر فرما کر چند نصائح ارشاد فرمائے۔

۱ شریعت و طریقت پر قائم رہنا۔

۲ دنیا اور دنیادار کی پرواہ نہ کرنا، یہ تیرے پیچھے دوڑیں گے۔

۳ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ سے نسبت غلامی میں مستحکم رہنا۔

۴ والدہ ماجدہ اور دیگر عزیزوں کی خدمت کا حکم فرمایا۔

حضرت والد گرامی کے وصال کے بعد اعزازی دستار بندی سجادگی کی حضرت پیر سید ولایت شاہ گجراتی اور عم مکرم حضرت الحاج مولانا فضل محمد نقشبندی نے کرائی۔

آپ اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دس سال کمبلہ شریف میں تدریس قرآن مجید اور درسی کتب میں مصروف رہے۔ بارہ سال چلہ کشی کی۔ تیس سال بے لوث تبلیغ دین متین اور مختلف مساجد میں خطابت کے فرائض ادا کیے۔ مریدین کی روحانی تربیت فرمائی۔

حضرت خواجہ سید غلام محی الدین شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ جناب زاہد چشتی صاحب رقمطراز ہیں۔

حضرت مولانا قاری غلام نبی چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے ہی ددھیال کے بزرگوں اور سابقون سے تھے۔ ان کی اولاد موجود ہے اور ان کے فرزند اکبر بھی خلیفہ مجاز و سجادہ نشین ہیں۔ درس نظامی کے فاضل، حکیم اور بہترین مقرر، جزوی مصنف بھی ہیں۔

marfat.com

آپ موصوف سے کھل کر خط و کتابت کریں۔ وقت ملے تو شرافِ ملاقات بھی حاصل کریں (۱) مگر وقت طے کر کے، اکثر اوقات ضلع گجرات میں مریدین کے پاس دوروں پر جاتے ہیں۔ ویسے ذیابیطس کے مریض بھی ہیں۔ بندہ کے ہم عمر، بڑے مرنجاں مرنج، بذلہ سنج، وسیع القلب، باغ و بہار طبیعت کے مالک اور شریعت و طریقت کے مرکب۔

ماشاء اللہ! بحرِ طریقت میں آپ (۲) کی غواصی کی داد دیتا ہوں۔ چن چن کر موتی نکال رہے ہیں۔ دراصل للہ شریف، اولیاء اللہ کا مسکن رہا ہے۔

ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت علامہ قاری پیر نور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت قاری غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا جو اکثر کمبلہ شریف ضلع گجرات مقیم رہے۔ تکمیل دار العلوم عزیزیہ زیر اہتمام مجلس حزب الانصار بھیرہ میں کی اور اپنے شہر للہ شریف میں حکمت و خطابت کرتے رہے۔ ۱۴ اگست ۱۹۸۹ء بروز سوموار بوقت ۸ بجے شب وفات پائی۔ جنازہ کی امامت علامہ پیر محمد اسلم صاحب مراڑیاں شریف (گجرات) نے فرمائی۔ جنازہ ۱۵ اگست ۱۹۸۹ء بعد نماز ظہر ہوا۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

**اولاد**

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ قاری غلام نبی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو پانچ فرزند عطا کئے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ حضرت قاری نور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین)

۲ خادم حسین

۳ احمد حسین مرحوم

۴ انور حسین مرحوم

۵ مقبول حسین مرحوم

marfat.com

آجکل حضرت قاری نور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت قاری عمران حیدر چشتی سجادہ نشین ہیں۔

(۱) خاکسار مولف محمد مرید احمد چشتی کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) بندہ نے للہ شریف ان کے مکان پر زیارت کا شرف حاصل کیا اوران کے اخلاق کریمانہ نے متاثر کیا۔

## ماخذ و مراجع


۱ قاری نور حسین چشتی: نشانِ اولیاء مطبوعہ ناشر غوری دواخانہ للہ شریف

۲ فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول مطبوعہ ۱۹۹۷ء

۱۴۱۰ھ

۳ مکتوب حضرت خواجہ سید دلشاد حسین شاہ بخاری بنام مولف مرقومہ از خانقاہ معلی چشتیہ رسولیہ شکریلہ شریف ضلع گجرات

۴ مکتوب زاہد چشتی بنام مولف مرقومہ ۱۹ رجنوری ۱۹۸۹ء از للہ شریف

۵ محمد یونس کاظمی: حیاتِ شاہ ولایت مطبوعہ گجرات ۱۹۷۲ء


marfat.com

# حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی

## ولادت

آپ کی ولادت ۱۹۳۱ء میں بمقام عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں ہوئی۔

## زمانہ تعلیم

آپ نے میٹرک میانوالی کیا۔ بعد ازاں درس نظامی کی ابتدا کی، درس نظامی کی تکمیل تقریباً بارہ سال میں ہوئی۔ اس عرصہ میں دو سال تک سیال شریف میں جامع المعقول والمنقول استاذ العرب والعجم حضرت علامہ عطا محمد چشتی نور اللہ مرقدہٗ کے پاس زیر تعلیم رہے جو کہ موجودہ سجادہ نشین حضور امیر شریعت خواجہ الحاج الحافظ محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی کے بھی استاد ہیں علاوہ ازیں اس وقت کے جید علماء کرام سے حصول علم کیا۔ آپ کے اساتذہ میں بابا منطق حضرت علامہ مولانا محمد دین بدھوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

## قیام سیال شریف کے واقعات

سیال شریف میں قیام کے دوران آپ حضرت خواجہ محمد ظہیر الدین سیالوی مدظلہ العالی کے بنگلے پر رہائش پذیر رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور شیخ الاسلام غریب نواز سیالوی قدس سرہٗ کے بارے فرمایا کرتے تھے۔

''حضور شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے برابر، آپ کے ہم عصروں میں کوئی عالم دین نہیں تھا۔''

حضور شیخ الاسلام سیالوی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں جو کہہ رہا ہوں یعنی آپ کو حوالہ دینے کی ضرورت نہ پڑتی تھی، ذات خود سند تھی۔ آپ صحیح معنوں میں شیخ الاسلام کے مصداق تھے۔

marfat.com

**من یحی السنة ویمیت البدعة ویکون اقواله وافعاله حجة اللناس**

جوسنت کو زندہ کرتا ہے اور بدعت کو مٹاتا ہے اور اس کے اقوال وافعال لوگوں کے لئے حجت اور دلیل ہوتے ہیں۔

حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضور شیخ الاسلام سیالوی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے تھے۔

**نور القمر مستفاد من نور الشمس**

یعنی قمر منور ہے، شمس منیر سے، شیخ الاسلام سیالوی فیض یاب ہیں حضور پیر سیال لج پال سے۔ایک بار سیال شریف کے ایک صاحبزادے الیکشن لڑ رہے تھے۔حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی ووٹ کاسٹ کرنے گئے تو الیکشن آفیسر نے پوچھا کہ آپ سیال شریف کے ہیں؟ آپ نے جی ہاں میں جواب دیا۔اس نے پھر پوچھا تو آپ نے جی ہاں میں جواب دیا۔اس کے بار بار پوچھنے پر آپ جلال کی کیفیت میں آ گئے۔محبت نے زور کیا۔آپ نے بآواز بلند فرمایا۔

میں بھی سیال شریف کا ہوں، میرا والد بھی سیال شریف کا ہے اور میرا دادا بھی سیال شریف کا ہے گویا کہ پشتوں سے کرتے آئے ہیں ہم ان کے در کی چاکری۔

ایک دفعہ حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی سیال شریف سے روانہ ہوئے تو راستہ میں حضرت خواجہ حافظ محمد بدرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی جائے نشست ہے۔آپ باہر چارپائی پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔پیر صاحب ملنے کے لئے چلے، راستے میں خیال آیا کہ آپ کی ریش مبارک نہیں، اس لئے قدمبوسی کے بجائے دست بوسی کرلوں۔آپ دست بوسی کے بعد اجازت لے کر چل پڑے، چند قدم چلے تو خیال آیا کہ اگرچہ داڑھی نہ ہے مگر حضور پیر سیال لجپال کے پوتے تو ہیں۔وہ نسبت بہت بلند ہے، آپ واپس ہوئے اور قدمبوسی کی۔

حضرت خواجہ حافظ محمد بدرالدین سیالوی مسکرائے اور فرمایا۔شاہ صاحب! کیا آپ اسی لئے واپس ہوئے تھے؟

حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب سیال شریف حاضر ہوئے

marfat.com

تو رات مسجد میں سوتے اور سر کے نیچے اینٹ رکھتے اور فرماتے۔

''اس حالت میں بڑا لطف آتا ہے''۔

## اوصاف

حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ زہد و تقویٰ کے لحاظ سے نہایت کامل و اکمل شخصیت تھے۔فرماتے تھے کہ میرے والد گرامی (حضرت خواجہ حافظ سید غلام دستگیر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے ایک دفعہ فرمایا تھا۔

غلام حبیب شاہ! کبھی نماز قضا نہ کرنا، بعدازاں ساری زندگی آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی۔آپ صاحب ترتیب تھے اور حضرت صاحبزادہ سید مسعود الحسن شاہ گیلانی سلمہ ربہٗ اس بات کے عینی شاہد ہیں کہ آپ کی سفر و حضر میں کوئی نماز قضا نہیں ہوئی اوقات مخصوصہ کے علاوہ ہر وقت باوضو رہتے تھے۔

## وصال شریف

آپ کا وصال ۱۳ رنومبر ۱۹۸۸ء کو ہوا۔اس وقت آپ الیکشن کمپین میں مصروف تھے۔جس کا حکم حضرت صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ آپ نے ملک خدا بخش ٹوانہ کی امداد کرنی ہے۔آپ نے عرض کیا ہم سیال شریف کے غلام ہیں اور حق غلامی ادا کر دیا۔

## ماخذ

۱ انٹرویو حضرت صاحبزادہ سید مسعود الحسن شاہ گیلانی سلمہٗ
۲ فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم مطبوعہ لاہور ۱۴۱۰ھ
۳ مکتوب حضرت صاحبزادہ سید مسعود الحسن شاہ گیلانی بنام مولف

marfat.com

# علامہ زماں حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین چکوالی

## خاندان اور ولادت

آپ قطب شاہی اعوان خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت قاضی احمد الدین چکوالی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ مفتی، جید عالم، مدرس اور شعر و شاعری سے شغف رکھتے تھے۔(۱)

حضرت قاضی احمد الدین چکوالی (۱۸۵۲ء۔۱۹۲۹ء) نے حضرت مولانا محمد صادق کراچوی مرحوم کو درج ذیل سند اجازت عطا کی۔

### سند آخر

مولانا محمد صادق الکراشوی الذی روی عنہ الحافظ فضل احمد

مولانامحمدصادق عن الشيخ احمدالدين بن الشيخ غلام حسين البنجابى الجكوالى اجازاه الشيخ احمدبن زينى دحلان مفتى الشافعيه بمكته المكرمه عن الشيخ عثمان بن الشيخ حسن الدمياطى الشافعى الازهرى ثم المكى عن الشيخ عبدالله الشرقاوى الشافعى الازهرى ولكل واحدمنهم ثبت مخصوص مذكورفيه مشايخهم واسانيدهم.

احمدالدين الصكوالى عن الشيخ عبدالرحمن بن عبدالله السراج الحنفى عن الشيخ جمال الدين بن عبدالله شيخ عمرعن الشيخ عبدالله سراج الدين عن الشيخ محمدبن هاشم الفلانى العمرى عن شيخ خاتمة المحدثين الشيخ محمدصالح الفلانى العمرى

(بجميع ماهومفصل فى ثبت الشيخ محمدصالح المذكورالمسمى ذلك الثبت بقطف الثمر باسانيده النفسية العاليه)

وقال الشيخ عبدالرحمن بن عبدالله السراج الحنفى عن جمال الدين المذكور عن الشيخ محمدعابدبن احمد على الانصارى السندى ثم الزبيدى

marfat.com

ثم المدنی

(بماھومفصل فی ثبتہ المشھورالمسمی بحصرالشاردفی اسانیدالشیخ محمدعابد)

احمدالدین چکوالی عن والدہ المولوی غلام حسین عن الشیخ احمدسعید المجددی الدھلوی والشیخ عبدالغنی المجددی الدھلوی والشیخ محمد صدر الدین الدھلوی وقد اجازالشیخ احمدسعید حضرت مولانامحمداسحق الدھلوی بالاجازۃ التی حصلت لہ قرأۃ علی الشیخ عبدالعزیزالدھلوی عن الشیخ ولی اللہ الدھلوی قال اخبرنی الشیخ ابوطاھر محمدبن ابراھیم الکردی المدنی قال اخبرنا والدی الشیخ ابراھیم الکردی بسندہ الذی حصل لہ من اشیاخہ المعتبرین(۲)

حضرت قاضی ضیاءالدین چکوالی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۸ھ کو چکوال میں پیدا ہوئے۔

## تعلیم

آپ نے علوم مروجہ کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی بعدازاں دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ایم۔اے کا امتحان بھی امتیازی شان سے پاس کیا۔

انقلاب الحقیقت میں ہے۔

کالج کی ملازمت میں ہی مجھے ٹریننگ کالج میں عربی زبان کی تعلیم کے لئے جاناپڑا۔ خوش قسمتی سے کالج کے پروفیسر قاضی ضیاءالدین صاحب ایم۔اے مرحوم جونہایت شریف النفس اورصوفی آدمی تھے۔حضرت میروی علیہ الرحمۃ اورخاندان للہی علیہ الرحمۃ سے باطنی تعلقات رکھتے تھے اوردینیات کی سند دیوبند کی رکھتے تھے۔گویاوہ ظاہری عالموں اور باطنی صوفیوں کی درمیانی کڑی تھے۔(۳)

## میراشریف کی اولین حاضری اور بیعت

فخرالاولیاء حضرت خواجہ محمد فخرالدین بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔

marfat.com

پہلی مرتبہ جب حاضر ہوا تو پروفیسر مولوی ضیاء الدین صاحب نے جو کہ تقویٰ میں یکتا تھے، اپنی میرا شریف سے ارادت اور حاضری کا قصہ یوں بیان کیا کہ تعلیم کے دوران مرض دق (ٹی۔بی) میں مبتلا ہو گیا۔ میرے والد صاحب جو کہ خود حکیم حاذق ہیں، میری زندگی سے مایوس ہو گئے۔ مرض تیسرے درجے میں پہنچ گئی۔ انھوں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر دیا اور فرمایا بیٹے! معاملہ علاج سے آگے بڑھ گیا ہے۔ ایک حیلہ باقی ہے۔ میرا شریف جاؤ اور یہ عریضہ حضرت کی خدمت میں پیش کرو۔

میں یہ خط لے کر حاضر ہوا، عریضہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ خیر خواہد شد (سب ٹھیک ہو جائے گا)۔ کھانے کے وقت آپ نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور گھی میں چرب لقمے مجھے دیئے کہ کھاؤ جو کہ میری طبع کے لئے سخت نقصان دہ تھے لیکن حضور کے حکم سے کھا لئے، اسی روز طبیعت ہلکی پھلکی محسوس ہوئی۔ حضرت ہر روز مجھے اسی طرح اپنے پاس بٹھا کر کھلاتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک ہفتہ بعد بالکل صحت یاب ہو گیا۔ وطن جانے کی اجازت طلب کی تو فرمایا۔ اجازت ہے۔ تمہارے وجود میں خشکی تھی چرب لقموں نے خشکی کا اثر زائل کر دیا۔ (۴)

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

مرحوم قاضی ضیاء الدین صاحب ایم۔اے عربی جو نہایت دیندار تھے۔ حضرت اعلیٰ میروی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت بیعت اور عقیدت رکھتے تھے، ہمارے پروفیسر مقرر ہوئے۔ مرحوم قاضی صاحب بڑے نیک طینت استاد تھے۔ نہایت عجیب انداز سے اظہار ناراضگی فرمایا کرتے لیکن راضی بھی جلد ہو جایا کرتے تھے۔ (۵)

## حلیہ، لباس اور اخلاق

قاضی ضیاء الدین مرحوم کا رنگ سفید، چہرہ موزوں، چھوٹی سی داڑھی تھی اور قد پستہ تھا۔ لباس دیسی، صاف ستھرا پہنتے تھے۔ (۶)

بقول ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم بڑے پاکباز اور پابند صوم وصلوٰۃ (تھے) (۷)

marfat.com

## ملازمت

حضرت قاضی ضیاءالدین چکوالی اسلامیہ ہائی سکول پنڈ دادنخان میں ہیڈ ماسٹر کے عہدہ پر فائز رہے۔ (۸) سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور مولوی فاضل اور منشی فاضل طلبہ کو ٹریننگ دیا کرتے تھے۔ بعد ازاں راولپنڈی کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ہو گئے۔ (۹)

قاضی ضیاء الدین ایم۔اے فاضل دیوبند ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ مولوی احمد علی لاہوری کی اہلیہ محترمہ کے چچازاد بھائی تھے۔ نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی میں علماء کی جماعت کے انگریزی پڑھانے کے استاذ تھے۔ حضرت سندھی مرحوم نے افغانستان تشریف لے جانے سے پہلے نظارۃ المعارف القرآنیہ والی جماعت کا امتحان لینے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ قاضی ضیاء الدین ایم۔اے کو اپنی معاونت کے لئے اس کام میں شامل کر لیا۔ قاضی موصوف درس قرآن مجید میں روزانہ تشریف لاتے تھے اور اس جماعت کو انگریزی پڑھانا آپ کی ڈیوٹی تھی۔ (۱۰) آپ نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ بھی کیا تھا۔

## وفات

آپ دسمبر ۱۹۲۵ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

بقول حضرت العلام مولانا محمد عثمان غنی میروی مرحوم جب قاضی ضیاء الدین کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ اٹھے، صاحبزادے کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور متعلقین کو فرمایا کہ تجہیز و تکفین کا اہتمام کرو جب جنازے کی تیاری ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ یہ کہہ کر حجرہ میں چلے گئے۔ مراقبات، مناجات اور اپنے وظائف میں مشغول ہو گئے۔ (۱۱)

ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم رقمطراز ہیں۔

قاضی ضیاء الدین ایم۔اے کے والد کا نام قاضی احمد الدین تھا۔ ایک دن نماز مغرب کے لئے صفیں درست کیں تو ایک ہرکارا تار ہاتھ میں لئے بھاگتا ہوا آیا۔ قاضی صاحب کو تار دے کر کہنے لگا۔ اللہ کی مرضی یہی تھی۔ قاضی صاحب نے تار مجھے دے کر کہا۔ پڑھو، لکھا تھا۔'' کہ قاضی

marfat.com

ضیاء الدین ایک حادثے کی وجہ سے سخت زخمی ہو گئے ہیں اور وہ گھر آ رہے ہیں''۔

نماز ختم ہوئی تو ایک اور صاحب مسجد میں آئے اور کہنے لگے کہ قاضی ضیاء الدین آ گئے ہیں۔ ہم سب باہر دروازے پر گئے تو ڈرائیور نے بتایا کہ پچھلی سیٹ پر ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ ان کا سر پھٹ چکا ہے اور وہ اللہ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ دوسرے دن بہت بڑا جنازہ ہوا۔ میدان میں ہر طرف سر ہی سر نظر آتے تھے۔ سب رو رہے تھے لیکن ضیاء الدین کے والد بالکل خاموش تھے۔ غمگساروں سے صرف ایک ہی جملہ کہہ رہے تھے۔

''اللہ نے دیا تھا، لے لیا''۔ تین دن اسی طرح گزر گئے کہ قاضی صاحب کی آنکھ سے ایک آنسو تک نہ ٹپکا۔ تیسرے دن نماز عصر کے بعد ایک بچی ایک چھوٹا سا بچہ اٹھائے، مسجد میں آ گئی اور اس نے قاضی احمد الدین صاحب کی گود میں ڈال دیا۔ یہ مرحوم ضیاء الدین کا بچہ تھا۔ اسے دیکھ کر قاضی صاحب پھٹ پڑے، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی برسنے لگی۔ (۱۲)

## قطعۂ تاریخ وفات

حضرت قاضی احمد الدین چکوالی نے اپنے لختِ جگر حضرت قاضی ضیاء الدین مرحوم (۱۲۹۸ھ۔ ۱۳۴۴ھ) کا قطعہ تاریخ لکھا جس میں ان کے اوصاف وکمالات کا ذکر بھی کیا ہے۔ وھو ہذا

۷۸۶

ابیات حادثہ آیات

۱۳۴۴ھ

چشم عبرت برکشا اے دوست حال من ببین ۔۔۔ کز مقام بام اعلیٰ اوفتادم برزمین
گشت آں نور بصر یک لخت غائب از نظر ۔۔۔ ہمچو اخگر شد جگر از شعلہائے آتشین
طاقتے، دل مضمحل گردید وراحت کالعدم ۔۔۔ صدمۂ غم دمبدم گشتہ چومار آتشین
شد ظفر در یتیم وہم سعادت بی پدر ۔۔۔ دادہ بود این دوگہر حق اندر ایام پسین
سوزد از در دو الم در کالبد جان ودلم ۔۔۔ چونکہ می بینم نعم این ہردو شکل نازنین
در جگر تیر خطیر آمد درین عمر اخیر ۔۔۔ پیر شد فانی صغیران در غم راکم رہین

marfat.com

اے ضیاءِ من شدی پنہاں زچشم ناگہاں　　زین فراق ہاً خلق جہان اندو ہگین
شدجگر ہاخون ودلہا سوختہ ہچو کباب　　چشمہا چون چشمہ ماریزندہ اشک اندر کمین
من نہ تنہا بلکہ تن ہامبتلا اندر بلا　　ہرزبان یا ربنا ماتم مبادا این چنین
نوجوان ومجمع الاوصاف وعالم باعمل　　خوبصورت نیک سیرت پاک دل روشن جبین
وصف تالیف القلوب ازبس کہ بودت در وجود　　مہربان بودی بہر کس چہ کہین وچہ مہین
بی تعصب سعی از بہر نفع خاص وعام　　لاجرم ہرکس ثنا گو باہزاراں آفرین
مال تو وقف از برای خیر پاک از ملک غیر　　سینہ چون آئینہ ات صافی زحرص وکبروکین
دیدہَ اہل زمان شاید ندید تو ندید　　حق نہاد اندر نہادت دولت دنیا و دین
فخراین ملکت اگر گویندمی باشد روا　　زانکہ بودی در فنونِ ہر علوم از ماہرین
جملہ عادات واخلاقت خدابخشید نیک　　کاش بودندی سنین عمر تو افزون ترین
ای ضیائم از فراقت سوخت جسم وجان دلی　　انما اشکو بحزنی عند رب اللعالمین
انی صبت علیٰ مصائب لوانہا　　صبت علی الایام صرن لیالیا للناظرین
ہمچو مرغ نیم بسمل اقربائت مضطرب　　گشت تاریکی فراہم از یسا رو ازیمین
ریخت این کوہ مصیبت برسرکاہ ضعیف　　کس چہ داند حالتش خبر مالک عرش برین
این وجودم ہست ہمچون مردہ بیرون گور　　محض بہردم زان مردم نسازندم زمین
کی بود گر موت را آرند از بہر فروخت　　تابگیرم گرچہ باشد قیمتش نقد ثمین
بگذری مرقدم گر اے برادر زاتفاق　　خاکش از خون دلم آغشتہ بینی چون عجین
الغیاث این درد مار انیست درمان الغیاث　　الغیاث این ہجر مارا نیست پایاں بالیقین
میکنم اندازہَ حال توبا احوال خویش　　اینکہ مرحوم و من مغموم ورنجورو حزین
از ولادت تا وداعت عیش و راحت باتوماند　　برزخ ومحشر بفضل اللہ باشد مثل این
وہ کہ ازاول چہ قسمت کرد قسام ازل　　بہر توفرحت برایم حسرت روز وشبین
لیک تقدیر خداوندی است غالب برہمہ　　بحکم المولیٰ بمارضیٰ بہ فی کل حین
اسپ تیزت گرچہ ازما دورنمودت مگر　　چون براق آن زور بردت نزد فردوس برین
جز رضاء بالقضا ہرگزمی بینم دوا　　لیک گاہی درددل آہی بر آرد سہمگین

marfat.com

اے خدا این صدمہ عظمیٰ از تقدیرت رسید صبر و اجرش دہ بقدرش نعم اجر الصابرین
بہرہ بخش از علم و عمر خضر یارب ظفر تاشود خلف رشیدش باسعادت خانشین
قصہ در دم یکی از صد نیامد در بیان نامہ حسرت گذشتہ از شمار اربعین
سال تاراج چنین تاباں صنم اکنون شنو پی بدل رحمت زحق باجسم و جان او قرین

۱۹۲۵ء ۱۳۴۴ھ

سن میلادش محمد بشل ظفرحسن سال رحلت ختم شد اشرف بداں اکرامین

۱۲۹۸ھ ۱۳۴۴ھ

یاالٰہی اعطنی صبراً واجرا وافرا واعف عنی ذنبی و ادخل فی العباد الصالحین
رب بشرہ بغفران وباالا جرالکریم ھب لہ الدرجات فی الجنات بالفوز المبین
وانبہ عمر طویلا بالسعادۃ والغنیٰ والوجاھۃ فی الوریٰ باالعلم والعقل المتین
وامح عنی غربتی لطفا وفرج کربتی واقض حاجاتی یُسرکل عسر یامعین
لاتحر جنی الی غیر وارشدنی الی ووفقنی بما کان رضینا وخیر امن خصال المخلصین
یاوسیع الرحمۃ اغفرلی ذنوبی کلھا انت مولانا رؤف بالعباد المجرمین
قلت ادعو استجب یارب ادعو فستجب انت ربی انت حسبی انت خیرالراحمین
تحفہ حمد وصلاۃ ازمن بود ہردم قبول در جناب کبر یاؤ و نزد ختم المرسلین
اے ضیاءالعین من ناگاہ شدی پنہاں زمن

چند تاریخی مادے درج ذیل ہیں۔

قاضی صاحب مرحوم الابد مولوی ضیاءالدین صاحب علامہ زمان

۱۳۴۴ھ ۱۳۴۴ھ

## تعزیتی مکاتیب

حضرت قاضی ضیاء الدین چکوالی کے احباب نے آپ کے والد ماجد حضرت قاضی احمدالدین چکوالی کے نام تعزیت نامہ روانہ کئے۔ جن کی نقول اور ترجمہ درج ذیل ہیں۔

marfat.com

The principal and staff of the Central Training College,Lahore,express their deep sorrow at the sad and untimely death in the performance of duty of Qazi Zia-ud-Din,Distric Inspector of Schools.Rawalpindi, their former colleague and extend heartfelt sympathy with the family of te dceased.

Principal,

Central Training College,

Lahore.

Dated,9/12/1925.

گورنمنٹ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کے پرنسپل اور سٹاف قاضی ضیاء الدین ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی کی اچانک دوران ملازمت وفات پر اپنے گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے سابق سروس کے دوست مرحوم کی فیملی کے ساتھ دلی ہمدردی اور دکھ کا اظہار کرتے ہیں۔

پرنسپل سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور

تاریخ ۹/۱۲/۲۵

Camp Bhera

14th December,1925.

Dear Sir,

I am asked by Honble te Minister of Educa- tion and te Director of Public Instruction to convey to you their deep sorrow and sympathy at the

marfat.com

sudden tragic death of your son Qazi Zia-ud-din, District Inspe- ctor of Schools,Rawalpindi.

I desire also to express my own sympathy with you ni your bereavement.Believe me.

عزت مآب!

قابل صد احترام وزیر تعلیم اور ڈائریکٹر ہدایات عامہ کی طرف سے مجھے کہا گیا ہے کہ آپ کے فرزند قاضی ضیاء الدین صاحب ضلعی انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی ڈویژن کی اچانک اور غمناک وفات پر آپ کو ان کے غم اور ہمدردی کا اظہار پہنچاؤں اور میں خود بھی چاہتا ہوں کہ اس محرومی پر اپنی ہمدردی کا اظہار کروں۔

آپ کا مخلص

## مدفن

چکوال سٹی پولیس کی مشرقی دیوار سے چند قدم ہٹ کر حضرت مولانا غلام حسین چکوالی کا مزار ہے۔اس کے متصل مشرقی سمت قاضی ضیاء الدین چکوالی کی قبر ہے اور ساتھ ہی قاضی احمد الدین چکوالی کا مرقد ہے۔دونوں باپ بیٹے کی قبریں پختہ ہیں البتہ مولانا غلام حسین چکوالی کی قبر کا نام ونشان مٹ چکا ہے۔بقول قاضی عبدالوحید،افسر سوئی گیس فیصل آباد کہ ان بزرگوں کی وصیت تھی کہ ان کی قبور پر مٹی ڈالنا،پختہ اور گنبد تعمیر نہ کرنا یہی وجہ ہے کہ حضرت قاضی غلام حسین چکوالی کی قبر انور کا نام ونشان نہیں رہا البتہ قاضی احمد الدین چکوالی کے پوتے قاضی ظفر الاسلام نے اپنے والد ماجد اور دادا جان کی قبور پختہ کرائی تھیں۔اب ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔خاکسار مولف نے قاضی ضیاء الاسلام کو اس جانب توجہ دلائی تو انھوں نے جواباً فرمایا۔میں آج ہی مزدور لگا کر مزارات کو درست کرا دیتا ہوں۔لیکن بزرگوں کی وصیت مانع ہے۔

marfat.com

**اولاد**

آپ کی اولاد میں اکلوتا فرزند قاضی ظفر الاسلام مرحوم تھے۔ چکوال کے بازار میں دکانداری کرتے تھے۔ ان کے فرزند قاضی ضیاء الاسلام سلمہٗ قومی بچت میں ملازم ہیں۔(۱۶)

## حواشی

۱ محمد مُرید احمد چشتی :فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء صفحہ ۵۶۹

۲ سند اجازت (خطی) فراہم کردہ پیرزادہ عابد حسین شاہ صاحب ساکن چھمی چوآ سیدن شاہ چکوال

۳ صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی: انقلاب الحقیقت، مکتبہ الرحمٰن السلفیہ سرگودھا، صفحہ ۳

۴ پروفیسر محمد نصر اللہ معینی: فیضان میروی مطبوعہ المحبوب آرٹ فیصل آباد، صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱

۵ قلمی بیاض مملوکہ پروفیسر محمد نصر اللہ معینی صفحہ ۳

۶ مکتوب غلام ربانی عزیز بنام مولف مورخہ ۲۳ رجون ۱۹۹۱ء از ایبٹ آباد بحوالہ مکاتیب عزیز ناشر آنریری کیپٹن (ر) عبداللہ خان

۷ ڈاکٹر غلام جیلانی برق: میری داستانِ حیات مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۸۴ء صفحہ ۷۳

۸ بورڈ سربراہان اسلامیہ ہائی سکول پنڈ دادن خان

۹ ڈاکٹر غلام جیلانی برق: میری داستانِ حیات

۱۰ عبدالرشید ارشد: بیس بڑے مسلمان مطبوعہ زاہد بشیر پرنٹرز لاہور ۱۹۸۶ء (بارپنجم) صفحہ ۲۵۶، ۲۵۶

۱۱ مولانا محمد عثمان غنی: حیات جاوداں مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء صفحہ ۵۹، ۶۰

۱۲ ڈاکٹر غلام جیلانی برق: میری داستانِ حیات، صفحہ ۷۳، ۷۴

۱۳ قطعہ تاریخ وفات (خطی) فراہم کردہ پیرزادہ عابد حسین شاہ صاحب

۱۴ قاضی ضیاء الاسلام چکوالی نے فراہم کئے۔ مولف

marfat.com

۱۵ محمد مرید احمد چشتی :فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء صفحہ ۵۹۰

۱۶ ملاقات قاضی ضیاء الاسلام چکوالی مورخہ ۳ رشوال المکرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۱ ر اپریل ۱۹۹۱ء بروز پنجشنبہ

marfat.com

# حضرت خواجہ سید قمر الدین شاہ دھرکنوی

## ولادت

حضرت خواجہ سید قمر الدین شاہ دھرکنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً ۸۵۔۱۸۸۰ء کے درمیان حضرت علامہ شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر دھرکنہ میں ہوئی۔ آجکل دھرکنہ ضلع چکوال میں واقع ہے۔

## خاندان

آپ کا خاندان ایک علمی گھرانہ تھا۔ آپ کے چچاجان حضرت علامہ سید شاہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ ممتاز عالم دین اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ تھے۔ آپ کے دو بھائی حضرت سید محمد ابراہیم شاہ اور سید فضل حسین شاہ تھے۔ حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بھی عالم دین تھے۔ ان کی قرأت وجد آفرین تھی۔ آپ کے دو چچازاد بھائی تھے۔ (۱) حضرت شاہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ، ان کی بیعت حضور سلیمان زمان تونسوی رضی اللہ عنہ سے تھی (۲) حضرت شاہ عالم الدین جو اپنے والد گرامی کے بعد نقشبندی مسند پر بیٹھے۔ حضرت شمس الدین شاہ کے صاحبزادے شاہ بدر الدین مثالی عالم دین تھے، وہ لاولد تھے۔

حضرت شاہ عالم الدین کے بیٹے سید بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ زندگی کے آخری دس پندرہ سالوں میں مجذوبانہ اطوار کے ہو گئے تھے۔ ان کے دو صاحبزادے سید نصیر علی شاہ اور سید حسین علی شاہ حضرت خواجہ قمر الدین کے نواسے ہیں۔ سید نصیر علی شاہ اس وقت نقشبندی گدی کے مسند نشین ہیں۔ انھیں خواجہ سید قمر الدین شاہ نے چشتی اوراد و وظائف کی اجازت بھی دی تھی۔

## تعلیم

حضرت سید قمر الدین شاہ نے اپنے چچاجان سید شاہ صدر الدین سے قرآن پاک اور ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس دور میں دھرکنہ میں مثالی درسگاہ تھی۔ نظم و صرف ونحو آپ نے

marfat.com

وسنال میں پڑھی۔ وسنال علوم اسلامیہ کا اس زمانہ میں مرکز تھا اور سب کتابیں وہاں پڑھائی جاتی تھیں۔ حضرت کے بڑے بھائی مولانا سید محمد ابراہیم شاہ نے بھی وہاں ہی علوم حاصل فرمائے تھے۔ آپ نے بعد میں تھل کے کسی مقام پر بھی علم حاصل کیا اور تکمیل لاہور میں فرمائی۔ آپ کو علوم فقیہہ پر خصوصی مہارت تھی۔

## بیعت وخلافت

آپ نے فاتح قادیانیت حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ بڑی عقیدت سے زندگی بھر آستانہ عالیہ گولڑہ شریف پر حاضری دیتے رہے۔ یہی حال آستانہ عالیہ سیال شریف کے متعلق رہا۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی رضی اللہ عنہ سے بیحد عقیدت تھی۔ فرمایا کرتے تھے۔ آج اگر کسی نے اسلاف کا زندہ نمونہ دیکھنا ہے تو وہ قمر سیال کی زیارت کرے۔

بولہ شریف حاضری کا دائمی معمول تھا۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد بولہ شریف تشریف لے جاتے جوان کے گاؤں سے اڑھائی میل دور تھا پھر یہ بھی معمول رہا کہ اکثر صبح کی نماز بولہ شریف میں حضرت خواجہ سید رسول بولوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر پڑھی۔

حضرت بولوی نے آپ کو خلافت سے نوازا، زبانی خلافت کے بعد تحریری خلافت بھی عطا فرمائی۔ آپ تبلیغ دین کیلئے کافی عرصہ ملتان ضلع میں قیام فرما رہے۔ تحصیل لودھراں کے مختلف چکوک میں آپ کے بکثرت مرید ہیں۔ وہاں قیام کے دوران حضرت بولوی نے تحریری خلافت نامہ بھیجا اور بیعت لینے کی تاکید فرمائی۔ حضرت بولوی کی آپ پر بے پایاں عنایات تھیں۔ مختلف معاملات میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

## اخلاق عالیہ

جو اخلاق محمدی قرآن وسنت سے انھیں ملے اپنی زندگی میں ان پر عمل پیرا رہے۔ اتباع سنت کا ذوق وراثت میں ملا تھا۔ حضور مہر گولڑوی نے اسے مزید جلا دی۔ حضرت بولوی کی صحبت سے مزید مہمیز لگی اور آستانہ قدسیہ سیال شریف نے تکمیل کردی۔ کسی ولی کی ذاتی بات اگر شریعت کے خلاف پاتے تو برملا فرماتے بزرگوں کی خطا پر عمل پیرا ہونا خود خطا ہے۔

marfat.com

طبیعت میں بلا کا استغنا تھا۔ زیادہ وقت مسجد میں گزرتا تھا۔ جامع مسجد دھرکنہ کے جنوب میں بالا خانہ پر گوشہ تنہائی میں خلوت کے لمحات گزارتے تھے۔ لباس صاف ستھرا پہنتے مگر زیادہ قیمتی نہیں ہوتا تھا، گفتگو بہت کم ہوتی اور جو ہوتی وہ بڑی جامع، مدبرانہ، عارفانہ اور وجد آفرین ہوتی۔ اپنے مشائخ کے انداز سے قوالی سنتے۔ شرعی حدود وقیود کی پابندی آپ کے نزدیک ضروری امر تھا۔ ظہر کے بعد ختم خواجگان کا بڑا اہتمام ہوتا۔ شب بیداری معمول تھا۔ نماز عشاء سنت کے مطابق تیسرا حصہ رات کا گزار کر پڑھتے۔ بسا اوقات رات کے گیارہ بھی بج جاتے۔ مسجد کے فرش پر چٹائی پر لیٹ جاتے، کئی لوگ دنیاوی مقاصد کے لئے آئے مگر ان کی صحبت نے ان حضرات کی دنیا بدل ڈالی اور وہ ذاکر و شاکر بن گئے۔

نماز بڑے سکون اور بڑی طمانیت سے پڑھتے، معلوم ہوتا تھا کہ وہ مقامِ احسان پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

## لباس وخوراک

لباس صاف ستھرا سفید استعمال کرتے، سر پر پگڑی ہوتی مگر یہ لباس زیادہ قیمتی نہیں ہوتا تھا۔ ہمیشہ تہبند پہنا کرتے۔ پاؤں میں گرگابی یا دیسی جوتا ہوتا۔ عیدین پر عموماً حضرت بولوی کا باریک چوغہ سفید رنگ کا استعمال فرماتے، انہیں کی عطا فرمودہ ترکی ٹوپی بھی زیب سر ہوتی۔

خوراک سادہ تھی، کم خوری کی ادائیں حضرت بولوی سے سیکھی تھیں۔ حدیث پاک کے مطابق جو کھانا ملا، اسے تناول فرمالیا، کبھی کھانے میں نقص نہیں نکالا۔ کسی کے گھر قرآن خوانی کر کے دعوت نہیں کھائی۔ بے وضو خواتین کا پکا ہوا کھانا بھی تناول نہیں فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی گھر سے آپ نے شاذ ونادر ہی کھانا تناول فرمایا ہوگا۔

## معمولات

صبح کی نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک فرما کر اشراق پڑھ کر اوراد پڑھتے۔ بعد میں دس گیارہ بجے تک عقیدت مندوں کو اسلام کے رموز سمجھاتے، مشائخ کے واقعات بتاتے، دوپہر کو قیلولہ ہوتا، نماز ظہر کے بعد ختم خواجگان، عصر تک عقیدت مندوں پر نوازشیں، عصر کے بعد بھی بسا

marfat.com

اوقات یہ محفل جاری رہتی ،مغرب کے بعد دیر تک اوابین میں مصروف رہتے کھانا تناول فرما کر مسجد میں تشریف لاتے عشاء کی نماز دیر سے ہوتی اور پھر خلوت کو منور فرماتے۔

## اندازِ تبلیغ

بڑا دلکش خطاب فرماتے ۔اللہ تعالیٰ کے بندو! فرما کر حقائق کا آغاز ہوتا،مسئلہ بڑی وضاحت سے ارشاد ہوتا۔نیا موضوع شروع کرنے سے پہلے پھر فرماتے اے اللہ کریم کے بندو! گفتگو سادہ اور مدلل ہوتی ۔زندگی میں کئی دفعہ چالیس چالیس دن کی چلہ کشی فرمائی۔برائے نام کھانا تناول فرمایا مگر جب لوگوں کے سامنے آئے تو ہشاش بشاش ہی ملے۔چہرے پر مسکراہٹ رہتی ،غصہ ہوتے بہت کم دیکھا گیا۔جلدی غصہ اتر جاتا تھا چونکہ خود شریعت پر عمل پیرا تھے لہٰذا گفتگو بڑی اثر آفرین ہوتی تھی۔

## کرامات

آپ کی لاتعداد کرامات لوگوں کی زبان پر ہیں،مستجاب الدعوات تھے جس دلسوزی سے دعا فرماتے وہ انہی کا حصہ تھا،اللہ کریم اسے رد نہیں فرماتے تھے ۔اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہوگی کہ ساری زندگی عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر شریعت سے سرمو انحراف نہیں فرمایا۔

## حلیہ مبارک

سفیدی مائل گندمی رنگ ،پانچ فٹ آٹھ انچ سے کچھ زائد قد،معتدل جسم شریعت کے مطابق سفید نورانی داڑھی ،سر پر شریعت کے مطابق کانوں سے نیچے بڑھنے والے بال جو کبھی کبھی گردن کے نچلے حصے تک آجاتے تھے۔خوبصورت دانت،اُٹھتی ناک ،نورانی ماتھا،سر پر کلاہ دار یا سادہ پگڑی، ہاتھ میں تسبیح ،دل ذاکر،زبان شاکر،عموماً محو تفکر اور زبان پر آیات واحادیث کے حوالے، یہ حضرت کا حلیہ اور اندازِ زندگی تھا۔

## تاریخ وصال

زندگی کے آخری سال میں عموماً جسمانی ہلکی تکالیف رہنے لگی تھیں مگر یہ محسوس نہیں ہوتا تھا

marfat.com

کہ آپ بیمار ہیں۔ معمولات حسب عادت جاری وساری رہے، عادت پاک میں صبر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کسی کی موت پر آپ کو آواز سے یا بے قراری سے روتے نہیں دیکھا۔ حضرت سید بہادر شاہ جنگی جاپانی قیدی تھے، ان کے فرزند کا انتقال ہو گیا، وہ اکلوتا بھی تھا، اس کا باپ گھر پر نہیں تھا اور وہ آپکا چہیتا نواسہ بھی تھا۔ رحمت والے آنسو تو آپ کے رخساروں پر ڈھلک ڈھلک آئے مگر کسی بے قراری وزاری کا اظہار نہ ہوا۔ آپ کی ہمشیرہ گرامی دورِ حاضر کی رابعہ بصریہ تھیں۔ عالمہ، فاضلہ، زاہدہ، عابدہ، سینکڑوں لوگوں کو حفظ و ناظرہ قرآن پڑھایا۔ شب بیداری کی شیدا، ہروقت قرآن خوانی میں استغراق، اپنے اسلاف کا زندہ نمونہ مگران کے وصال پر بھی آنسوؤں کے ہار پروئے، بیقرار نہیں ہوئے۔ آپ کے بڑے بھائی اور حضرت علامہ سید ذاکر حسین شاہ سیالوی کے والد گرامی حضرت سید محمد ابراہیم شاہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۷ نومبر ۱۹۷۲ء سوموار کو ہوا تو آپ پر بھی نہ طاری ہونے والی بیقراری طاری ہو گئی۔ معصوم بچوں کی طرح وارفتہ ہو گئے۔ قبرستان میں کمزوری کی وجہ سے سوار ہو کر گئے۔ جنازہ کے بعد وہیں نظریں بچا کر بیٹھ گئے اور بڑے بھائی کے مزار پر کئی گھنٹے گزار کر آئے۔

اب دن بدن کمزوری بڑھتی گئی، دسمبر گزر گیا، جنوری ۱۹۷۳ء کی تین تاریخ تھی۔ یہ ۲۸ ذی قعدہ ☆ کی شام تھی۔ عشاء کی نماز پڑھی۔ اپنے نواسے سید نصیر علی شاہ کو چارپائی پر ساتھ بٹھایا، ارشاد ہوا میں بھی سورۂ یٰسین پڑھ رہا ہوں، تم بھی پڑھو، ابھی نصف تک پڑھی تھی کہ جان یار کے حوالے کر دی رحمۃ اللہ علیہ۔

اگلی صبح نماز جنازہ کی تیاری ہوئی، نماز ظہر کے ساتھ جنازہ ہوا۔ تاریخی جنازہ تھا۔ سارا قصبہ محبت میں کھو گیا۔ وہ بھی جنازے میں آئے جو کسی جنازے میں نہیں آیا کرتے۔ آپ کو اپنے بھائی سیدی شاہ صدرالدین نقشبندی کے مزار اقدس سے مغرب کی طرف اور اپنے والد گرامی کے پاؤں کی طرف جنوب میں دفن کیا گیا۔ وہاں پتھروں کی حویلی میں ایک قبر پہلے بھی تھی۔ اب آپ کے مزار پر روضہ مبارک ہے۔ ساتھ ہی حضرت خواجہ شاہ صدرالدین کی حویلی، مسجد، جنازہ گاہ اور دیگر خاندان کی حویلیاں ہیں۔

marfat.com

## خلفاء

۱ حضرت علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی مدظلہٗ

۲ حضرت پیر سید منور شاہ مدظلہٗ (فرزند)

۳ حضرت قاضی عبدالوحید بولوی مدظلہٗ افسر سوئی گیس فیصل آباد

☆ ۱۳۹۲ھ مولف

۴ حضرت سید محمد نصیر علی شاہ (نواسہ)

حضرت خواجہ سید قمر الدین شاہ کے پاس کتابوں کا نفیس ذخیرہ تھا۔

## عملیات

حضرت بولوی کی طرح جنات آپ کے بھی عقیدت کش تھے۔آپ کے چچا جان کے ساتھ جامع مسجد میں رہتے تھے۔لاتعداد لوگوں نے دیکھے،آپ عملیات کے بھی ماہر تھے۔شفا بخش اثرات اللہ کریم نے آپ کے قلم کو عطا فرمائے تھے۔بہت سے تعویذات اور عملیات کی اجازت اپنے خلیفہ حضرت علامہ محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی کو عطا فرمائی تھی۔

## جسمانی وروحانی طبیب

آپ بہت اچھے طبیب بھی تھے یعنی روحانی امراض کیساتھ ساتھ جسمانی امراض کا بھی علاج فرماتے۔حضرت بولوی کا ایک خصوصی عمل بھی آپکے پاس تھا جس کے حصول کی بڑے بڑے مشاہیر نے کوششیں کیں مگر ناکام ہوئے۔ایک صاحب نے تو کہا۔شاہ جی!آپ عمل بیشک نہ بتائیں،آپ کے وصال کے بعد کشف کے ذریعے پوچھ لوں گا۔آپ نے مسکرا کر فرمایا:واہ حضرت واہ!جو عمل میں زندگی میں نہیں بتا رہا ہوں،وہ برزخی زندگی میں آپ کو کیسے بتا دوں گا؟ایسا کبھی نہیں ہوگا اور پھر سچ مچ ایسا نہ ہو سکا۔

marfat.com

# عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک بڑے اہتمام سے ہوتا ہے۔ تبلیغی محافل لگتی ہیں، تبرکات تقسیم ہوتے ہیں۔ مگر کوئی غیر شرعی حرکت ہرگز نہیں ہوتی کیونکہ یہ آپ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

(بشکریہ حضرت علامہ محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی مدظلہٗ ۱۸ رشوال ۱۴۱۱ھ مطابق ۳ رمئی ۱۹۹۱ء بروز جمعہ المبارک)

marfat.com

# ﴿واعظ الاسلام حضرت مولانا محمد امام الدین کندوالی﴾

## خاندان اور ولادت

آپ موضع کنڈل ضلع جہلم سے اپنی برادری کے اصرار پر ترک سکونت کر کے کندوال میں آباد ہوئے۔ ضلع جہلم کے تحصیل صدر مقام پنڈ دادنخان سے خوشاب جانے والی سڑک پر للہ شریف سے چند کلومیٹر بعد ضلع جہلم کی آخری آبادی کندوال نام کا ایک قصبہ ہے۔ ۱۸۸۰ء میں کندوال کی آبادی ۸۸۱ گھرانوں اور ۱۲۸۸۱ افراد پر مشتمل تھی۔ ۱۹۹۴ء میں یہ قصبہ چار بلدیاتی حلقوں، پانچ سرکاری سکولوں اور چودہ مساجد پر مشتمل تھا۔ یہاں بسنے والی اقوام کا تعلق اعوان قوم سے ہے۔

کندوال میں ایک عظیم اور مادر زاد ولی حضرت خواجہ پیر بہاؤ الدین سہروردی المعروف ایاناں پیر، حضرت حافظ میاں خان اعوان اور ایک عظیم نامور عالم حضرت مولانا محمد امام الدین چشتی ہو گزرے ہیں۔ حضرت مولانا محمد امام الدینؒ ایک جید عالم دین، مفسر قرآن، مصنف، شاعر، واعظ، مناظر، طبیب، صوفی اور ماہر عملیات تھے۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام غلام محمد ہے جو اعوان خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولانا محمد امام الدین کل چار بھائی تھے۔ آپ غالباً ۱۲۹۸ھ موافق ۱۸۸۱ء کو کنڈل میں پیدا ہوئے۔

## بیعت

علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد مولانا محمد امام الدین نے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اشرف الاولیاء ثانی لاثانی حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہ (م ۱۹۰۹ء) کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔

## علمی و دینی خدمات

آپ نے عمر بھر خدمتِ اسلام کا فریضہ بھرپور طریقے سے سرانجام دیا۔ تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ آپ نے مرزائیت اور دیگر اعتقادی فتنوں کی سرکوبی میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۲۴ء میں علمائے اہلسنت کا ایک مناظرہ قادیانیوں سے موضع ہریا تحصیل پھالیہ میں منعقد ہوا جس میں مولانا محمد امام الدین اور علماء کی کثیر تعداد نے شرکت فرمائی۔ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی صدر مناظرہ

marfat.com

تھے۔ حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ میانوی (متوفی ۱۹۲۸ء) نے اس مناظرے کی روداد ''الظفر الرحمانی'' کے نام سے مرتب کی جو قاضی حبیب اللہ کے حواشی کے ساتھ ۱۹۲۲ء ہی میں لاہور سے شائع ہوئی۔ انہی علمائے حقہ کی سعی جمیلہ ہے کہ قادیانیت حکیم نورالدین بھیروی کے وطن اور اس کے گردونواح میں قدم نہ جما سکی۔ علاوہ ازیں شیعی مناظر سید کرم حسین شاہ سے بھی مولانا محمد امام الدین کا مناظرہ ہوا۔ آپ کے مواعظِ حسنہ اور تقاریر سے کثیر تعداد میں مخلوقِ خدا راہِ ہدایت پر گامزن ہوئی۔

معاصرین حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (گولڑہ شریف) سے حضرت مولانا محمد امام الدین چشتی گہری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی تصنیفات میں حضرت پیر صاحب کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا۔ شجرہ شریف کے شعر ہیں۔

خواجہ مہر علی شاہ ماہی سر تیرے تے ظلِ الٰہی
مینوں تیری پشت پناہی باجھ تساڈے اوٹ نکاہی
کڈھو سب نحوست میری نظر مہر دی کاری ہے
امام الدین مسکین بیچارہ جس دا وچہ کندوال گذارہ
آ دربار ڈگا درماندہ ماریا درد فراق غماندا
نال پیار لاؤ گل حضرت وچھڑیاں عمر گذاری ہے

جن دیگر علماء و مشائخ سے حضرت مولانا امام الدین کے گہرے مراسم استوار تھے، ان میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف ساکن بھوئی علاقہ پنج کھٹہ ضلع اٹک، حضرت مولانا پیر عبداللہ شاہ (م ۱۹۲۲ء) ساکن دعولہ نزد چوآ سیدن شاہ قاضی تحصیل پنڈ دادنخان، حضرت مولانا حاجی محمد صالح سلیانہ ضلع جھنگ، حضرت مولانا شرف الدین ساکن سلیانہ، قاضی علی احمد ساکن ماٹن، حضرت مولانا پیر صدیق شاہ چشتی ساکن منگوال ضلع خوشاب، حضرت مولانا سید ظہور شاہ جلالپوری مدفون منارہ ضلع چکوال، مولانا غلام محی الدین ساکن ڈھڈی، مولانا خان محمد ساکن جھنگ، مولانا محمد بخش ساکن جسوال ضلع سرگودھا اور مولانا محمد شاہ ساکن کھوئیاں متصل تمن ملتان، حضرت مولانا غلام محمد ساکن کوٹ بھائی خان اور حضرت قاضی مولانا غلام قادر ساکن جھاوریاں ضلع شاہ پور۔

marfat.com

حضرت مولانا محمد امام الدین کندواہیؒ نے درۃ المکنون حضرت مولانا غلام محمد اور حضرت قاضی غلام قادر کی فرمائش پر لکھی چنانچہ درۃ المکنون کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں ۔

حافظ کامل مرد اللہ دا صالح نیک نمازی ‏ صابر شاکر زاہد عابد نال رضا رب راضی
خادم سرور عالم دا او تابعدار نبیاں ‏ حنفی تقویٰ دار ہمیشہ خدمتگار ولیاں
غلام محمد نام مبارک عالم نیک سرشتہ ‏ طبع حلیم تسلیم عجائب جیوں کر ذات فرشتہ
چھاؤنی شاہ پور کولون چڑدے کوٹ جو بھائی خانی ‏ اوتھے ہر دم رہے سلامت شاعر ہے لاثانی
ہور اک قاضی چھاوریاں وچہ مُدہ قدیمی رہندے ‏ غلام قادر ہے اسم مبارک اودھی دم کہندے

تفسیر سورۂ نور میں "سبب نظم کتاب ہذا" کے عنوان سے رقمطراز ہیں ۔

گاہے گاہے سفر اندر میں جاندا جھنگ مگھیانے ‏ اس علاقے وسدے اک نام جیندا سلیانے
اوتھے سی عالم عامل کامل نال صفائی ‏ کر تدریس ادریس مطابق دتا فیض لوکائی
دوروں دوروں طالب آون پاون فیض ہزاراں ‏ ظاہر باطن علم سکھاوے کر واقف اسراراں
چشمہ نوری فیض حضوری جگ وچہ ہویا جاری ‏ بھر بھر جام اکرام کریندا کرے سخاوت بھاری
فتح محمد اسم مبارک نائب خاص رسولی ‏ اصل ذات الٰہی ہویا پا درجہ مقبول
ترے فرزند انہاندے باقی ہر اک عالم بھارا ‏ دین نبی وچہ کامل اکمل رب دتی روشنائی
اک انہاندا چھوٹا بھائی حاجی حافظ بھارا ‏ محمد صالح اسم مبارک نیک خدا دا پیارا
درۃ المکنون ڈٹھی اس بہت پسند آئی ‏ واعظاں کارن بہت عجیبہ بندی نظم بنائی
ویکھ انہاں دل راضی ہویا مڑ مڑ ایہ فرماون ‏ سورہ نور نظم کر جلدی کر تاکید بناون

## تصانیف

حضرت مولانا امام الدین چشتی عربی، فارسی اور پنجابی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی اکثر تصانیف پنجابی نظم میں ہیں۔ آپ کی جو تصانیف مطبوعہ مولف کی نظر سے گزریں یا ان کے نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں۔

**تفسیر سورئہ نور** یہ کتاب آپ نے اپنے دوست اور حضرت خواجہ شمس العارفین سیالویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا فتح محمد سلیانویؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد صالح سلیانوی کی فرمائش پر لکھی۔ بڑی تقطیع کے اٹھاسی صفحات پر مشتمل پنجابی نظم کی یہ کتاب پانچ سو کی

marfat.com

تعداد میں ۱۳۳۳ھ میں لاہور سے طبع ہوئی۔ مولانا شرف الدین ساکن سلیانہ خلف الرشید مولانا محمد سعید ساکن سلیانہ نے چار فارسی اشعار میں اس کا قطعہ تاریخ طباعت لکھا نیز خود مصنف نے سات فارسی اشعار میں تاریخ طباعت موزوں کی۔

**قصیدہ نعمانیہ مع شرح امامیہ** امام اعظم ابوحنیفہؒ کے قصیدہ نعمانیہ کی شرح پنجابی نظم میں ہے۔ جو چودہ صفحات پر المنیر پریس جھنگ مگھیانہ سے طبع ہوئی۔

**شجرہ شریفہ خاندان چشت اهل بهشت** حضرت مولانا محمد امام الدین نے اپنے سلسلے کا شجرہ طریقت پنجابی اشعار میں لکھا جو آٹھ صفحات پر مشتمل حافظ خدا بخش صغیر کے اہتمام سے المنیر پریس جھنگ سے طبع ہوا۔ کتاب کے آخر میں مولانا محمد امام الدین کا فارسی کلام موجود ہے۔

**وفات نامه حضرت خواجه الله بخش تونسوی**

۷ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کا دن تھا کہ محمد امام الدین اپنے گاؤں کندوال سے کسی کام کے سلسلے میں پنڈ دادنخان کے لئے روانہ ہوئے جب للہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو ریل گاڑی آنے پر آپ کی ملاقات اس میں سوار حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے ہوئی جو حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سجادہ نشین تونسہ شریف کے وصال پر تعزیت کر کے واپس گولڑا شریف جا رہے تھے۔ پیر صاحب کے ساتھیوں میں مولانا محمد امام الدین کے دوست مولانا محمد یوسف ساکن بھوئی بھی شامل تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کے مقام و مرتبہ اور رحلت کے واقعات مولانا محمد امام الدین کو بتائے اور انہیں کتابی صورت دینے کی فرمائش کی چنانچہ مولانا محمد امام الدین نے یہ واقعات پنجابی اشعار میں موزوں کر کے انہیں وفات نامہ خواجہ اللہ بخش کے نام سے سولہ صفحات پر المنیر پریس جھنگ سے طبع کرایا۔ شاعر نے یہ کتاب یکم رجب ۱۳۱۹ھ کو کندوال میں مکمل کی۔ اس کتاب میں ضمناً حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے مناقب بھی آ گئے ہیں۔

**تحفه اسلامیه** حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور مرزا قادیانی کے درمیان ہونے والی عقیدۂ ختم نبوت پر معرکہ آرائی کی تفصیلات پنجابی نظم (مطبوعہ)

**مدح جناب پیر مهر علی شاه گولڑوی** پنجابی نظم، مطبوعہ

**درة المکنون فی بیان قرة العیون** یہ کتاب مولانا موصوف نے

maarfat.com

واعظین اسلام کے لئے قرآن واحادیث کی مدد سے پنجابی نظم میں لکھ کر طبع کرائی۔ مولانا محمد امام الدین کی مذکورہ بالا سات مطبوعہ تصانیف کے علاوہ آپ کی غیر مطبوعہ کتب میں سے چند کتب کے مخطوطات مولانا حافظ عبدالشید ارشد نقشبندی ساکن کندوال کے ذخیرہ کتب میں موجود ہیں۔ ان کا تعارف حسبِ ذیل ہے۔

**حلیہ شریف** پنجابی نظم بخط مصنف انچاس اشعار پر مشتمل یہ کتاب مولانا امام الدین نے ۵ ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ کو موضع گھلوگھارہ ضلع میانوالی میں قیام کے دوران مکمل کی۔ اس کے مخطوط کے آخری صفحات پر مولانا کے مجرب عملیات وتعویذات اور طبی نسخے بھی درج ہیں۔

**مناقب حسین** حضرت امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے مناقب اور سانحہ کربلا ایک سوستر پنجابی اشعار میں ہے۔ خطی نسخہ ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

**منقبت غوث اعظم** پنجابی بائیس اشعار اور پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔

**قصہ لکڑی** بارہ صفحات پر مشتمل پنجابی نظم میں یہ کتاب مولانا محمد امام الدین نے ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ کے دن کندوال میں مکمل کی۔

**فالنامہ قرآنی** صفحات ۲۹، اردو نثر، تاریخ تکمیل ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

**فالنامہ رملی** صفحات ۲۱ فارسی نثر، تکمیل ۱۷ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ

**فال نامہ ابجدی** صفحات ۲۸، فارسی نثر، تکمیل ۱۳۴۳ھ

**بیمار نامہ** صفحات ۱۲، ۲۳ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ

**رسالہ انواع البسط فی علم جعفر** صفحات ۷۰، فارسی نثر، ۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

آخر الذکر پانچ کتب کے خطی نسخے ایک جلد میں محفوظ ہین۔ کئی فتاویٰ پر آپ کے تصدیقی اور تائیدی دستخط ملتے ہیں۔

**شاعری اور نمونہ کلام**

جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے کہ حضرت مولانا محمد امام الدین چشتی عربی، فارسی اور پنجابی

marfat.com

کے قادر الکلام شاعر تھے۔ مولف کے کتب خانہ میں آپ کی دو کتب شجرہ شریف خاندان چشت اہل بہشت اور درۃ المکنون موجود ہیں ان سے آپ کا کلام بطور نمونہ پیش خدمت ہے۔

واہ وا خالق مالک رازق پالن ہار قدیمی ۔۔۔ ہکنان سرگردان پھرادے ہکنان کرے مقیمی
ہک عابد ہک زاہد کیتے ہک زانی مونہہ کالے ۔۔۔ ہک مست الست پھرن وچہ گلیاں پین شراب پیالے
ہک صوفی شب بیدار ہمیشہ بندے پاک نمازی ۔۔۔ ہک راہ اللہ سر صدقے کردے مرد بہادر غازی
ہکنان وچہ قیام گذاری اپنی عمر پیاری ۔۔۔ ہکنان نال شراب محبت سر پر دھری خواری
ہکنان طاعت پاک نبی دی سر چشماں پر چائی ۔۔۔ ہکناں نال شیطان کتے دے پکی یاری لائی
حدون بعد کہان صلواتاں پاک محمد ﷺ تائین ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم شافع روز جزائین
جانجاں توڑی دھرتی انبر کرسی عرش منارے ۔۔۔ جانجاں دینہ چن روشن ہووے ہور ستارے سارے
آدم جن ملائک نوری جے سب لکھن لائیے ۔۔۔ صفت نبی دی تم نے ہووے جے سو زور لگائیے
آپ خداوند پاک جہان نون شان دتا لولاکی ۔۔۔ کہو کی صفت انہاندی کری عاجز بندہ خاکی
افضل کل نبیان اندر حوض کوثر دا والی ۔۔۔ ایہہ فرقان خزانہ جنہون بخشیا ذوالجلالی
روز حشر جان نفسی نفسی نبی پوکارن سارے ۔۔۔ اسدن امت کارن کہسی خالقدے دربارے
یارب بخشین امت میری تیرا کم رحیمی ۔۔۔ پلہ پاوین عیب چھپاوین تیری ذات کریمی
بخشش دا آوازہ تازہ ملسی نبی سہارے ۔۔۔ عاصی پان خلاصی ہوسن داخل جنت سارے
چارے یار رسول اللہ دے چارے خاص پیارے ۔۔۔ صدیق عمر تے عثمان حیدر چارے گوہر پارے
جیندی صفت خداوند والی وچہ قرآن سنائی ۔۔۔ وصفت انہاندی عاجز بندہ کی کجھ کری بھائی
وچہ کلام الٰہی ویکھو شان انہاندے آئے ۔۔۔ سورۃ فتح اندر پڑھ ویکھن کیڈے درجے پائے
صدیق اکبر دا درجہ اس دن لوکاں معلم ہوسی ۔۔۔ جس دن بجے پاسے جاکے سرور کول کھلوسی
دوجے گوشے عمر بہادر تریجے عثمان جانی ۔۔۔ چوتھے حیدر شاہ مردان جو واقف راز نہانی
مومن اہل جماعت سارے شک نہ آنن ذرہ ۔۔۔ روافض ہور خوارج سارے ہون ذلیل مقرہ

کتاب درۃ المکنون کا قطعہ تاریخ فارسی لکھا

از برائے مومنا تحریر شد این پند ہا ۔۔۔ یادگارم باز ماند چون مرا آید قضاء
چوں روم ار دار فانی در بغل دارم کتاب ۔۔۔ کاین مرا شافع شود اندر جناب کبریا

marfat.com

از تفاسیرو حدیث آمد ہمہ مضمون این　　نیز قول صالحان پاکیزہ مردان بے ریا
ہر کہ با نظرِ عشق در وے نظارہ می کند　　بو کہ مارا یاد آرد آں زمان اندر دعا
سال تاریخش چو پرسیدم زہاتف گفت او　　درۃ المکنون روشن نام نامی با صفا

۱۳۲۶ھ

شجرہ شریفہ میں اپنے شیخ طریقت کے بارے رقمطراز ہیں

شمس الدین شمس زمان می نمائد گمراہان
خلفش محمد الدین دان جاریست فیض بیکران
بردر شما آمد امام الدین ماندہ در فراق
بہ بریدا زوے غم الم بہر خدا اے خواجگان

شجرہ شریفہ کے پنجابی اشعار ہیں:

شمس نورانی دوہیں جہانی　　خواجہ شمس الدین چھانی
جلوہ بدر منیر وکھاوے　　خلقت وانگ چکوران آوے
صوفی زاہد تڑفن اوتھے　　جیونکر مرغ شکاری ہے
محمد الدین کر نظر کرم دی　　گھیرا مینوں ٹھانٹھ الدی
فوج فراق کرے نت دہاوی　　گوشت پوست خون سکاوے
ملیا ماوا تک تسانوں　　اوچی کوک پکاری ہے

قم فی ظلام اللیل واقصد مہیمنا　　یراك الیہ فی الدجا تتوسل
وقل یا عظیم العفو لا تقطع الرجا　　فانت المنی یا غائیتی والمتوسل
فیا رب فاقبل توبتی تفضل　　فما زلت تعفو عن کثیر و تھمل
اذا کنت تجفونی وانت ذخیرتی　　لمن اشتکی حالی و من اتوسل
حقیق لمن اخطاوعاد لما معنی　　و یبقی علےٰ بوابہ یتذلل
و یبکے علےٰ جسم ضعیف من البلی　　لعل یجود السید المتفضل
قصدت آلہی رحمتہ و تفضیلا　　لمن تاب من زلائتہ یتقبل

marfat.com

ترجمہ:

اٹھو وچہ اندھیری راتیں قصد خدا دے کرئیو ‏ ‏ ‏ دیکھے اوہ جو وچہ اندھیری تسیں دھریئو
تے آکھو یارب معاف کرین نا تروڑ امید ساڈی ‏ ‏ ‏ مقصد آزواندا تون ہین سانو آس تساڈی
یارب کر مقبول مری تون توبہ نال فضلدے ‏ ‏ ‏ سدا معاف کرین تون ساڈے لکھے جرم ازلدے
ہیں ذخیرہ میرا جی تون مین تھین کرین کنارا ‏ ‏ ‏ کون وسیلہ پکڑان کسوں حال سناوان سارا
ثابت ہے جو کرے خطایاں پر تے نادم ہو کے ‏ ‏ ‏ تے باقی عمر گذاری ساری دراسدے تے رو کے
رووے عاجز جسے تے جو بہریا نال بلائین ‏ ‏ ‏ ہے امید جو بخشے اسنون فضل کردا سائین
کران امید جو رحم فضل تھین بخشے آپ الٰہی ‏ ‏ ‏ جو کوئی توبہ کرے گناہون تھیوے اس رہائی
پاک نبی سرور تے ہوون لکھ سلام دعائین ‏ ‏ ‏ آل اصحابان تابعداران روز قیامت تائین

موضع ہریا کے مناظرے کے بارے میں آپ نے یوں اظہار خیال فرمایا

بحث کا جو تھا نتیجہ آ گیا ‏ ‏ ‏ مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
میرزائیوں کی عجائب گت بنی ‏ ‏ ‏ جب مباحثہ شہر ہریا میں ہوا
میرزایوں سے جلال الدین تھا ‏ ‏ ‏ اہل سنت سے غلام مرتضیٰ
بحث تھی عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی موت میں ‏ ‏ ‏ یعنی عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہے یا مر گیا
معیار تھا قرآن ہم قولِ نبی ﷺ ‏ ‏ ‏ فیصلہ اس پر مسلّم ہو چکا
مفتی صاحب جب پڑھا قرآن شریف ‏ ‏ ‏ لحن داوٗدی سے جلسہ بھر دیا
آیت انا قتلنا جب پڑھی ‏ ‏ ‏ رفعہ اللہ سے یہ ثابت کر دیا
زندہ ہے عیسیٰ ابھی افلاک پر ‏ ‏ ‏ دیکھ لے نکتہ عجب بل میں پڑا
ہے یہ اضرابیہ ابطالیہ بل ‏ ‏ ‏ اور قصرِ قلب ہے اس مین چھپا
موت کو باطل کیا ما قبل نے ‏ ‏ ‏ جو کہ پہلے آ چکا ہے نافیہ ما
رفعہ سے یہ آوازے آ رہے ‏ ‏ ‏ زندہ ہے وہ آسمان پر چڑھ گیا
اس میں ہیں اثبات جسدِ عنصری ‏ ‏ ‏ اس کا منکر نہیں جزا شقیا
بل کے اندر پھنس گیا صفی شمس ‏ ‏ ‏ منہ پہ پردہ پڑ گیا کسوف کا
ہاتھ پاؤں مارے سب لیکن کہیں ‏ ‏ ‏ رستگاری کا نہ ہر گز راہ ملا

marfat.com

سب کو روشن ہو گیا زندہ مسیح موت کا قاتل ہوا ہے روسیا
ہر طرف سے آ رہی ہے یہ ندا آفریں صد آفریں مفتی غلام مرتضیٰ
ہے امام الدین کی یہ التجا دست بالا ہو سدا اسلام کا

## شیخ طریقت سے عقیدت

آپ کو اپنے شیخ کریم سے والہانہ محبت تھی۔ سال میں ایک دو بار سیال شریف کی حاضری معمول تھا۔ حضرت ثالث خواجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالویؒ (م ۱۹۲۹ء) کے دور پاک میں بھی سیال شریف باقاعدگی سے حاضر ہوتے رہے۔ اور حضور ثالث سیالوی آپ پر انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ اعراس مبارک کی تقاریب میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔

## درس و تدریس

آپ نے کندوال میں باقاعدہ درس و تدریس کا کام شروع نہیں کیا تھا البتہ بعض افراد کو پڑھایا تھا۔

## تلامذہ

آپ کے تلامذہ میں صرف ایک کا علم ہو سکا: حضرت مولانا حافظ جمال الدین کندوالیؒ۔

## حلیہ

آپ کا قد درمیانہ، رنگ گندمی، ریش مبارک با شرع اور سر پر دستار باندھتے تھے۔ چادر اور کرتہ لباس تھا اور لباس سادہ ہوتا تھا۔

## اخلاق و اطوار

حضرت مولانا محمد امام الدین اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ بناوٹ اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی۔ سادہ زندگی بسر کی۔ عالم و فاضل، عابد و زاہد اور متقی تھے۔ شریعت مطہرہ کی سختی سے پابندی کرتے۔ اپنے عقیدت مندوں میں شریعت کا جذبہ پیدا کیا۔ معاشرتی اور سماجی بری رسوم کے خاتمہ کے لئے سخت جہاد کیا۔ شرعی معاملات میں کسی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ حق گوئی شیوہ تھا۔ اور حق بات منہ پر کہہ دیتے تھے۔ بدمذہب لوگوں سے سخت نفرت تھی۔ مرزائیوں، روافض اور خوارج سے مناظرے کئے اور ہر میدان میں فتح و کامرانی حاصل کی۔ بڑے خود دار، بارعب اور دبدبہ کے مالک تھے۔ آپ کا فتویٰ چلتا تھا۔ مضافات سے لوگ مسائل پوچھنے کے

marfat.com

لئے آتے تھے۔آپ نے ہندوستان سے باہر اٹلی تک تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کیا۔حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

## معمولات

آپ نصف شب بیدار ہو کر تہجد پڑھتے بعد ازاں وظائف میں مشغول رہتے۔نمازِ فجر با جماعت ادا فرماتے۔اس کے بعد تلاوتِ قرآن کریم اور دوسرے اورادو وظائف ادا فرماتے۔نمازِ اشراق، چاشت وغیرہ ادا کرنے کے بعد تدریس کا شغل فرماتے۔دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ کرتے اور نمازِ ظہر با جماعت ادا کرتے بعد ازاں عام ملاقات کا وقت مقرر ہوتا۔نمازِ مغرب با جماعت ادا کرنے کے بعد اوابین اور حفظ الایمان کے نفل ادا فرماتے۔نمازِ عشاء با جماعت ادا کر کے چند اوراد کا ورد کرتے اور پھر آرام فرماتے تھے۔آپ وسیع مطالعہ کے مالک تھے۔انجم لکھنو باقاعدگی سے آپ کے پاس آتا تھا۔تبلیغی دوروں میں بھی اوراد و وظائف کی سختی سے پابندی فرماتے تھے۔جسمانی اور روحانی مریض آتے اور انہیں دوا اور دعا دے کر واپس کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی۔آپ کا لقب واعظ الاسلام تھا بعض مقامات پر آپ کا نام ”مولانا محمد امام الدین واعظ الاسلام کندوال“ بھی لکھا ملتا ہے۔عموی زندگی سفر میں گزری۔دوستوں کے ہاں کافی وقت گزارتے باقاعدہ امامت کسی مسجد میں نہ تھی جمعۃ المبارک گاؤں کی جامع مسجد میں پڑھاتے تھے۔آپ فارغ اوقات میں کتابت بھی کرتے تھے۔آپ کا قلمی قرآن بھی موجود ہے۔

## حج بیت اللہ شریف

حضرت مولانا امام الدین پیدل سفر کر کے حرمین شریفین حاضر ہوئے اور حج وزیارت کی سعادت حاصل کی۔دوسری روایت ہے کہ آپ نے ۱۹۱۱ء میں حضرت ثالث سیالویؒ کی رفاقت میں حج کی سعادت حاصل کی۔

## اولاد امجاد

حضرت مولانا امام الدین کو اللہ تعالیٰ نے پانچ فرزند عطا فرمائے ان میں سے ایک مولانا حافظ جمال الدین مرحوم تھے۔مولانا حافظ جمال الدین نے اپنے والد ماجد کے علاوہ کھوکھر زیرِ نزد چکوال اور پنڈی گھیب کے مدارس میں تعلیم پائی تھی۔مولوی حافظ جمال الدین مرحوم کی

marfat.com

ایک بیٹی زندہ رہی جو حضرت مولانا حافظ عبدالرشید کے عقد میں ہے۔

## کوائف وصال

حضرت مولانا امام الدین کندوالی کی وفات شب سوموار بوقت بارہ بجے رات ہوئی۔ سوموار قبل از زوال جنازہ ہوا۔ جنازہ کی بہت لمبی پانچ صفیں تھیں۔ اور ہر صف میں تین صد سے زائد افراد شامل تھے۔ بوقت وفات آپ بقائمی ہوش وحواس تھے اور فرمایا کہ دو گھوڑیاں آئیں۔ بعدہٗ الحمدللہ سبحان اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر واصل بحق ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ گہری نیند سوئے ہوئے ہیں۔ در ماہ شعبان شب پانز دھم انتقال بدار البقا نمودہ در ۱۳۴۹ھ

## وصال شریف اور مدفن

آپ کا وصال شریف ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۳۱ء بارہ بجے رات شب پانز دہم کو ہوا۔ دفتر ڈی۔ ایچ۔ او جہلم کے ریکارڈ میں حضرت مولانا امام الدین کندوالی کی تاریخ وفات ۵ جنوری ۱۹۳۱ء بعمر پچاس سال درج ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی قبرِ انور کچی ہے۔ اور کندوال کے بڑے قبرستان کی شمالی جنازہ گاہ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ مولف نے فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

# حضرت مولانا محمد جمال الدین چشتی

## خاندان اور پیدائش

آپ اعوان المعروف محفوظیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء موضع کندوال ضلع جہلم میں واعظ الاسلام حضرت مولانا حاجی امام الدین کندوال کے ہاں ہوئی۔

## تعلیم

آپ نے کھوکھر زیر چکوال میں قرآن مجید حفظ کیا۔ کندوال کے پرائمری سکول میں تین جماعتیں پاس کیں۔ بعد ازاں اپنے والد ماجد کے علاوہ کھوکھر زیر اور اور پنڈی گھیب کے مدارس میں تعلیم حاصل کی۔

## بیعت

آپ کے والد ماجد نے بچپن میں سیال شریف حضرت ثالث خواجہ حافظ الحاج محمد ضیاء

marfat.com

الدین سیالوی قدس سرہ سے بیعت کرادیا تھا۔ سیال شریف باقاعدہ حاضری دیا کرتے تھے۔

## حلیہ اور اخلاق

آپ کا قد ساڑھے پانچ فٹ، متوازن بدن، رنگ گندمی نورانی اور منور چہرہ تھا۔ سفید چادر، کرتہ دستار لباس اور پاؤں میں دیسی جوتی پہنتے تھے۔

آپ عابد و زاہد، صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ بڑے دلیر، باہمت، مستقل مزاج اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرتے تھے۔ نمازِ فجر کے بعد نمازِ اشراق کے پابند تھے۔ تہجد گزار اور رمضان المبارک میں قرآن کریم تراویح میں سنایا کرتے تھے۔ محافل شبینہ میں بھی قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔ سادہ زندگی بسر کی۔ مزاج مین خودداری اور بے نیازی حد درجہ تھی۔ عوام سے بڑے انکسار سے ملتے تھے۔

## شادی

آپ کی شادی اپنے ہی خاندان میں ۱۹ اگست ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔ اللہ تعالی نے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا کین۔ اب صرف ایک دختر حیات ہے۔ دخترِ نیک اختر اس وقت ۶۸ سال کی ہے۔

## وفات اور مدفن

آپ چند ماہ درد گردہ میں مبتلا رہ کر ۲۵ مئی ۱۹۸۱ء مطابق ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ کو فوت ہوئے اور کندوال کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ نمازِ جنازہ حضرت مولانا عبدالکریم سیالویؒ ساکن کندوال نے پڑھائی۔

## جانشین

حضرت مولانا حافظ جمال الدین چشتیؒ کی وفات کے بعد حضرت عبد الرشید ارشد نقشبندی ولد عبدالکریم سیالوی مرحوم (مرید حضور شیخ الاسلام سیالوی) جانشین ہوئے۔ آپ اعوان شادھہ خاندان میں حضرت مولوی عبدالکریم کے گھر کندوال میں ۱۶ مارچ ۱۹۵۶ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۷۵ھ بروز آدینہ پیدا ہوئے للہ شریف کے مدارس میں تین سال کے عرصے میں حافظ فیض محمد صاحب ساکن نین رانجھا ضلع گجرات سے حفظ قرآن مجید کیا۔ بی۔ اے تعلیم ہے اور تین سالہ میڈیکل کورس کیا۔ آرمی میڈیکل کور مین پندرہ سال ۹۰۔۱۹۷۵ء سروس کی۔ بیعت حضرت

marfat.com

صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للہی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ معلیٰ نقشبندیہ مجددیہ سے ہے۔اور ۱۹۹۲ء مطابق ۱۴۱۳ھ کو خرقہ خلافت ارزانی ہوا۔ ۱۹۹۲ء میں شعبہ حفظ قائم کیا اور بیشمار طلبہ کو حفظ قرآن کی نعمت سے مالا مال کیا۔ ۱۹۹۶ء میں حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے مشرف ہوئے نیز پندرہ کے لگ بھگ عمرے ادا کر چکے ہیں۔کندوال میں میلاد شریف کے جلوس کی قیادت کرتے ہیں اور جماعت اہل سنت کے صدر ہیں آپ حضرت مولانا حافظ محمد جمال الدین چشتیؒ کے داماد ہیں۔

اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔حافظ خالد محمود

۲۔عبدالنعیم

۳۔عطاء المصطفےٰ جمیل۔بی۔اے

۴۔انوار المصطفےٰ

## ماخذ و مراجع


۱۔محمد امام الدین مولانا: شجرہ شریفہ خاندان چشت اہل بہشت، المنیر پرنٹنگ پریس جھنگ

۲۔ایضاً: درۃ المکنون فی بیان قرۃ العیون، مطبع المنیر جھنگ مگھیانہ

۳۔عابد حسین شاہ، پیرزادہ، مولانا محمد امام الدین چشتی، ایک صوفی شاعر مطبوعہ در ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، اکتوبر ۱۹۹۷ء

۴۔محمد مُرید احمد چشتی، حاجی، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء

۵۔محمد مُرید احمد چشتی، حاجی، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء

۶۔قلمی یادداشتیں مخزونہ در کتب خانہ مولوی محمد جمال الدین کندوالی

۷۔بیاض (قلمی) مملوکہ حضرت حافظ عبدالرشید ارشد نقشبندی کندوالی

۸۔انٹرویو حضرت حافظ عبدالرشید ارشد نقشبندی مورخہ ۹ اگست ۲۰۰۷ء بروز پنجشنبہ در کندوال ضلع جہلم


marfat.com

# مؤلف کی تصانیف و تالیفات

۱۔ جہانِ رضا (مطبوعہ)

۲۔ خیابانِ رضا (مطبوعہ)

۳۔ مناقبِ رضا (قلمی)

۴۔ امام احمد رضا کے چند خلفاء (قلمی)

۵۔ انوارِ قمر (قلمی)

۶۔ فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد اوّل (مطبوعہ)

۷۔ فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد دوم (زیرِ طبع)

۸۔ فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد سوم (مطبوعہ)

۹۔ فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد چہارم (مطبوعہ)

۱۰۔ فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد پنجم (مطبوعہ)

۱۱۔ فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد ششم (مطبوعہ)

۱۲۔ فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد ہفتم (زیرِ طبع)

۱۳۔ انوارِ سیال (مطبوعہ)

۱۴۔ برکاتِ سیال (زیرِ تدوین)

۱۵۔ بستانِ صوفیاء جلد اوّل (مطبوعہ)

۱۶۔ بستانِ صوفیاء جلد دوم (زیرِ تدوین)

marfat.com

## ورفعنالک ذکرک

جس نے ایک بچی کی اچھی تعلیم و تربیت کی اس نے پوری قوم پر احسان کیا۔

چراغِ علم جلاؤ بڑا اندھیرا ہے

اندھیروں سے اجالوں کی طرف گامزن اسلامی علوم کی معیاری درسگاہ

## جامعہ ضیاء المصطفیٰ ﷺ للبنات طور

## (تحصیل و ضلع جہلم)

## محمدیہ غوثیہ یونیورسٹی بھیرہ شریف سے الحاق شدہ

## شعبہ جات

☆ شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن مجید

☆ درس نظامی (قرآن و حدیث کی تعلیم)

☆ انٹرمیڈیٹ کلاسز

☆ مستقبل میں کمپیوٹر و ووکیشنل ٹریننگ کا پروگرام

☆ طالبات کی رہائش و طعام کا بہترین انتظام

☆ اپنی مدد آپ کے تحت خوبصورت ڈیزائن کے تحت تعمیر شدہ عمارت (کشادہ لان۔ ایجوکیشن بلاک۔ رہائشی بلاک)

برائے رابطہ: انتظامیہ کمیٹی جامعہ ضیاء المصطفیٰ ﷺ للبنات طور (جہلم)

فون نمبر: 0544-830832


marfat.com

# یکے از انوارِ سیال

جامعہ ضیاء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للبنات طور (جہلم)

(الحاق شدہ: محمدیہ غوثیہ یونیورسٹی بھیرہ شریف)